بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

الحمد لله وحده لايشرك في امره احدا، والصلاة والسلام على من لانبي بعده ،ولامعصوم بعده، وعلى آله واصحابه الكرام البررة والذين اتبعوهم باحسان الى يوم القيامة: امابعد

حمد وصلاۃ کے بعد بندہ ناچیز محمد اسماعیل میلسوی قارئین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ونصرت اور توفیق سے پوری دنیا میں سینکڑوں نہیں ہزاروں شیعہ لوگ اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آئے ،......تاریکیوں کو چھوڑ کر اجالوں کو اختیار کیا،......کفر کی سرزمین سے ہجرت کر کے اسلام کے ملک میں جا گزیں ہوئے ،......کفر وبدعت کو پس پشت ڈال کر سنت کے راستوں کو گلے لگایا،......اہل بیت کے بناوٹی مذہب کی بجائے ان کے حقیقی مذہب کو مقصد زندگی بنایا،......صحابہ کرامؓ کے بغض کی جگہ ان کی محبت دلوں میں بسا کر وعدہ الٰہی کے مطابق جنت میں جانے کے مستحق ٹھہرے......لیکن شیعہ لوگ عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ سنی تو شیعہ ہو رہے ہیں مگر کوئی شیعہ سنی نہیں ہوا ایسا ہی واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا۔

۲۰۰۷ء بمطابق ۱۴۲۸ھ کو جامعہ اسلامیہ باب العلوم میں میرا درجہ عالیہ کا سال تھا کہ ایک شیعہ لڑکے سے بات ہوئی اس نے کہا کہ کئی سنی شیعہ ہوئے ہیں کیا کوئی شیعہ بھی سنی ہوا ہے؟ اس وقت میرے ذہن میں جو چند آدمی تھے ان کا میں نے نام لیا کہ فلاں فلاں شیعہ لوگ سنی ہوئے ہیں تو وہ خاموش ہو گیا اس وقت دل میں

ایک داعیہ پیدا ہوا کہ جن شیعہ لوگوں نے کفر کو چھوڑ کر اسلام اختیار کیا ہے......تاریکی سے نکل کر اجالے میں آئے ہیں......ضلالت کے اندھیروں کی جگہ نور ہدایت کو سینہ سے لگایا ہے......ان کے حالات قلمبند کیے جائیں چنانچہ اس وقت سے میں نے حالات جمع کرنا شروع کر دیے۔ میں نے یہ کوشش درجہ عالیہ میں شروع کی اور درجہ موقوف علیہ میں ایک اچھا خاصا مجموعہ تیار ہو گیا لیکن اسباب کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کو تیار کر کے رکھ دیا پھر آہستہ آہستہ مزید حالات بھی ملتے گئے تو ان کو بھی شامل کرتا گیا اب تو کافی مقدار میں مواد جمع ہو گیا ہے ان میں سے چند اہم خوش نصیبوں کے حالات اس کتاب میں درج کر دیے ہیں زندگی نے اگر ساتھ دیا اور قارئین نے اس کو پسند کیا اور پسند کر کے حوصلہ افزائی کی تو ان شاءاللہ اس کتاب کی مزید جلدیں بھی منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کروں گا۔ اخیر میں میں والدین اور ان تمام اساتذہ وساتھیوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے اس کی تالیف یا اشاعت میں دامے، درمے یا سخنے کسی لحاظ سے تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس حقیرسی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے: آمین:

محمد اسماعیل میلسوی

فاضل جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا

اہل السنّت مسلک کا بیج پختہ ہوگیا

داستان ہدایت......حضرت مولانا سیدزوارحسین شاہ صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا سیدزوارحسین شاہ صاحب نے ایک شیعہ گھرانے میں آنکھ کھولی اور سارا گردوپیش سب کا سب شیعہ تھا اللہ رب العالمین نے ان کو ہدایت اور توفیق دی اور ان کو سنی بنایا وہ فرماتے تھے کہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا تو کچھ دن بعد اپنی ہمشیرہ کے ہاں گیا ان کے شوہر سنی تھے وہاں جاکر جب سنی عبادات ورسومات سامنے آئیں تو مجھے بہت اچھی معلوم ہوئیں چنانچہ شیعوں کی جو چیزیں دیکھیں تھیں ان سے سخت نفرت ہوگئی اور میرے دل میں کچھ سوالات پیدا ہوئے میں نے ان سوالات کے متعلق حضرت تھانوی کی خدمت میں ایک خط لکھا اور اپنی ساری کیفیات اور ساری تفصیلات لکھیں اور مولانا تھانوی نے بہت شافی اور کافی جواب دیا اس کے بعد مجھے مزید اطمینان ہوگیا اور میرے اندر اہل سنت مسلک کا جو ایک بیج تھا وہ اور پختہ ہوگیا۔اس کے بعد وہ بہت اونچے درجے کے اور مضبوط سنی بنے اور وہ ایسے سنی تھے کہ آدمی کو ان پر رشک آنا چاہیئے

تعارف

شیخ طریقت حضرت مولانا سیدزوارحسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین سید تھے آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

حضرت مولانا سیدزوارحسین شاہ بن سید احمد حسین بن سید اکبر علی بن سید نوازش علی بن سید بشارت علی بن سید روشن علی بن سید شریف حسین بن سید کمال الدین بن سید حمزہ بن سید بدوح بن سید عظیم بن سید بڈھا یا برہان بن سید جلال بن سید کمال بن سید ممیرز بن سید عبدالسلام بن سید تاج الدین بن سید شاہ محمد بن سید حامد نوبہار بن سید شہاب الدین بن سید شاہ زید بن سید احمد زاہد بن سید حمزہ بن سید ابوبکر بن سید احمد حمزہ بن سید احمد توختہ بن سید علی کا کی بن سید حسین ثانی بن سید محمد المدنی ولایتی بن سید حسین ناصر ترمذی بن سید موسی حمیص بن سید علی بن سید حسین اصغر بن سید امام زین االعابدین بن سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ بن سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ۔

حضرت شاہ صاحب کے خاندانی شجرہ میں درج ہے کہ حضرت شاہ زید علیہ الرحمۃ کے ایک صاحبزادے ٹانڈہ کی جانب تشریف لائے تھے اور وہیں رہائش اختیار کرلی تھی۔حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نے اپنی خودنوشت سوانح ''نقش حیات'' میں جو اپنا سلسلہ نسب تحریر فرمایا ہے اس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ حضرت شاہ زید کے انھی صاحبزادے کی اولاد میں سے ہیں اس طرح حضرت شاہ صاحب اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی دونوں کا سلسلہ نسب حضرت شاہ زید پر پہنچ کر ایک ہوجاتا ہے۔

شیعیت کا جال کیسے پھیلا

حضرت شاہ صاحب کا آبائی وطن قصبہ گوہلہ تحصیل کیتھل ضلع کرنال ہندوستان ہے۔ یہ بستی حضرت شاہ زید جو امام زین العابدین کے بیٹے سید حسین اصغر کی اولاد سے تھے ان کے زمانہ سے صحیح العقیدہ سنی سادات کی تھی حضرت شاہ صاحب کا خاندان نسبی شرافت وفضیلت کے ساتھ ساتھ علم وفضل میں بھی ممتاز حیثیت رکھتا تھا لیکن دولت کی فراوانی اور عیش وعشرت کی زندگی کی وجہ سے علمی رجحان کم ہوتا گیا، چنانچہ حضرت شاہ صاحب کے دادا سید اکبر علی کے زمانہ میں ایک شیعہ پٹواری آپ کے علاقہ میں آ گیا جس نے اپنی شیریں بیانی اور زہریلی کہانی سنا سنا کر شیعیت کا وہ جال پھیلا دیا کہ اکثر سیدھے سادھے مسلمان اس کے عقائد سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے چونکہ اس علاقہ میں دینی علوم کا چرچا ختم ہو گیا تھا اس لیے پٹواری کو شیعیت کی تبلیغ کا خوب موقع ملا چنانچہ شاہ صاحب کے دادا سید اکبر علی جو اس علاقہ کے معزز بزرگ سمجھے جاتے تھے اور بڑے زمیندار بھی تھے جب وہ اس شیعہ پٹواری کے جال میں پھنس گئے تو اس علاقہ کے بکثرت سنی مسلمان جو ان کے زیر اثر تھے وہ بھی شیعہ ہو گئے اس طرح شیعیت نے اس خاندان میں جنم لیا۔

شیعہ والدین کی ضعیف الاعتقادی

شاہ صاحب کے والد صاحب سید احمد حسین نے تین شادیاں کیں، پہلی شادی میں ایک صاحبزادہ ہوا جو چند ماہ کے بعد وفات پا گیا اور ایک صاحبزادی ہوئی جو ماشاء اللہ حیات ہیں جنھوں نے شاہ صاحب کا ہر موقع پر خیال رکھا جن کے

صاحبزادے سید ذوالفقار حسین وحافظ محمد اسلم صاحبان ہیں اس پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا، سید احمد حسین نے دوسری شادی کی جس سے حضرت شاہ صاحب ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۱۱ء قصبہ گوہلہ میں پیدا ہوئے۔ دادا صاحب حیات تھے اس لیے نومولود کا نام زوار حسین تجویز ہوا۔ ابھی شاہ صاحب ڈیڑھ سال کے ہوں گے کہ والدہ ماجدہ فوت ہو گئیں۔ والد ماجد نے تیسری شادی کی جس سے دو لڑکے چار لڑکیاں ہوئیں، ایک لڑکا دو لڑکیاں بچپن میں فوت ہو گئے اور دوسرے صاحبزادے سید افتخار حسین ۱۹۷۸ء میں فوت ہوئے شاہ صاحب کی عمر سترہ سال کی ہوگا کہ والد ماجد ۱۹۲۸ء میں انتقال کر گئے حضرت شاہ صاحب اور بڑی ہمشیرہ اور بعض رشتہ داروں کے علاوہ خاندان کے اکثر افراد اس وقت تک شیعہ ہیں، شاہ صاحب اکثر ٹھسکہ میراں صاحب میں اپنی ہمشیرہ کے ہاں تشریف لے جاتے تھے اور راستے میں اپنے ماموں عبدالرشید کے پاس سیانہ سیداں میں بھی قیام کرتے تھے۔

بچپن ہی سے دینداری اور پرہیزگاری آپ کی گھٹی میں پڑ چکی تھی اپنے ساتھیوں کے مقابلہ میں آپ کو بچپن ہی سے نیک لوگوں اور اولیاء کرام کی صحبت پسند تھی اور اپنے شیعہ والدین کی ضعیف الاعتقادی پر دل ہی دل میں افسوس کرتے اور ان کی بداعتقادی سے سخت متنفر تھے، آپ کے والد سخت مزاج اور ترش رو تھے اس وجہ سے آپ ان سے بہت ڈرتے تھے لیکن ان کے طریق عبادات اور رسومات و اعتقادات پر دل نہیں جمتا تھا اور ان کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مثلاً ایک مرتبہ محرم کے دنوں میں نیاز کیلئے کھانا تیار کیا گیا، والد صاحب فاتحہ دینے بیٹھے تو اپنی تیسری بیوی پر بہت سرافروختہ ہوئے کہ پانی کا گلاس کھانے کے ساتھ کیوں نہیں رکھا اگر

مردے کے گلے میں لقمہ پھنس گیا تو کیا ہوگا۔اسی طرح ایک روز وہ کھانے پر فاتحہ دے رہے تھے کہ حضرت شاہ صاحب باہر سے گھر تشریف لائے اور دروازہ بند کردیا تو والد صاحب نے فوراً چیخ کر کہا: ارے! دروازہ کیوں بند کردیا اسے فوراً کھول، مردے کیسے آئیں گے۔

تعلیمی مراحل

شاہ صاحب نے دو جماعتیں اپنے قصبہ گوہلہ میں پڑھیں، تیسری میں تھے کہ آپ کی ہمشیرہ آپ کو ٹھسکہ میراں صاحب لے گئیں وہاں تیسری سے چھٹی تک پڑھا اسی دوران میں اسکول کے بقیہ وقت اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حافظ کمال الدین صاحب سے ناظرہ قرآن کریم پڑھنا شروع کیا ،اس دوران چند سورتیں سورۃ یٰس اور سورۃ تبارک الذی حفظ کرلی تھی اس طرح آپ کی ابتدائی تعلیم ایک صحیح العقیدہ سنی حافظ سے ہوئی جس کا اثر آگے چل کر بہت اچھا ہوا۔شاہ صاحب نے ساتویں جماعت قصبہ شاہ آباد میں پڑھی اور ۱۹۲۶ء میں ٹھسکہ میراں میں مڈل کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کرنے کے بعدان ٹرینڈ ٹیچر مقرر ہوگئے پھر جے وی پاس کرنے کے بعد بحیثیت اول مدرس پرائمری سکول تقرر ہوگیا دوسال بعد اجرانہ کلاں تحصیل تھانیسر تبادلہ ہوگیا۔

تمام برائیوں کی جڑ تین چیزیں

شاہ صاحب کا زیادہ قیام اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے ہاں رہا جن کے خاوند قاضی لطیف حسین صاحب سنی العقیدہ تھے، نیز حافظ کمال الدین صاحب کی شاگردی کے اثرات نے آپ کے فطری میلان کو قوت بخشی ،مزید یہ کہ شیعہ سنی اختلاف کی تحقیق

کیلئے بعض احباب کے مشورے سے حضرت شاہ صاحب نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ سے بھی خط وکتابت کی اور حضرت مولانا موصوف کے مشورہ پر آپ نے حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی قدس سرہ کی اکثر تصانیف کا مطالعہ کیا ان سب چیزوں نے حضرت شاہ صاحب کے میلان طبع میں سونے پر سہاگے کا کام کیا اور آپ نے اچھی طرح محسوس کرلیا کہ چونکہ مذہب شیعہ میں تین بنیادی چیزیں ایسی ہیں جو تمام برائیوں کی جڑ ہیں ......تبرا......تقیہ......تمتع ......جو کسی مذہب میں روانہیں ہیں ایسے مذہب سے کس طرح خیر کی توقع کی جاسکتی ہے لہذا حضرت شاہ صاحب خوب غوروفکر کرنے کے بعد ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان بن گئے۔

سنی ہونے کے بعد مصائب کا سامنا

جب حضرت شاہ صاحب کے سنی عقائد کا علم آپ کے شیعہ رشتہ داروں کو ہوا تو وہ آپ کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں اور پریشانیاں پیدا کرنے کے درپے ہوگئے جس سے آپ کے عزم واستقلال میں ان کی توقعات کے خلاف اضافہ ہی ہوتا گیا، جب کوئی حربہ کارگر نہ ہوا تو خاندان والے شیعوں نے آپ کے خلاف سوشل بائیکاٹ کی مہم شروع کردی یعنی سقا، بھنگی، حجام، تیلی اور کمھار وغیرہ کو حضرت کے ہاں کام کرنے سے روک دیا گیا،

معاشرے کے یہ تمام افراد سنی العقیدہ تھے نیز حضرت شاہ صاحب کے اجداد ہی نے ان کو قرب وجوار کے دیہات سے لاکر یہاں آباد کیا تھا اور ان لوگوں کو باقاعدہ اجرت نہیں دی جاتی تھی بلکہ فصل خریف اور فصل ربیع دونوں میں ان کا معمولی سا حصہ مقرر تھا اس طرح وہ محکوم اور غلام کی طرح رہتے تھے اور اپنے آقاؤں کے خلاف قدم

اٹھانے کی جرات نہیں کر سکتے تھے۔

لیکن حق سبحانہ وتعالی نے محض اپنے فضل وکرم سے ان لوگوں کے دلوں میں رحم ڈال دیا اورانھوں نے ریاست وامارت کے دباؤ کے باوجود عقائد کے پیش نظر چوری چھپے، وقت بے وقت اور کئی کئی دن کی تاخیر سے جیسا موقع ہوتا حضرت شاہ صاحب کے گھر کے کام انجام دیتے رہے اور یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا لیکن آپ کے پایہ استقلال میں ذرا بھی تزلزل واقع نہ ہوا۔

اس ناکامی ونامرادی کے باوجود بھی شاہ صاحب کے شیعہ رشتہ دار اپنی فتنہ پردازیوں اور ریشہ دوانیوں سے باز نہ آئے، چنانچہ انھوں نے اپنے پروگرام کے مطابق رمضان المبارک سے کچھ عرصہ قبل انسپکٹر آف اسکولز اور دیگر حکام سے مل کر حضرت شاہ صاحب کا تبادلہ مسلم اکثریت والے گاؤں اجرانہ کلاں سے خالص ہندو آبادی والے گاؤں اجرانہ خورد کے اسکول میں کرادیا تاکہ آپ کو کھانے، پینے، نماز، روزہ اور دیگر عبادات میں تکلیف وپریشانی کا سامنا کرنا پڑے، یہ تمام حربے صرف اس لیے کیے جارہے تھے کہ شاید آپ پریشان ہوکر اپنے عقائد سے رجوع کرلیں۔مگر حق سبحانہ وتعالی کی نصرت واعانت ہر ہر قدم پر آپ کے شامل حال رہی اور آپ کے عقائد وخیالات مزید راسخ ہوتے گئے۔

جب حضرت شاہ صاحب اجرانہ خورد میں تبادلہ کے بعد انسپکٹر آف اسکولز کو درخواست دی جس میں اپنی خوردونوش کی تکلیف وعبادات میں خلل کا ذکر کیا تو انسپکٹر آف اسکولز نے آپ کو بلاکر کہا کہ آپ کے ہی خاندان والوں نے آکر آپ کی طرف سے درخواست کی تھی کہ آپ اس گاؤں میں تبادلہ چاہتے ہیں، اس وقت آپ کو اس سازش کا علم ہوا اور آپ نے انسپکٹر صاحب کو واقعہ کی حقیقت سے آگاہ کیا چنانچہ انسپکٹر

آپ کی گفتگو سے متاثر ہوا اور فوراً آپ کا تبادلہ اجرانہ خورد سے اجرانہ کلاں کردیا۔

بیعت وخلافت

اسی دوران حضرت شاہ صاحب نے مولانا اسلام الدین کے واسطہ سے بذریعہ خط حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ہاشمی احمد پوری سے بیعت کرلی اور منشی فاضل کا امتحان ۱۹۳۲ء میں پاس کیا اور پھر دہلی میں ٹیچر مقرر ہوئے نو سال وہاں رہے ۱۹۳۵ء میں خواجہ محمد سعید قریشی نے حضرت کو ایک خط دے کر خواجہ فضل علی قریشی مسکین پوروالوں کے پاس بھیجا کہ ان کو خلافت دیدیں۔

پاکستان ہجرت اور دین اسلام کی خدمات

پاکستان ہجرت کے بعد شاہ صاحب خیر پور ٹامیوالی میں سکونت پذیر ہوئے ۱۹۵۶ء میں قرآن کریم آپ نے حفظ کیا اور پھر ۱۹۶۶ء میں کراچی منتقل ہوگئے اور دو کام کیلئے اپنے آپ کو وقف کردیا

(۱)......طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تبلیغ وترویج اور

(۲)......تصنیف وتالیف اکیس سے زائد کتابیں سوانح، فقہ، سلوک وغیرہ موضوعات پر لکھیں عمدۃ السلوک، عمدۃ الفقہ، زبدۃ الفقہ، مکتوبات معصومیہ، انوار معصومیہ، گلدستہ مناجات، ان کی مشہور تصانیف ہیں۔۔حضرت کی وفات ۱۴۰۰ھ بمطابق 1980ء کو ہوئی۔(ماخوذ از مقامات زواریہ)

مذہب اہل سنت کو کلام الٰہی کے مطابق پایا

داستانِ ہدایت......نواب محسن الملک سید مہدی علی صاحب

نواب محسن الملک کا سارا خاندان فقہ جعفری سے تعلق رکھتا تھا ان کے نانا محمود علی شیعہ مذہب کے متبحر عالم تھے، نواب محسن الملک نے سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں علوم متداولہ کی تکمیل کر لی اور پھر حصول معاش میں باپ کا ہاتھ بٹانے کیلئے سرکاری ملازمت اختیار کر لی اس کے باوجود علم سے انھوں نے خود کو اس وقت بھی وابستہ رکھا، کتب بینی کا جو چسکا انھیں اوائل عمر میں پڑ گیا تھا وہ مرتے دم تک قائم رہا انھوں نے اس قدر مطالعہ کیا کہ اپنے معاصرین میں ان کا علمی تفوق تسلیم کر لیا گیا انھوں نے شیعہ سنی دونوں مذاہب کا دقت نظر سے مطالعہ کیا جس کے نتیجہ میں انھوں نے مذہب اہل السنّت کو کلامِ الٰہی کے مطابق اور شیعہ مذہب کو مخالف پایا اس لئے انھوں نے بائیس سال کی عمر میں شیعہ مذہب ترک کر دیا اور ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہو گئے، اس کی تفصیل یہ ہے.............

نام ونسب

نواب محسن الملک محسن الدولہ کا نام سید مہدی علی تھا ان کا نسب نامہ تاریخ ہندوستان کے بادشاہ گر خاندان، سادات بارہ سے ملتا ہے، ان کے والد بزرگوار سید ضامن علی مرحوم سیدوں کے اسی خاندان کے فرد تھے اور ان کا شمار شہر کے ذی عزت لوگوں میں ہوتا تھا، ان کی والدہ کا تعلق سادات کے ایک ایسے خاندان سے تھا جس میں علم کی دولت کئی پشتوں سے بطور میراث چلی آتی تھی ان کے نانا مولوی محمود علی عباسی ایک متبحر عالم تھے پہلے وہ صدر الصدوری کے عہدے پر فائز رہے پھر انھیں ریاست ٹونک راج (راجپوتانہ) میں منصب وزارت عطا ہوا۔

تعلیمی مراحل

محسن الملک کی ولادت بمقام اٹاوہ '۱۱' رمضان ۱۲۵۳ھ بمطابق ۹ دسمبر ۱۸۳۷ء بروز شنبہ ہوئی، سارا خاندان فقہ جعفری کا پیروکار اور اثنا عشریہ امامیہ مسلک رکھتا تھا اس لیے جب سید مہدی علی کچھ بڑے ہوئے تو ابتدائی تعلیم کیلئے شیعہ کے مکتب میں بٹھا دیے گئے۔ ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی غیر معمولی ذہانت، محنت اور توجہ سے بہت جلد اس قدر استعداد بہم پہنچا لی کہ بڑے بڑے علماء فضلاء کے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے اور سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں علوم متداولہ کی تکمیل کر لی، ایک طرف فارسی زبان اور ادب میں درجہ امتیاز حاصل کیا، دوسری طرف عربی ادب، حدیث اور تفسیر وفقہ میں سند فراغ حاصل کر لی، انگریزی کی تعلیم باقاعدہ نہیں ہوئی لیکن اپنی توجہ اور مشق سے اتنی سیکھ لی کہ انگریزی کا پانیر اخبار خود سمجھنے لگے۔

تعلیمی مراحل کے بعد زندگی کا مختصر خاکہ

ابھی ان کی عمر بمشکل اٹھارہ سال ہوگی کہ حصول معاش میں باپ کا ہاتھ بٹانے کیلئے سرکاری ملازمت اختیار کرلی۔ دس روپے ماہوار پر ایک دفتر میں کلرک ہوگئے لیکن اپنی محنت، قابلیت، سوجھ بوجھ کی بناء پر تھوڑے ہی عرصہ میں اہلمد ی، سررشتہ داری، اور تحصیل داری کے مدارج طے کرتے ہوئے ڈپٹی کلکٹری کے معزز عہدے پر فائز ہوگئے اور اپنے فرائض کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ حکومت کے اعلی عہدے داران اور افسران بھی آپ کو عزت کی نظر سے دیکھنے لگے۔

یہی نہیں بلکہ حکومت کی جانب سے خلعت عطا ہوا اور کلکٹر نے ان کی تعریف میں یہ الفاظ لکھے ”میں دعوی سے کہتا ہوں کہ مہدی علی سے زیادہ ذہین مستعد اور ایمان دار صوبہ ممالک مغربی وشمالی (یوپی) میں کوئی نہیں ہے“

ان کی اعلی کارکردگی اور قابلیت کی اس قدر شہرت ہوئی کہ سرسالار جنگ نے ان کو اپنے ہاں ایک اعلی عہدہ پیش کیا چنانچہ وہ ۱۸۷۴ء میں بارہ سو روپے ماہانہ پر حیدر آباد دکن چلے گئے وہاں انھوں نے مال اور محاسبی میں نمایاں کامیابی حاصل کی ان کی خدمات کا اعتراف اس طرح کیا گیا کہ ۱۸۷۶ء میں وہ ریونیو سیکرٹری اور ۱۸۸۴ء میں فنانشل و پولیٹیکل سیکرٹری بنادیے گئے اور سرکار نظام نے انھیں محسن الدولہ اور محسن الملک منیر نواز جنگ کے خطابات عطا کیے تین ہزار روپے ماہانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ ۱۸۹۳ء میں ان کے خلاف سازشیں ہوئیں جس کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہوکر وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہوگئے اور آٹھ سو روپیہ ماہوار پنشن لے کر علی گڑھ چلے آئے وہاں سرسید مرحوم سے مل کر قومی

خدمت اور کالج کے انتظامات میں لگ گئے ۱۸۹۸ء میں سرسید کا انتقال ہوگیا اور ان کو کالج کا سیکرٹری بنادیا گیا۔

تحقیق کا نتیجہ

اگرچہ نواب محسن الدولہ محسن الملک نے علوم متداولہ کی تکمیل کے فورا بعد ہی ایک دفتر میں ملازمت کرلی اور نوعمری میں ہی فکر معاش میں لگ گئے لیکن علم سے انھوں نے خود کو اس وقت بھی وابستہ رکھا کتب بینی کا جو چسکا انھیں اوائل عمر میں پڑگیا تھا وہ مرتے دم تک قائم رہا، انھوں نے اس قدر مطالعہ کیا کہ اپنے معاصرین میں ان کا علمی تفوق تسلیم کرلیا گیا، ان کی تحریریں ان کی وسیع معلومات پر دلالت کرتی ہیں، انھوں نے تہذیب الاخلاق کیلئے جو مضامین لکھے ان کے مواد اور طرز استدلال سے ان کے علمی تبحر کا اندازہ ہوتا ہے، انھیں دینی علوم سے خاص شغف رہا اور اس دائرہ میں بھی انھوں نے اپنے آپ کو محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے مذہب کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کا بھی نہایت گہرا مطالعہ کیا چنانچہ شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے!

”یہ صفت مولوی مہدی علی میں تھی کہ وہ حقیقت میں مذہبی عالم تھا وہ فقط مسلمانوں کے شیعہ اور سنی وغیرہ کے مذہب ہی سے خوب واقف نہ تھا بلکہ وہ دنیا کے تمام مذاہب کے حقائق سے آگاہ تھا اس نے دنیا کے مذاہب کا علم حاصل کرنے کیلئے اپنا بہت سا وقت انگریزی کتابوں کے مطالعہ میں خرچ کیا تھا اور بعض کتابوں کے ترجمے کرانے میں اپنا روپیہ بھی صرف کیا تھا، دنیا کے تمام مذاہب کی تاریخ اس کے

ذہن میں ایسی موجود تھی جیسی کہ اپنے مذہب کی۔ وہ اور مذاہب کو جان کر اسلام کی برتری ان پر ثابت کرتا تھا، وہ مسلمانوں کے تمام تعصّبات اور توہمات کو قرآن اور حدیث اور علماء کے اقوال سے استدلال کر کے دور کرنے کی کوشش کرتا تھا''

مختلف مذاہب کے اسی گہرے مطالعہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے بائیس سال کی عمر میں شیعہ مذہب ترک کر دیا اور ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہو گئے آیات بینات کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں!

''میں اپنے خدائے بزرگ و برتر کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ میں ان چند آدمیوں میں سے ہوں جنھوں نے اپنی نجات کی امید پر دونوں مذاہب کے اصول پر انصاف سے غور کیا اور مذہب اہل سنت کو کلام الٰہی کے مطابق پا کر اور مذہب امامیہ کو اس کے مخالف دیکھ کر اپنے آبائی دین کو چھوڑنے اور تمام کنبے قبیلے سے جدا ہونے میں کچھ کسی کا لحاظ و خیال نہیں کیا اور امامیہ مذہب کو جو مصرع ''برعکس نام نہند زنگی را کافور'' کے مطابق ائمہ کرام کے عقائد کے مخالف ہے، چھوڑ کر سچا مذہب اہل السنّت والجماعت اختیار کیا''

آیات بینات کی تصنیف کی ضرورت

آیات بینات کی تصنیف کی ضرورت کیوں پیش آئی اس کی داستان خود مصنف کی زبانِ قلم سے سنیے وہ لکھتے ہیں!

''چونکہ میرے عزیز و اقارب اور بھائی بھتیجے اکثر اپنے قدیم مذہب (شیعہ) پر ہیں اور مجھے گمراہ جانتے ہیں اس لیے میں ان پر ان دلائل عقلیہ کو ظاہر کرتا ہوں جنھوں نے میرے دل کو ان کے مذہب سے متنفر کیا اور ان شواہد نقلی کو بیان کرتا ہوں جن کے

سبب سے میں نے مذہب اہل السنّت والجماعت کو اچھا جان کر اختیار کیا، اسی واسطے میں یہ رسالہ اہل السنّت والجماعت کی خوبیوں میں لکھتا ہوں، خدا کرے کہ میرے اور بھائی اس کو نظر انصاف سے دیکھیں اور اپنے باطل عقیدوں کو چھوڑیں............ **اللھم آمین**''

نواب محسن الملک مرحوم نے جب اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مذہب اہل السنّت والجماعت اختیار کر لیا تو لوگوں میں بڑی چہ میگوئیاں ہوئیں بعض حضرات نے ان کے اعزہ سے تبدیلی عقائد کا سبب دریافت کیا جس کے جواب میں ان کو بتایا گیا

''خود مہدی علی کی مذہبی معلومات محدود اور ناقص تھیں اس لیے ان کے بعض ملنے والوں نے بہکا سکھا کر انھیں اپنی راہ پر لگا لیا''

یہ بات محسن الملک مرحوم کو بھی معلوم ہوئی انھیں اپنی صفائی پیش کرنے کیلئے یہ کتاب لکھنی پڑی اس میں انھوں نے پوری طرح بتا دیا کہ

''میں نے ناقص معلومات کی بناء پر مذہب تبدیل نہیں کیا بلکہ مذاہب کے گہرے مطالعہ نے مجھے اس اقدام پر مجبور کیا ہے''

آیات بینات کا مختصر تعارف

جہاں تک آیات بینات کا تعلق ہے، تحفہ اثناعشریہ کے بعد اپنی نوعیت اور شان کی یہ ایک منفرد تصنیف ہے، یہ نقش ایک ایسی ہستی سے نے تیار کیا ہے جو شیعہ مذہب کی تمام جزئیات وتفصیلات اور باریکیوں سے واقف تھی اور جس نے دونوں مذاہب کا عمیق مطالعہ کر کے شیعہ مذہب کی خامیوں اور کوتاہیوں کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا، اس کتاب میں انھوں نے اپنی تحقیقات کے نتائج جمع کیے ہیں نیز اس کتاب میں بعض وہ معلومات بھی فراہم کی گئی ہیں جن سے عام طور پر لوگوں کو واقفیت نہیں تھی مثلاً

طینت کا مسئلہ کافی پڑھے لکھے لوگ بھی اس عقیدہ کا تصور نہیں کر سکتے تھے جو اس مسئلہ سے وابستہ ہے، محسن الملک نے عام آدمیوں کو نہ صرف اس سے روشناس کرایا بلکہ اس کے علاوہ اور بھی متعدد عجائبات وطلسمات ہیں جن کو اس کتاب نے بے نقاب کیا ہے کتاب کا انداز بیان نہایت دلکش ہے اس میں سنجیدگی، وقار اور اثر و تاثیر ہر جگہ دکھائی دیتی ہے، ہر بات کی تائید یا تردید میں کئی کئی دلیلیں پیش کی گئی ہیں اور وہ سب ہی قوی ہیں، کتاب کا موضوع اگر چہ مذہبی مسائل ہیں لیکن لہجہ یا عبارت میں کہیں بھی یبوست کی جھلک دکھائی نہیں دیتی بلکہ بعض جگہ مصنف نے مزاحیہ اور ظریفانہ انداز اختیار کر کے زبان کے حسن کو اور بھی نکھار دیا ہے۔

یہ کتاب مناظرہ کرنے والوں کیلئے تو ایک قیمتی تحفہ ہے ہی، ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کیلئے بھی ایک قابل مطالعہ کتاب ہے، ہر شخص کے واسطے ضروری ہے کہ وہ اپنے ایمان کو تازہ اور عقائد کو مضبوط کرنے کیلئے یہ کتاب نہایت توجہ سے پڑھے، اگر ایسا کیا گیا تو یقین ہے کہ راہ راست سے بھٹکنے کے امکانات بہت کم ہو جائیں گے۔ اس کتاب کا انداز بیان مناظرانہ نہیں بلکہ محققانہ اور بڑی حد تک ناصحانہ ہے ان کی اس محنت اور وسعت مطالعہ اور صحت نقل و اقتباس کو اگر کوئی دیکھ لے تو داد دیے بغیر کوئی انصاف پرور نہیں رہ سکتا، جو کچھ لکھا اکثر و بیشتر خود شیعہ علماء اور مجتہدین کرام کی کتابوں سے اخذ کیا اور ہر جگہ حوالے بھی دیتے گئے نہ کہیں نقل و اقتباس میں کتر بیونت کی اور نہ کہیں مناظرانہ انداز میں مخالف کو نیچا دکھانے کی کوشش فرمائی بلکہ ناصحانہ و مشفقانہ انداز میں بات سمجھائی

انھوں نے اس کتاب ''آیات بینات'' کے علاوہ اور بھی متعدد کتابیں لکھیں اور حق یہ ہے کہ اگر ان کے قلم سے اس کتاب کے علاوہ کوئی اور کتاب نہ نکلتی اور نہ کوئی

مضمون لکھتے پھر بھی ان کی یہی کتاب ان کے وسیع مطالعہ اور ذوق کیلئے شاہد و عادل ہوتی اور اس بات کی دلیل قاطع ہوتی کہ محسن الملک ایک بے لاگ حق پسند اور بے تعصب محقق تھے ان کی تقاریر کا مجموعہ ''تقاریر محسن الملک'' کے نام سے چھپا ہے اور ان کی سوانح عمری بھی ''سوانح محسن الملک'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ آیات بینات کی تالیف کے بعد موصوف پینتالیس سال زندہ رہے لیکن اس طویل عرصہ میں شیعہ اس کتاب کا جواب نہ دے سکے۔

ان کا انتقال بتاریخ ۹ رمضان ۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء بمقام شملہ ہوا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آیات محکمات اور اس کی حیثیت

آیات بینات کا منظر عام پر آنا تھا کہ ایک شورش برپا ہوگئی چونکہ اس میں انھوں نے شیعہ مذہب پر بہت سے شکوک وشبہات کا اظہار کیا تھا اور شیعہ مذہب پر بہت سے اعتراضات کیے تھے اس لیے فریقِ مخالف کی جانب سے جواب دینا ضروری سمجھا گیا ان کی زندگی میں تو کوئی جواب دینے کی جرات نہ کر سکا مگر جب ان کی وفات ہوگئی تو ان کے ایک عزیز نے جواب میں ایک کتاب لکھی جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی آیات بینات کے وزن پر اس کا نام ''آیات محکمات'' رکھا گیا لیکن سچ پوچھئے تو اس کتاب کی ضخامت کو غیر ضروری تفصیلات اور ضرورت سے زیادہ جلی خط سے بڑھایا گیا تھا ایک صفحہ پر قال کے عنوان سے اعتراض ہے اور دوسرے صفحہ پر اس کا جواب پھر جواب کے طور پر وہی گھسی پٹی روایات دہرا دی گئی ہیں جن کو رد کیا جا چکا تھا دونوں کتابوں کے طرز بیان اور طریقہ

استدلال کو ملا کر دیکھ لیا جائے تو ایسا معلوم ہوگا کہ'' آیات محکمات '' کو لکھ کر اس کے مصنف نے گویا منہ چڑایا ہے۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی رائے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

نواب محسن الدولہ محسن الملک منیر نواز جنگ سید مہدی علی بن سید ضامن علی حسینی اس دور کے ممتاز ترین فضلاء عالی دماغ اور ہندوستان کی جدید تعلیم یافتہ نسل کے محسنوں اور معماروں میں سے تھے اپنے مطالعہ اور فطری سلامت طبع اور غور وفکر کی صلاحیت کی بنا پر سنی مذہب اختیار کیا، نواب محسن الملک بڑی طاقتور شخصیت کے مالک تھے سحر بیان مقرر اور پر زور لکھنے والے تھے۔ ان کی کتاب آیات بینات اپنے موضوع پر ایک معرکۃ الآراء کتاب ہے صحابہ کرامؓ کے بارے میں شیعہ فرقہ کے عقیدے اور رویے کو دیکھ کر نواب محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علی صاحب نے آیات بینات میں جو کچھ لکھا ہے اس پر اضافہ اور اس سے بہتر طریقے پر اس نفسیاتی و ذہنی ردعمل کا اظہار آسان نہیں جو ایک سلیم الطبع انسان پر اس سے واقف ہونے کے بعد ہوتا ہے

(ماخوذ از دین اسلام اور اولین مسلمانوں کی دو متضاد تصویریں ص ۶۰، ۶۱)

میں شیعہ ہونے کا اعلان کرنے ہی والا تھا!

داستانِ ہدایت......شیخ محمد فراست

شیخ محمد فراست کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے تھا جو کم علم صوفیوں کی محبت میں تفضیلیت زدہ تسنن کا شکار تھا یعنی بظاہر سنی تھا مگر درحقیقت وہ تفضیلی شیعہ تھا، ان کے گھر میں شہادت نامے پڑھے جاتے تھے۔ ان کی شیعہ لڑکوں سے دوستی تھی جس کی وجہ سے وہ شیعوں کی مجالس میں بھی جاتے تھے شیعہ خطیبوں کی لفظی بھول بھلیوں سے متاثر ہو کر شیعوں کی طرف مائل ہو گئے تھے حتی کہ ایک ایسا وقت آیا کہ انھوں نے شیعہ ہونے کا اعلان کرنے کیلئے راہیں ہموار کرنا شروع کر دیں لیکن اللہ تعالی کو کچھ اور ہی منظور تھا!......وہ شیعہ کے اعلان کرنے سے اور شیعی عقائد کے تاثر سے کیسے بچے؟......اس کی تفصیل انھوں نے ''آیات بینات'' کے شروع میں لکھی ہے......آیئے انھی کی زبانی سنتے ہیں۔

شیعہ سے متاثر ہونے کے اسباب

آیات بینات کی اشاعت میری ایک دیرینہ تمنا کی تکمیل ہے، کیونکہ یہی وہ میری محسن کتاب ہے جس نے مجھے گمراہی کے اندھیرے غار میں گرنے سے بچالیا، بیسویں صدی کی چھٹی دہائی کے اوائل میں میرے دل و دماغ پر شیعی افکار ونظریات چھائے ہوئے تھے، بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ ان دنوں میں بظاہر تو اہل سنت مگر بہ باطن شیعہ تھا،

شیعیت کی طرف مائل ہونے کے میرے لیے یوں تو کئی سبب تھے مگر ان میں دو سبب بہت اہم تھے،......ایک تو میرا گھریلو ماحول اور...... دوسرا میرا شیعہ دوست ۔ میرے خاندان کے بزرگ کچھ عابد وزاہد مگر کم علم صوفیوں کی محبت میں اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے جانے انجانے میں تفضیلیت زدہ تسنن کا شکار تھے۔ اودھ کے اکثر گھرانوں کی طرح میرے گھر میں بھی شہادت نامہ پڑھنے اور تعزیہ داری کا رواج تھا اسی ماحول میں میری بھی پرورش ہوئی اور میں بذات خود سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت سے جو کہ مسلمانوں ہی کے ایک گروہ کے ہاتھوں ہوئی تھی بے حد متاثر تھا اور آج بھی ہوں۔

اللہ مجھے معاف کرے، ان دنوں حضرت معاویہؓ کے بارے میں میرے خیالات بہت جارحانہ تھے اور ان کے بارے میں اکثر میری زبان سے نازیبا کلمات نکل جاتے تھے، میری اس روش سے شیعہ دوستوں کو حوصلہ ملا اور انھوں نے زمین ہموار دیکھی تو دانہ ڈال کر آب پاشی شروع کردی۔ ان دنوں لکھنؤ میں قصبہ جرول ضلع بہرائچ کے ایک وکیل صاحب جو کہ ”خطیب الایمان“ کے لقب سے مشہور تھے، رد اہل سنت

کرنے اور اپنی شعلہ بیانی کی وجہ سے شیعوں کے ایک خاص طبقہ میں کافی مقبول تھے میرے شیعہ دوست ایک طرف تو مجھے ان کی مجالس میں لے جانے لگے اور دوسری طرف ”خورشید خاور“، المعروف شبہائے پشاور اور ان جیسی مناظرانہ طرز کی کتابیں مطالعہ کیلئے دینے لگے۔ چونکہ مجھے شیعہ سنی بنیادی اختلافی مسائل جیسے امامت، تحریف قرآن اور سبِّ صحابہ جیسے اصولی مسائل کا صحیح علم نہیں تھا اس لیے شیعہ خطیبوں کی لفظی بھول بھلیوں اور واقعہ کربلا کے حوالہ سے ان کی فلسفیانہ موشگافیوں نیز منطقی دلائل سے متاثر ہوکر ”حب اہل بیت“ کے جذباتی نظریہ کی رو میں بہتا چلا گیا پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میں نے اپنی شیعیت کے اعلان کیلئے راہ ہموار کرنا شروع کردی مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا اور ایک صوفی بزرگ کے ذریعے میری اصلاح مقدر تھی۔

تم نے کوشش ہی نہیں کی

قصہ یوں ہوا کہ ان دنوں میرے گھر والوں پر قصبہ سندیلہ ضلع ہردوئی کے ایک صوفی بزرگ جن کا نام سید محمد نور الحسن شاہ عرف ”اچھومیاں“ تھا کا کافی اثر تھا جنھیں ہم لوگ دادا میاں کہتے تھے اور میرے گھر والے اپنے اہم معاملات میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے، ایک دن جب وہ میرے گھر تشریف لائے تو میں نے ڈرتے ڈرتے تنہائی میں اپنے اس ارادے کا اظہار کردیا، کافی دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا انھوں نے بڑے غور سے میری باتوں کو سننے کے بعد فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے اب تک شیعہ حضرات کی مجلسوں اور ان کی مناظرانہ طرز کی کتابوں ہی کا مطالعہ کیا ہے، جن کا تمھارے دل ودماغ پر گہرا اثر ہے، مذہب بدلنا کوئی معمولی بات نہیں اتنا بڑا اقدم اٹھانے سے پہلے اہل سنت کی مناظرانہ طرز کی کتابوں کا بھی مطالعہ کرو اور پھر دونوں

مذاہب پر غور وفکر کرنے کے بعد جس نتیجے پر پہنچو اس کے مطابق فیصلہ کرو، میں نے عرض کیا کہ شاید اہل سنت میں مناظرانہ طرز کی کتابیں کم یاب ہیں کیونکہ اب تک میری نظر سے جو کتابیں گذریں وہ سیرت رسول ،اولیائے کرام کے تذکروں یا پھر مسئلہ مسائل پر مشتمل تھیں میری اس بات پر انھوں نے میری طرف بہت حیرت سے دیکھا اور فرمایا کہ تمھیں دستیاب نہیں ہوئیں یا تم نے کوشش ہی نہیں کی۔

دیوبندی بریلوی کا کیا سوال

لکھنؤ میں رہنے کے باوجود تمھارا یہ کہنا بڑا تعجب خیز ہے لکھنؤ تو شیعہ سنی مباحث کا گڑھ ہے یہاں پر مولوی عبدالشکور کاکوروی نے شیعہ سنی مباحث پر قابل قدر کام کیا ہے خصوصاً شیعوں کے ''عقیدہ تحریف قرآن'' پر تو بڑی معرکۃ الآراء کتابیں تحریر کی ہیں ۔ اگر تم کوشش کرتے تو ان کی کتابیں تمھیں ضرور دستیاب ہوجاتیں ......میں نے عرض کیا! کہ حضرت وہ تو ایک وہابی دیوبندی نظریات کے عالم ہیں،ہم ان کی کتابیں کیونکر پڑھیں اس پر فرمایا کہ شیعہ سنی اختلافات میں دیوبندی بریلوی کا کیا سوال اٹھتا ہے دونوں خلفاء راشدین کو خلیفہ برحق مانتے ہیں دونوں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں اس لیے اس معاملہ میں شیعوں کی طرف سے اٹھنے والے سوالوں کے دونوں جواب دہ ہیں میں نے خود مولوی عبدالشکور کی کئی کتابیں پڑھی ہیں،سندیلہ میں میرے والد کے ایک مرید ''شبومیاں'' ہیں جنھیں شیعہ سنی مباحث سے بڑا گہرا شغف ہے ان کے پاس اس طرح کی کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ ہے میں آٹھ دس دن میں سندیلہ پہنچ کر ان سے تمھارا ذکر کروں گا اور کوئی آتا ہوگا تو اس کے ہاتھ تمھیں کچھ کتابیں بھجوادوں گا جب ان کتابوں کا مطالعہ کرلو تو سندیلہ آنا میں ان سے تمھاری گفتگو بھی کرادوں گا۔

ذہن کے دریچے روشن ہوگئے

اس گفتگو کے پندرہ بیس دنوں کے بعد میرے ایک عزیز کتابوں کا ایک بنڈل اور ایک خط لے کر آئے جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

میں تمھیں آیات بینات، نصیحۃ الشیعہ ،تنبیہ الحائرین ،ابوالائمہ کی تعلیم ،قصہ قرطاس کا کفر شکن فیصلہ ،قاتلان حسین کی خانہ تلاشی اور مناظرہ امروہہ ،کل سات کتابیں بھیج رہا ہوں میں نے جس ترتیب سے نام لکھے ہیں اسی ترتیب سے کتابیں پڑھنا'' آیات بینات'' کو خصوصا بڑی توجہ اور غور سے پڑھنا کیونکہ یہ ایک ایسے عالم کی لکھی ہوئی ہے جو خود پہلے شیعہ تھے پھر دونوں مذاہب کے اصول وفروع پر غور وفکر کے بعد اہل سنت ہوگئے تھے......اگر ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد بھی ذہن مطمئن نہ ہو تو دل چاہے تو لکھنؤ میں مولوی عبدالشکور صاحب سے رجوع کرنا یا پھر میرے پاس آنا میں شبومیاں سے تمھاری ملاقات وگفتگو کرادوں گا''

میں نے آیات بینات کا مطالعہ شروع کیا جوں جوں کتاب پڑھتا گیا ذہن کے دریچے روشن ہوتے گئے ایسا محسوس ہوا گویا کہ میں اب تک سخت ترین تاریکی میں تھا اس کے بعد نصیحۃ الشیعہ اور دیگر کتابوں کا بھی مطالعہ کیا،میری بڑی بدقسمتی رہی جن دنوں میں ان کتابوں کا مطالعہ کررہا تھا اسی درمیان حضرت مولانا عبدالشکور صاحب نوراللہ مرقدہ کا وصال ہوگیا اور ان سے ملاقات کی تمنا دل ہی دل میں رہ گئی مگر اس کے بعد جانشین حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالسلام صاحب فاروقی اور حضرت مولانا عبدالاول صاحب فاروقی کی صحبت نصیب ہوئی اور ان حضرات سے راہنمائی حاصل کرتا رہا۔

کتاب کی اشاعت کا جذبہ

انھی دنوں مجھے خیال آیا کہ جس طرح میں شیعیت کا شکار ہوا جا رہا تھا اسی طرح بہت سے اللہ کے بندے جو شیعہ حضرات کی صحبت میں رہتے ہوں گے اس مذہب سے ناواقفیت کے سبب شیعہ یا نیم شیعہ ضرور بن جاتے ہوں گے اس لیے آیات بینات اور نصیحۃ الشیعہ جیسی کتابوں کی اشاعت برابر ہوتی رہنی چاہیئے پھر جب میں نے حضرت مولانا عبدالاول صاحب سے اس بات کا ذکر کیا کہ آیات بینات ہندوستان میں ۱۹۳۴ء کے بعد سے (جس کو ایک بڑا عرصہ ہوگیا) اب تک نہیں چھپی ہے اور میں اس کی اشاعت کرانا چاہتا ہوں تو بہت خوش ہوئے اور انھوں نے ہی مجھے اس کی فارسی عبارتوں کے ترجمہ کی طرف متوجہ کیا۔ ساتھ ہی خود ترجمہ کر دینے کی خواہش کا بھی اظہار فرمایا......مگر بد قسمتی سے میں ان دنوں کاروباری الجھنوں میں ایسا پھنسا کہ مولانا کی طرف سے بار بار اصرار کے باوجود اس کام کو انجام نہ دے سکا، وقت گذرتا گیا اس درمیان دونوں مولانا حضرات بھی مالک حقیقی سے جا ملے اور میں قطعی ناامید ہو چکا تھا کہ شاید اب کبھی اس کام کو انجام نہ دے سکوں گا مگر اللہ تعالی کو یہ کام مجھ گناہ گار سے لینا منظور تھا

ابھی دو سال قبل میرے دوستوں میں ڈاکٹر حبیب فکری صاحب لیکچرار عرب کلچر لکھنؤ یونیورسٹی و محمد یعقوب منٹو نے کچھ اس انداز سے ہمت بندھائی کہ میں بالکل بے سروسامانی کے عالم میں بھی اس کام کیلئے کھڑا ہوگیا تب مجھے ترجمہ کا دھیان آیا اللہ تعالی نے یہ سعادت مولانا عبدالسمیع قاسمی صاحب استاذ دارالمبلغین لکھنؤ کے نصیب میں لکھی تھی اللہ انھیں جزائے خیر دے انھوں نے اس کام کو بہ حسن وخوبی بلا معاوضہ انجام دیا۔ کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں جانشین امام اہل سنت

حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی صاحب دام ظلہ العالی سے برابر مشاورت رہی حضرت مولانا پورے خلوص کے ساتھ اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرماتے رہے اور میرے بازوئے ہمت کو سہارا دیتے رہے اس سلسلے میں دامے، درمے سخنے جس طرح بھی مدد درکار ہوئی مولانا دامت برکاتہم نے اس میں کوئی دریغ نہیں فرمایا۔

شیعہ حضرات اب خود فیصلہ کریں

بات مختصر کرتے کرتے بھی کافی طویل ہوگئی مگر اس کتاب کے قارئین کی معلومات کے لئے چند باتوں کا بیان بہت ضروری ہے......حضرت مولانا محمد منظور نعمانی نے شیعہ مذہب کے تعارف اور امام خمینی کے عقائد ونظریات کے متعلق ایک کتاب ''ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت'' لکھی تھی جس کے صفحہ ۱۹۸ پر فاروق اعظم کا یوم شہادت سب سے بڑی عید رسول اور خدا پر افتراء کی بدترین مثال کا عنوان قائم کر کے ملا باقر مجلسی کی زاد المعاد سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں ۹ ربیع الاول کو حضرت عمرؓ کے قتل کا دن قرار دیتے ہوئے اس تاریخ کی حیرت انگیز فضیلتیں بیان کی گئی ہیں اور روز قتل عمر کو شیعوں کی سب سے بڑی عید قرار دیا ہے کشمیر کے ایک شیعہ مجتہد سید محمد ہمدانی نے ''آئینہ ہدایت'' کے نام سے نعمانی صاحب کی کتاب کا جواب لکھا ہے یہ جواب کس پائے کا ہے اس پر تبصرے کا تو یہ موقع نہیں البتہ ان کی ایک غلط بیانی کی نشاندہی بہت ضروری ہے۔

موصوف نے کتاب کے صفحہ ۳۹۶ پر اس روایت کے موجود ہونے نہ ہونے پر تو کوئی بحث نہیں کی ہاں ایک ایسا سفید جھوٹ ضرور بولا ہے جو شیعوں کے تقیہ باز بزرگوں کو

ہی زیب دیتا ہے...... ہمدانی صاحب مولانا نعمانی کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں: موصوف یہ جان لیں کہ شیعہ اس روز (۹ ربیع الاول کو) جشن ولادت حضرت محمد ﷺ مناتے ہیں......'' شیعہ حضرات اب خود فیصلہ کریں کہ وہ ۹ ربیع الاول کو جشن ولادت حضرت محمد ﷺ مناتے ہیں یا عیدِ زہراء؟ ہمدانی صاحب کو اس ضعیف العمری میں بھی اتنا بڑا جھوٹ بولتے ہوئے بالکل شرم نہیں آئی......

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب...... شرم تم کو مگر نہیں آتی

شیعہ حضرات کی کتابوں میں کتر و بیونت وخیانت

قارئین کرام کی آگاہی کیلئے عرض کردوں کہ شیعہ حضرات آج بھی اپنی پرانی عادت کے مطابق کتابوں میں خیانت کر رہے ہیں، ابھی پاکستان میں قاضی نور اللہ شوستری کی مجالس المؤمنین کا ترجمہ محمد حسن جعفری نے کیا ہے جسے اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ نے چھاپا ہے اس میں ان تمام عبارتوں کا ترجمہ غائب کر دیا ہے جن میں قاضی صاحب نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ کے نکاح کا اقرار کیا ہے ......اسی طرح کتاب سلیم بن قیس ہلالی کے اردو ترجمہ میں وہ عبارت اڑا دی گئی ہے جس میں حضرت علیؓ کا حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا اقرار ہے۔ یہ دو تین مثالیں مجھ جیسے کم علم آدمی کو شیعوں کی کتابوں پر سرسری نظر میں مل گئیں اگر علماء کرام اس طرف توجہ فرمائیں تو بیسیوں مثالیں اسی قسم کی مل سکتی ہیں۔

اشاعت کے مراحل

پہلی بار یہ کتاب آیات بینات ۱۸۷۰ء مطابق ۱۲۸۶ھ میں مرزا پور سے اس وقت شائع ہوئی جب مصنف علام کا سن ۳۳ سال تھا۔ دوسری بار فضائل صحابہ کا

پہلا جزء ۱۸۸۴ء مطابق ۱۳۰۱ھ میں مطبع مصطفائی لکھنؤ سے شائع ہوا جس کا قطعہ تاریخ مولوی مجیب اللہ مرحوم نے یہ لکھا تھا قطعہ

از فیض طبع مہدی دین المعی عصر...... مطبوع شد رسالہ بے مثل ولا جواب

نام کتاب و نیز سن طبع اے مجیب...... آیات بینات رقم ساز با کتاب

۸۷۵، ۴۲۶-۱۳۰۱ھ

اس کے بعد فضائل صحابہ کا دوسرا جزء ۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۴ھ میں اور دوسرا حصہ بحث فدک والا بھی ۱۸۹۸ء مطابق ۱۳۱۵ھ میں مطبع مصطفائی سے شائع ہوا تیسری بار فضائل صحابہ کا پہلا جزء جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۱۳۵۳ھ میں حسب فرمائش حافظ معصوم علی صاحب مرحوم یونائیٹڈ پریس لکھنؤ سے بقائے نام مصنف کے خیال سے طبع کر کے شائع کیا گیا۔ پاکستان بننے کے بعد وہاں سے بھی اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے مگر ہندوستان میں عرصہ دراز سے اس کتاب کی اشاعت نہیں ہوئی تھی اب ۲۷ سال بعد'' ادارہ اشاعت حق'' اس کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ میں کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں ان تمام حضرات کا ممنون ہوں جنھوں نے کسی طرح اور کسی بھی سطح پر تعاون فرمایا ہے خصوصا مولانا انوار الحق قاسمی صاحب استاذ دار المبلغین لکھنؤ کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنھوں نے شیعہ کتابوں کے حوالہ جات تلاش وتحقیق میں بھرپور راہنمائی فرمائی ......اللہ تعالی ان تمام مخلصین ومحبین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے........... آمین!

خاکپائے اہل بیتؓ وصحابہ

شیخ محمد فراست

۷ دسمبر ۲۰۰۶ء

ارشاد حسین نے اسلام قبول کرلیا

گروٹ شہر کے ایک متعصب اور سبّی گھرانے کے ایک شخص کی قسمت بدل گئی اور اس نے اپنے وجود کو جہنم میں جانے سے بچالیا اور پھر سپاہ صحابہؓ میں شمولیت اختیار کرلی ۔گروٹ شہر کے ایک شخص ارشاد حسین حق کی تلاش میں راہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے آخر کار اپنی منزل پر پہنچ گئے ۔

......انھوں نے شیعہ مذھب کیوں چھوڑا؟

......وہ کیا واقعات تھے جو شیعہ مذھب چھوڑنے کا سبب بنے؟

......شیعہ کے اس متعصب گھرانے کے اس خوش نصیب انسان کی قسمت میں انقلاب کیسے آیا؟

یہ باتیں جاننے کیلئے سپاہ صحابہؓ گروٹ کے دفتر میں ارشاد حسین صاحب کو مدعو کیا گیا سپاہ صحابہؓ گروٹ یونٹ کے سیکرٹری رانا خلیل احمد صاحب نے اس سلسلہ میں ان سے چند سوال کیے جو نہایت دلچسپ ہونے کے ساتھ سبق آموز بھی ہیں ’’آیئے ہم ارشاد حسین صاحب کی گفتگو آپ تک پہنچاتے ہیں‘‘

رانا خلیل احمد:......آپ نے راہ حق کیسے تلاش کیا؟

ارشاد حسین:......اللہ تعالیٰ کا مجھ پر نہایت ہی کرم ہوا کہ میں ضلالت وگمراہی سے نکل کر راہ حق پر پہنچا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق اسے ہی نصیب کرتے ہیں جو اس کا طلب گار ہو میرے دل میں شروع ہی سے حق کو تلاش کرنے کی طلب موجود تھی

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج میں مسلمان ہوں میں اکثر رمضان المبارک میں سنی العقیدہ مسلمانوں کی مساجد میں تراویح سننے جایا کرتا تھا چونکہ میں شیعہ تھا اس لیے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر قراءت سنتا رہتا۔میرے دل میں قرآن کی عظمت بیٹھتی چلی گئی۔اور شیعیت سے اکتاہٹ محسوس ہونے لگی۔بالآخر اللہ تعالی نے مجھے ھدایت سے نوازا اور میں نے شیعیت سے توبہ کر کے حقیقی اسلام قبول کرلیا۔

رانا خلیل احمد:......آپکا گھرانہ،والدین،رشتہ دار سب متعصب قسم کے لوگ ہیں اپنے گھراتنے متعصب مذھبی ماحول کے باجود آپ نے شیعہ مذھب کیوں چھوڑا؟

ارشاد حسین:......میرے گھر کے متعصّبانہ کفریہ ماحول نے ہی مجھے شیعیت سے متنفر کیا مثال کے طور پر کسی مصیبت وپریشانی میں وہ لوگ صحابہؓ کو گالیاں نکالتے تھے اور ان پر تبرا کرتے تھے۔میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ مصیبت تو خدا کی طرف سے ہوتی ہے (سزا یا امتحان کے طور پر یا کسی اور حکمت کی بناء پر) لیکن یہ لوگ صحابہ کرامؓ کو گالیاں کیوں نکالتے ہیں۔اس قسم کے اور بہت سے واقعات تھے جو مجھے رفتہ رفتہ شیعیت سے دور لے جاتے گئے۔

رانا خلیل احمد:......شیعہ ہوتے ہوئے شیعہ مذھب کے بارے میں کیا آپ کا ضمیر مطمئن تھا؟

ارشاد حسین:......شیعہ ہوتے ہوئے شیعہ مذھب کے بارے میں میرا ضمیر مطمئن نہیں تھا مجھے اکثر یہ خیال آتا رہتا تھا کہ پتہ نہیں یہ مذھب کیسا ہے؟’’حق ہے بھی یا نہیں‘‘،میں اکثر مجالس سنتا شیعہ لوگ ذاکروں کی بڑی تعریف کرتے میں ان

ذاکروں کو عمل کے لحاظ سے آوارہ پھرتے دیکھتا۔ان کے مذھبی ہونے کا مجھے یقین نہ آتا۔مجلس میں وہ ایسی گندی غیر اخلاقی گفتگو کرتے، چرس چلتی، بھنگ کے اڈے قائم کیے جاتے، غلیظ گفتگو ہوتی ان باتوں کی وجہ سے میں سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ جس مذھب کے راھنما اس قسم کے غلیظ انسان ہوں تو اس مذھب کا اللہ ہی حافظ ہے۔مذھب کیا ہے جب مجلس ہو تو دوہڑے پڑھ دیے، صحابہؓ پر تبرا کر دیا، تو مجھے شیعہ سے نفرت سی ہوتی چلی گئی۔

رانا خلیل احمد:......شیعہ کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ارشاد حسین:...... بھائی میرا تو عقیدہ صاف صاف یہ ہے کہ یہ مذھب اتنا گندہ ہے کہ اس دھرتی پر شیعہ سے بڑا کافر پیدا ہی نہیں ہوا اگر یہ مذھب اچھا ہوتا تو میں اس کو کیوں چھوڑتا۔

رانا خلیل احمد:...... آپ کے شیعہ مذھب چھوڑنے کے بعد آپ کے خاندان کا آپ کے ساتھ رویہ کیسا ہے؟

ارشاد حسین:......اب تو ان سے میری بول چال تک نہیں ہے۔انھیں میرے مسلمان ہونے کا بہت دکھ ہے انہوں نے مجھے سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ میرے ساتھ بات نہ کرو تم کافر ہو، تو ان کا جنون ٹھنڈا ہوا مجھے امید ہے کہ وہ اب میرے ساتھ زیادتی نہیں کرسکیں گے کیونکہ میں نے سپاہ صحابہؓ میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔اور سپاہ صحابہؓ مشکل وقت میں میرا ساتھ دے گی۔جیسا کہ اور بھی کئی مثالیں اس طرح کی گروٹ میں ہیں کہ سپاہ صحابہؓ کے کارکن کے ساتھ

زیادتی کا سپاہ صحابہؓ بدلہ لیتی رہی ہے اور اب تو سپاہ صحابہؓ کا شیعوں پر اتنا رعب طاری ہوگیا ہے کہ وہ اس سے خوفزدہ ہیں۔

رانا خلیل احمد......سپاہ صحابہؓ کے موقف کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ارشاد حسین......سپاہ صحابہؓ حق اور صداقت کی جنگ لڑ رہی ہے میں نے سپاہ صحابہؓ کا ایک جلسہ سنا جس میں مولانا علی شیر حیدری صاحب مدظلہ نے خطاب کیا ان کے جلسہ کے بعد میں نے شیعہ کے کافر کافر ہونے کے نعرے لگائے۔مجھے اس راستے کے حق ہونے کا یقین آ گیا ہے اور اب میرا ضمیر مطمئن ہے میں رائے ونڈ کے اجتماع میں بھی گیا تھا مجھے ایسی روحانی مسرت ملی اور دل کو سکون ملا جو ساری زندگی نہ مل سکا آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت کی توفیق عطا فرمائیں ”آمین“

(ماھنامہ خلافت راشدہ جنوری ۱۹۹۴ء)

میں شیعہ ذاکر سے سنی مسلمان کیوں ہوا

داستان ہدایت......حافظ طالب حسین

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو سنی مسلمان پیدا کیا اور حضور پاک ﷺ کا امتی بنایا بے شک خدا تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کے لقب سے نوازا مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ نے انسان کو اتنا عظیم بنادیا کہ انسان کو فرشتوں سے سجدہ کروادیا اور دوسری طرف انسان نے اپنے آپ کو اتنا حقیر بنادیا کہ خود انسان نے بتوں کو سجدہ کرنا شروع کر دیا۔ سب اس خالق کائنات کی حکمت اور قدرت ہے کہ وہ جس کو چاہے راہ ھدایت پر لے آئے۔ جس نے خدا تعالیٰ کو ایک مان لیا اور اس کے حکموں پر لبیک کہہ دیا اور نبی پاک ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر یقین کے ساتھ ایمان لے آیا، قرآن وسنت کو مشعل راہ سمجھا، وہ کامیاب ہوگیا، کچھ اس طرح سے ھدایت پانے والا مرنے سے آٹھ روز قبل شیعہ ذاکر سے سنی مسلمان ہونے والا حافظ طالب حسین ہے جس کو جیل میں شیعوں نے زہر دے کر قتل کر دیا اس سے ہماری پہلی ملاقات سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں ہوئی جس کی کہانی، رونگٹے کھڑے کر دینے والی، انتہائی ناقابل فراموش حقائق پر مبنی اور سنسنی خیز ہے، جو ہمارے ایمان کو تازہ کر دیگی اب ہم اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

ملاقات

ہم مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۹۳ء کو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا سے سنٹر جیل کوٹ لکھپت منتقل ہوئے کیونکہ ہمارے ایک مقدمہ کے تحت اس کیس کی باقاعدہ سماعت سنٹر جیل کوٹ لکھپت لاہور میں شروع ہوئی کیونکہ اس مقدمے میں غازی حقنواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ جو صادق گنجی کیس میں سزائے موت کا قیدی ہونے کی وجہ سے کوٹ لکھپت جیل کی سلاخوں کے پیچھے پابند سلاسل ہے وہ ہمارا مقدمہ وار تھے۔

جیل میں اس وقت اسیران ناموس صحابہؓ تقریباً اٹھارہ ساتھی بند تھے تمام ساتھیوں کی محبت وخلوص، پیار اور جیل میں ان کے مقام کو دیکھ کر دل خوشی سے جھوم اٹھا، مشن جھنگوی کیلئے ان کے پختہ ارادے اور سچے جذبات دیکھ کر ایمان تازہ ہوگیا، اور جیل میں ان کے تبلیغی انداز سے کئی غیر مسلم مسلمان ہوگئے اس کے علاوہ گنجی کیس کے تمام ساتھی بھائی حقنواز جھنگوی رحمہ اللہ وسیم بلوچ، اور بھائی محمد ریاض مشن جھنگوی کیلئے جوں کے توں ثابت قدم ہیں، کچھ روز جیل میں گزرنے کے بعد بھائی ریاض صاحب جو جیل میں سپاہ صحابہؓ کے امیر ہیں اور اپنی ذہانت، پیار و محبت، خوبصورت انداز اور اپنی عقل سلیم سے جیل کے ماحول کو اچھے طریقے سے چلا رہے ہیں انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو ایک آدمی سے ملا کر لاتا ہوں میرے ساتھ میرے ساتھی حاجی منیر احمد کونسلر آزاد، خالد جونیجو بھی تھے وہ ہم کو بیرک نمبر ۹ میں لے گئے وہاں انھوں نے ہم کو ایک جگہ ایک آدمی کے پاس بیٹھنے کو کہا وہ شخص

شکل وصورت سے اور میلے لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ شدید بیمار ہے۔

بھائی ریاض نے اس شخص سے ہمارا تعارف کروایا اس شخص کا جسم نڈھال تھا ،ریاض بھائی اور وہ باتوں میں مصروف ہو گئے اس کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کو کسی جھگڑے کی وجہ سے مخالف گروپ سے خوف و اندیشہ ہے تو میں نے بھائی ریاض صاحب پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟

تو میرے اس سوال پر وہ شخص میری طرف دیکھتے ہوئے بولا کہ دعا کیجئے میں صحت یاب ہو جاؤں اور میں آزاد ہو جاؤں تو پھر دیکھنا کہ میں پچاس پچاس کے ہجوم میں شیعیت کو کیسے بے نقاب کروں گا اور میں چیلنج کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں شیعوں کی گردن پر ننگی تلوار ثابت ہوں گا۔ یہ بات کہہ کر اس کی آنکھوں سے پانی بھر آیا اور اس نے اپنی داستان سنانا شروع کی۔

تعارف

میرا نام طالب حسین ولد محمد حسین ہے سکنہ غازی آباد مین بازار نزد چونگی تھانہ غازی آباد کا رہائشی ہوں۔ میرے چار بچے ہیں، میں سخت قسم کا متعصب ذاکر شیعہ تھا ، میں شیعوں کی ھزاروں مجالس جلسے اور محفلوں میں شرکت کر چکا ہوں میں ذاکر حافظ طالب حسین کے نام سے مشہور تھا، میں شیعوں میں ان کے ایک بڑے ذاکر کی حیثیت رکھتا ہوں میں نے جیل میں بھی شیعیت کے فروغ کیلئے بہت پروگرام کیے، ان کو شیعہ مذھب کے مطابق متعہ کے فضائل اور دیگر مسائل بھی بتاتا تھا۔ میں ایک بہت بڑے ذاکر شیعہ سے سنی مسلمان کیوں ہوا؟ میرے اندر کا انسان کب اور کیوں بیدار

ہوا؟ اس کے بارے میں تو میں صرف یہ کہوں گا کہ خدا کی حکمت اور قدرت کا کام ہے کہ جب چاہے جس کو چاہے راہ ھدایت پر لے آئے اور قبول کر لے۔

المناک داستان

میں تقریباً ڈیڑھ سال سے جیل میں ہوں، جیل میں کافی شیعہ حضرات تھے۔ ان میں خصوصاً قربان علی اور اس کا بیٹا سخاوت علی جو جیل میں شیعوں کے لیڈر تھے انھوں نے مجھ سے پہلے بہت تعاون کیا اور مجھ سے جیل میں شیعوں کے مذھبی پروگرام کروائے، کچھ عرصہ کے بعد قربان علی ضمانت پر رہا ہو گیا میرے کیس کے بارے میں قربان علی ہمارے گھر آنے جانے لگا میرے کیس میں میرے مخالف مدعی حضرات نے میرے گھر والوں کو تنگ کرنا شروع کر رکھا تھا۔ پیچھے گھر میں میری بیوی اور جوان بیٹے و بیٹیاں تھیں تو میں نے ایک شیعہ ہونے کے ناطے قربان علی سے اپنے گھر والوں کو پناہ دینے کیلئے بات کی کہ کچھ عرصہ کیلئے میرے گھر والوں کو اپنے گھر رکھ لو جب میں آؤں گا تو میں خود لے جاؤں گا، اس نے ہاں کر دی۔

متعہ کی آڑ میں اجتماعی آبروریزی

مگر کچھ ہی عرصہ کے بعد قربان علی اور اس کے بیٹے جج ذوالفقار اور بھتیجے افتخار نے میری بیوی اور بیٹیوں سے پناہ دینے کے عوض کافی عرصہ تک ان کی اجتماعی آبروریزی کرتے رہے۔ ان کی عزت سے کھیلتے رہے آخر کار میری بیوی اور بیٹیاں جب ملاقات پر جیل آئیں تو انھوں نے مجھ بے بس، بدنصیب باپ کو اپنی درد بھری روداد سنائی انھوں نے کہا تم نے جن کے پاس ہمیں پناہ کیلئے بھیجا تھا وہ انسان نہیں درندے ہیں۔ ان

تمام لوگوں نے مل کر ہماری عزت کو تار تار کیا، ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

طالب حسین نے کہا...... یہ سن کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑا اور میں نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا ''یا اللہ یہ تو نے میرے ساتھ کیا کیا؟'' میں غم وغصہ کی حالت میں بھڑکتے جذبات سے پاگل ہو رہا تھا اور میری غیرت اور ضمیر مجھکو جھنجھوڑ رہا تھا میں کیا کرتا، میں مجبور تھا تو اس پر میں نے سخاوت علی سے (جو قربان علی کا بیٹا تھا) اور اس کے ساتھیوں سے احتجاج کیا اور لعن طعن کی ان سے اس المناک المیے اور ان کی بھیانک حرکات پر جھگڑا کیا مگر انھوں نے جواب میں بڑی عجیب بات کی اور کہا کہ ہم نے کوئی گناہ یا غلط کام نہیں کیا ہم نے وہی کیا جو تم ہم کو بتاتے تھے، ہم نے تو تمہارے بتائے ہوئے متعہ کے فضائل کو سامنے رکھتے ہوئے متعہ ہی کیا جس کی تم ہم کو تربیت اور ترغیب دیتے تھے، انھوں نے کہا ہم نے عبادت کی ہے کوئی برائی نہیں کی۔

شیعیت سے توبہ

اس وقت میری آنکھیں کھلیں اور متعہ کی حقیقت میری سامنے آئی تو میں نے کہا کہ اگر عبادت متعہ کرنے کا نام ہے تو جس مذہب کی یہ عبادت ہے اور اس میں یہ جائز ہے تو میں اس مذہب پر اور آپ پر لعنت بھیجتا ہوں اور میں آج سے پکا سنی مسلمان ہوں تو طالب حسین نے کہا میں اس روز سے شیعہ مذہب کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھوڑ کر سنی مسلمان ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر ایمان لے آیا۔

دوبارہ شیعہ کرنے کی کوشش

سوال:...... میں نے کہا کہ اب آپ کی ایسی حالت کیوں ہے؟

ذاکر طالب حسین:...... نے بتایا کہ مجھے شدید تکلیف ہے میں نے شیعوں کو چیلنج کیا کہ

میں تم کو پوری دنیا میں ذلیل ورسوا کروں گا اور تمہارے چہرے سے نقاب اتار کر تمہارے اصلی کرتوت اور بھیانک چہروں کو لوگوں کے سامنے اجتماعی صورت میں بے نقاب کروں گا تو شیعوں نے اس ڈر سے کہ میں سنی مسلمان ہو گیا اور اب سنیوں کے ساتھ مل کر شیعہ مذہب سے پردہ اٹھاؤں گا تو یا اس کو دوبارہ شیعہ کیا جائے یا پھر اس کو ہمیشہ کیلئے راستے سے ہٹایا جائے اس لئے انھوں نے مجھے کہا کہ تم دوبار شیعہ ہو جاؤ مگر میں نہ مانا۔

دھمکیاں

اب مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۹۳ء بروز منگل کو قربان علی میری ملاقات پر آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم باز آ جاؤ اور دوبارہ شیعہ ہو جاؤ ورنہ ہم تم کو اور تمہارے بیوی بچوں کو قتل کر دیں گے مگر میں نے اس کی ایک نہ سنی اور اپنے مئوقف پر قائم رہا اور الٹا میں نے اس کو یہ کہا کہ ''تم میرے باہر آنے کا انتظار کرو'' تو اس پر قربان علی بولا تم باہر نہیں آؤ گے اندر جیل ہی میں تمہاری فاتحہ خوانی ہو جائے گی اس نے مجھ کو قتل کی دھمکیاں دیں۔

زہر دے دی

اسی روز شام کو ایک نا معلوم شخص جسے میں سامنے آنے پر پہچان سکتا ہوں اور مجھ کو بعد میں اس کا پتہ بھی چل گیا وہ اسلم عرف گونا جو سخاوت علی کا مشقتی تھا مجھے ملا اس نے انتہائی خلوص سے مجھے برفی دی اور کھانے کے لئے اصرار کیا میں نے انکار کر دیا مگر وہ مزید اصرار کرتا رہا تو میں نے سوچا کہ یہ خلوص سے دے رہا ہے اس کا دل ٹوٹ نہ جائے تو میں نے یہ سوچ کر برفی کھالی۔

کچھ دیر بعد میری طبیعت خراب ہونا شروع ہو گئی رات کو مزید طبیعت خراب

ہوگئی ، مجھے ہسپتال لے جایا گیا میں اس وقت بے ہوش تھا تو اگلے روز مجھ کو دوبارہ بیرک میں بھیج دیا گیا قے آنے پر اب میری طبیعت کچھ بہتر ہے انھوں نے سنی مسلمان ہونے کے جرم میں مجھے زہر دیا ہے، وہ میری جان کے دشمن ہیں اور مجھے مارنا چاہتے ہیں آپ خدا کیلئے مجھے اپنے پاس لے جائیں۔ اگر مجھے قتل کردیا گیا تو میری موت کے ذمہ دار سخاوت وغیرہ ہوں گے اس نے ہم کو تحریری بیان بھی لکھ کر دیا۔ بھائی ریاض صاحب نے ذاکر طالب حسین کو تسلی دی اور ہم واپس آ گئے ریاض صاحب نے ہمیں تاکید کی کہ وقتاً فوقتاً اس کے پاس آتے رہا کرو اس کو حوصلہ رہے گا۔

دوبارہ زہر اور انتظامیہ کی بے حسی

اگلے روز میں اور خالد بھائی اس کے پاس جانے کیلئے تیاری میں مصروف تھے اور باقاعدہ انٹرویو لے کر آنا تھا ہم کو پتہ چلا کہ طالب حسین انتقال کر گیا ہم اس کی بیرک میں گئے تو بیرک والوں نے بتایا کہ رات کو اس کی طبیعت دوبارہ خراب ہوگئی تھی اور تمام رات تڑپتا رہا سسکتا رہا اور کہتا رہا کہ مجھ کو دوبارہ زہر دیا گیا ہے میری قے کو لیباٹری میں ٹیسٹ کرواؤ اور وہ سخاوت علی کا نام لے کر اس کو اپنے قتل کا ذمہ دار ٹھہراتا رہا اور تمام رات پوری جیل میں واویلا کرتا رہا کہ مجھ کو سخاوت علی نے زہر دیا ہے زہر اس کی رگ رگ میں پھیل چکا تھا، وہ تڑپتا رہا مگر کوئی بھی ڈاکٹر یا جیل کی انتظامیہ اس کے علاج کیلئے نہ پہنچ سکی ، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہ سب کچھ جیل انتظامیہ اور ڈاکٹر شفقت کی ملی بھگت سے ہوا ہے۔ ڈاکٹر شفقت جو کہ سخاوت علی کا بہت قریبی تھا مگر اس روز اس نے طالب حسین کے گھر والوں کی اس سے ملاقات بھی نہ کروائی حافظ ذاکر

طالب حسین کو صرف مسلمان ہونے کے جرم میں زہر دے کر بے دردی اور انتہائی سفاکی سے شہید کر دیا گیا مگر طبعی موت کا نام دے کر ڈاکٹروں نے رپورٹ تیار کر دی ،خدا تعالیٰ ان ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے اور طالب حسین کی مغفرت فرمائے (آمین ثم آمین) (ماہنامہ خلافت راشدہ فروری ۱۹۹۴ء)

فرمان مولا علیؓ

شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں خَیْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ وَبَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ عُمَرُ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۷۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سے سب سے افضل ترین حضرت ابوبکر صدیق ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔

شیعہ مذہب کو خیر باد کہہ دیا

داستان ہدایت............نامور مناظر مولانا شیر علی

قیام پاکستان سے قبل حیدرآباد سندھ کے بعض شیعہ جاگیرداروں نے اپنے مزارعین کو وارننگ دی کہ ہماری زمین چھوڑ دے یا شیعہ مذہب اختیار کرلیں۔مزارعین اہل سنت مسلمان تھے ان پر بے پناہ ظلم کیے گئے لیکن انھوں نے اپنا مذہب نہ چھوڑا آخر مجبور ہوکر جاگیرداروں نے مناظرہ طے کیا کہ اہل سنت مزارعین کو مرعوب کیا جاسکے یہ مناظرہ شہر حیدرآباد سے متصل وسیع وعریض عیدگاہ میں تجویز کیا گیا مذہب اہل سنت و جماعت کی طرف سے اعلی حضرت پیر قطبی شاہ ملتانی اور شیعہ مذہب کی جانب سے مولانا شیر علی ولد غلام محمد لکھنوی مناظر مقرر ہوئے شیعہ جاگیرداروں نے مناظرہ کا بہت بڑا پروپیگنڈا کرکے ہزاروں کی تعداد میں عوام کو جمع کیا مناظرہ کا موضوع ''ایمان اصحاب ثلاثہ'' طے ہوا یعنی شیعہ مناظر کا دعوی تھا اصحاب ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ،حضرت عمر فاروقؓ ،حضرت عثمان غنیؓ نعوذ باللہ بے ایمان تھے اور مسلمان مناظر پیر قطبی شاہ ملتانی نے ثابت کرنا تھا کہ مذکورہ اصحاب مومن مسلمان تھے۔

پیر صاحب کی دعا

مناظرے سے چند دن پہلے مسلمان مناظر پیر قطبی شاہ صاحب نے اپنے مرشد پیر تاج محمد سہروردی مارد شریف کو عریضہ لکھا کہ مقابل شیعہ عالم بہت قابل آدمی ہے اور کافی عرصہ سے مناظرے کا چیلنج کرتا ہے،خط کے جواب میں تاج محمد سہروردی رحمہ اللہ نے صرف ایک شعر لکھ بھیجا۔

اے قطب زماں حافظ تیرا اللہ ہے،
اک تیرے گھنگھرو کی ٹھوکر سے قم باذن اللہ ہے

پیر تاج محمد صاحب کی اسی دعا کا اثر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور مناظرہ کے وقت پیر قطبی شاہ نے پہلا سوال کرکے شیعہ مناظر کے تمام راستے بند کردیے۔

مناظرہ

پیر قطبی شاہ:.......اصحاب ثلاثہ نے صرف دو زمانے دیکھے نبی کریم ﷺ کا تمام زمانہ اور حضرت علی کرم اللہ وجھہ کا زمانہ اگر اصحاب ثلاثہؓ مومن نہ تھے اور کافر تھے تو کس زمانے میں؟

مولانا شیر علی...... یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں تو مؤمن تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کے زمانہ کے میں منافق بن گئے تھے۔

پیر قطبی شاہ:......نے اٹھائیس پارہ سورہ تحریم کی آیت **یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ** ......(ترجمہ اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو......) تلاوت فرما کر اپنا مدعی ثابت کیا کہ کیوں حضرت علیؓ نے اس آیت پر عمل نہ کیا اگر اصحاب ثلاثہ کافرو

منافق تھے بقول تمہارے تو حضرت علیؓ ان سے جنگ کرتے اور سختی کرتے لیکن انھوں نے الٹا اتحاد و تعلقات کے رشتے قائم کر دیے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی لڑکیوں سے خود نبی کریم ﷺ نے نکاح کیا ان کو اپنا سسر بنایا اور حضرت عثمانؓ کو اپنا دوہرا داماد بنایا اور حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنی بیٹی ام کلثومؓ دے کر اپنا داماد بنالیا اور اپنے بیٹوں کے نام انھی کے نام پر ابو بکرؓ ، عمرؓ ، عثمانؓ رکھے؟

مولانا شیر علی:......کافی کلینی کی ایک عبارت پیش کی جس میں لکھا تھا ''حضرت نبی کریم ﷺ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد تم کسی سے جنگ نہ کرنا حتّٰی تَمُوْتَ حتی کہ تمہیں موت آ جائے'' تو اس لئے حضرت علیؓ نے اصحاب ثلاثہ سے جنگ اور سختی نہیں کی۔

پیر قطبی شاہ:......واہ سبحان اللہ۔ مولا علی، شیر خدا موت تک مامور وصیت تھے تو بارہ جنگیں حضرت امیر معاویہؓ سے کیوں کی؟

مولانا شیر علی:......(انھوں نے فوراً دوسرا رنگ بدلا اور جواب پیش کیا) مولا علی کے پاس جنگ کی طاقت انتہائی کم تھی اس لئے جنگ نہیں کی۔

پیر قطبی شاہ:......(۱)......علامہ کلینی نے کہا ہے ''حضرت علیؓ کے پاس تیس لاکھ چوبیس ہزار آدمی تھے'' (۲)......حضرت آصف برخیا کے پاس دو اسم اعظم تھے تو تخت بلقیس سات ہزار میل سفر کر کے آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کر دیا اور حضرت علیؓ کو تو بہتر اسم اعظم پڑھائے گئے تھے۔

(۳)......اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی جس کے جن، پری، اور پوری کائنات تابع

تھی وہ بھی تو مولا علیؓ کے پاس تھی (یہ شیعہ عقیدہ کے مطابق ہے ۱۲ مرتب) کیا ایسی طاقت سلیمانی کے ہوتے ہوئے بھی کمزور تھے؟

شیعیت سے براءت کا اعلان

یہ بات کرنے کی دیر تھی کہ ہزاروں کی تعداد میں اس اجتماع کے سامنے مولانا مناظر شیر علی صاحب مبہوت ہو گئے اور دل پر انوار ھدایت وارد ہونے لگے اور ایک دم اعلان کر دیا'' میں اس جھوٹے مذہب شیعہ کو چھوڑ کر اب میں اسلام قبول کرتا ہوں خداوند کریم مجھے استقامت نصیب فرمائے۔

شیعہ مذہب سے براءت کے اعلان کے بعد سابقہ زندگی کا کفارہ ادا کرنے کے لئے مولانا شیر علی نے ایک مختصر کتابچہ کی صورت میں شیعہ کے ۷۹ عقیدے ان کی اساسی کتابوں کی روشنی میں ایسے مستند اور محکم دلائل کے ساتھ وضع کیے جس میں شیعہ کتب کی بعینہ عبارتیں اور ان پر مرتب ہونے والا نتیجہ مختصر لفظوں میں بیان کیا ہے جس نے سبائیت کا چہرہ بے نقاب کر دیا جس کا نام انھوں نے ''حقیقت مذہب شیعہ'' رکھا۔

(خلافت راشدہ جولائی ۱۹۹۰ء، حقیقت مذہب شیعہ ص ۲ تا ۴)

اک کتاب نے کایا پلٹ دی

معاویہ کالونی نزد فاروق آباد کے محمد سرفراز اور غلام عباس دسویں جماعت کے طالبعلم ہیں ان کو عبدالستار جس کا تعلق اے ایس ایس سے ہے نے ایک عدد کتاب ''حقیقت مذہب شیعہ'' جو مولانا شیر علی نے لکھی ہے دی جب سرفراز نے کتاب دیکھی تو بہت غصہ ہوا لیکن اس کو عبدالستار نے کہا بھائی پڑھ لو بعد میں غصہ ہونا

جب اس نے کتاب پڑھی تو وہ بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ اگر شیعوں کا یہ عقیدہ ہے تو پھر تو وہ کافر ہیں پھر سرفراز وہی کتاب گھر لے گیا اسکی ایک بہن جو پڑھنا لکھنا جانتی تھی اس کو پڑھائی پھر دوسرے بھائی کو پڑھائی وہ بھی بالاخر مسلمان ہو گئے جب ان کے والد کو پتہ چلا تو پھر ان کے والد نے ان کو بہت مارا لیکن لڑکوں نے کہا چاہے جان سے ماردو اسلام نہیں چھوڑ سکتے پھر انھوں نے اپنی والدہ کو تمام باتیں سنائیں وہ بھی مسلمان ہوگئیں اور کہا کہ میں اپنے خاوند کو روٹی پکا کر نہیں دوں گی تب وہ تنگ آ کر گھر چھوڑ کر چلا گیا اب عبدالستار ان کو نماز یاد کرا رہا ہے۔

(ماھنامہ خلافت راشدہ ۱۹۹۰ء)

امام باڑہ مسجد میں بدل گیا

شہدادکوٹ شہر سے ۲۰ کلومیٹر دور شہر میروخان میں امرونی چوک پر ایک جلسہ میں مناظر اہل سنت سید عبداللہ شاہ صاحب اور فخر اھل سنت علامہ علی شیر حیدری صاحب مدظلہ صدر سپاہ صحابہؓ مدعو تھے معززین حسب معمول شیعہ کے کفر پر دلائل کے انبار لگاتے رہے۔ محمد علی نامی ایک شیعہ یہ تقریر اور وزن دار دلائل سن کر شیعہ مذہب سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا عجیب بات یہ ہے کہ محمد علی میروخان شہر میں شیعہ تنظیم کا سر پرست بھی تھا اور موصوف کا اپنا مدرسہ وامام باڑہ بھی تھا محمد علی نے نہایت جرات مندانہ اقدام کر کے امام باڑہ کو ختم کر کے اس جگہ ایک عالیشان مسجد کی بنیاد رکھ دی ہے اور وہاں روزانہ پنجگانہ نماز ادا کی جاتی ہے اور بچے قرآنی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

شیعہ مذہب سے بیزاری کا ایمان افروز واقعہ

آج سے تقریباً آٹھ سال پہلے مہر محمد شریف ریاض صاحب چک نمبر ۴۷؍۷ گ ب میں رہائش پذیر تھے ان کے والد نے انھیں ان کے نزدیکی شہر سندھیلیانوالی میں میڈیکل سٹور بنا کر دیا لہذا شریف ریاض صاحب نے میڈیکل چلانا شروع کر دیا اس میڈیکل پر کچھ شیعوں کا آنا جانا شروع ہو گیا، ان شیعوں نے شریف ریاض صاحب کو اپنے حلقہ احباب میں لینے کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ کرنا بھی شروع کر دی، اس طرح آہستہ آہستہ شریف ریاض صاحب ان کافروں کی چال میں آ گئے اور ایسے ان کے دام میں پھنسے کہ دن رات انھی کے ساتھ رہنے لگے۔

شریف ریاض صاحب کے والد صاحب کو علم ہوا تو انھوں نے شریف ریاض صاحب کو ان کافروں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے روکنا چاہا تو شریف ریاض صاحب نے صاف صاف اپنے والد سے کہہ دیا کہ میں انھیں نہیں چھوڑوں گا کیونکہ ان کا مذہب صحیح ہے لہذا اگر تم نے مجھے زیادہ مجبور کیا تو میں تمہیں (یعنی والدین کو) چھوڑ دوں گا اور اسنے ایسا ہی کیا جب شریف ریاض صاحب والدین سے علیحدہ ہو گئے، تو ان کافروں نے انھیں کسی طرح بھی والدین کی کمی محسوس نہ ہونے دی بلکہ ان کو ہر وقت ہر طرح خوش رکھنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی اور خوراک لباس ہر قسم کی تفریح فراہم کرتے رہتے، اس طرح شریف ریاض صاحب کو انھوں نے خوب دام میں پھنسالیا۔ شریف ریاض صاحب چونکہ ایک اچھے مقرر بھی تھے اس لئے انھوں نے شیعی مجالس میں بطور ذاکر شریک ہونا شروع کر دیا اور خوب مجالس پڑھیں۔

ایک دن اچانک ان کا ہمارے ہاں چک نمبر ۶۶۲ گ ب، میں آنا ہوا ہم نے بہت اصرار کیا کہ ہم آپ کو مولانا حقنواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی تقریر سنانا چاہتے ہیں مگر اس نے مولانا شہید کا نام سن کر بہت بہت غلط باتیں بھی کیں مگر ہم نے صبر کرتے ہوئے اس سے اجازت لیے بغیر مولانا حقنواز شہید رحمہ اللہ کی یادگار پشاور چوک والی کیسٹ ٹیپ کے ذریعہ چلادی جب مولانا شہید رحمہ اللہ کی کھری کھری باتیں شریف ریاض صاحب کے کانوں تک پہنچیں تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

وہ شخص جو کل تک کفر کا ذاکر تھا، جس کے دل میں ابوبکرؓ، عمرؓ، وعثمانؓ کا بغض تھا اب وہ موم کی طرح پگھل رہا تھا اور اس کا دماغ پوری طرح اسلامی سانچے میں ڈھل چکا تھا، اس نے اسی دن صرف شیعہ مذہب اور شیعی دوستی پر لعنت بھیجی بلکہ برسر عام سپاہ صحابہؓ میں شمولیت کا اعلان کیا، والد صاحب اور والدہ صاحبہ سے معافی مانگی شیعوں سے مکمل بائیکاٹ کرنے کے بعد چک نمبر ۶۶۲ گ ب، میں رہائش اختیار کرتے ہوئے سپاہ صحابہؓ کی اس قدر خدمت کی کہ ہم نے ان کی خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے چک کی سپاہ صحابہؓ کی صدارت کیلئے انھیں متفقہ طور پر منتخب کیا ہے۔

(ماہنامہ خلافت راشدہ)

نامور مبلغ کا مذہب اہل سنت کو خوش آمدید

داستانِ ہدایت......شیعہ کے عظیم مبلغ سید ابوالحسن فیضی

شیعوں کے نامور مبلغ اعظم علامہ سید ابوالحسن فیضی جنھوں نے قم یونیورسٹی سے سند فراغت حاصل کی، کئی لیکچر براہ راست شیعہ راھنما آیت اللہ خمینی سے بھی سنے فراغت کے بعد پندرہ سال تک تبلیغ کی اور پھر شیعہ مذہب سے براءت کا اعلان کردیا۔ پھر کفارہ ادا کرنے کیلئے شیعہ کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کا نام ''نقاب کشائی'' رکھا اس کتاب نے شیعیت کا واقعی اصلی چہرہ بے نقاب کردیا۔ اس کتاب کے مقدمے میں اپنا یادگار واقعہ جس نے انکی زندگی کا رخ بدل دیا۔ خود لکھتے ہیں خود ان کی زبانی سنیے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ۔

تعارف

بندہ سید ابوالحسن فیضی مدت مدید، عرصہ دراز سے ملت جعفریہ کا نقیب مبلغ رہا ہے ۔عزاداری امام حسینؑ نہایت احترام عقیدت سے مناتا رہا، کراچی سے خیبر تک بڑی بڑی مجالس ومحافل میں شامل ہوکر عظیم مبلغ کی حیثیت سے نوازا جاتا تھا۔ کربلا کے شہیدوں کے خون ناحق سے خوب لقمے تر ہوتے رہے۔ تقریباً پندرہ برس تک اپنی جعفری برادری میں امتیازی حیثیت سے سلسلہ تبلیغ جاری ساری رہا۔

احساس زیاں

میرے دل میں ہمیشہ یہ احساس رہا کہ ہمارے مبلغ اور ذاکرین حضرات کی علمی وعملی حیثیت بہت ہی کمزور ہے، پنجتن کی پاکیزہ اسٹیج پر سچ کی نسبت زیادہ جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے اس بھولی بھالی قوم کو خوب بے وقوف بنا کر عقل وفکر سے عاری کردیا گیا ہے۔ شیعان پاک کے پاکیزہ منبر پر وہ مبلغ اور ذاکر کامیاب ہوتا ہے جو فضائل ومصائب کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ پر تبرا یعنی لعنت کرنے کے علاوہ وگتی یعنی ٹھٹھہ مذاق بھی کرے۔ جو بھی تاریخ کی روشنی میں واقعات کربلا وقوع

پذیر ہوئے ہیں ہمارے مبلغین حضرات اور ذاکرین حضرات بیان نہیں کرتے جو کچھ بھی بیان کیا جاتا ہے وہ سب کا سب جھوٹ کا پلندہ ہوتا ہے، ہنسنا ہنسانا، رونا رلانا، بس اس کے سوا کچھ نہیں، نہ اس فرقہ کی کوئی معیاری درسگاہیں ہیں اور نہ ہی کوئی اچھی تربیت گاہیں ہیں اور جو ہیں ان میں صرف فن تبلیغ کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے یعنی ان کی درسگاہوں میں فنکار اور گلوکار تیار کیے جاتے ہیں۔

ذاکروں کی علمی وعملی پوزیشن

موجودہ دور میں ہر مبلغ کے پاس ''مصباح المجالس'' جس کے تین چار حصے ہیں اور مولوی نجم الحسن کراروی صاحب کے ''چودہ ستارے'' اردو میں۔ اور جناب مرزا یوسف حسین صاحب کی کتابیں ہونی چاہیں بس جناب مبلغ اعظم تیار ہوجاتے ہیں۔ ذاکرین کے لئے مرزا انیس و دبیر کی سوزخوانی کے علاوہ سرائیکی زبان میں بند، ڈوہڑے یاد کرنے سے اچھا ذاکر تیار ہوجاتا ہے۔ یہ ہے ان کے مبلغین و ذاکرین حضرات کا معیارعلم اگر ان کا عمل دیکھو تو اکثر ان میں تارک الصلوۃ، روزہ خور، جھوٹ گوئی، افتراء پردازی، وعدہ خلافی، اور بدعملی جیسے محاسن کے زیور سے آراستہ وپیراستہ ہیں۔

وہابی شیعہ

اگر ان میں کچھ اہل علم یعنی عراق وایران کے پڑھے لکھے ہیں تو عامۃ الناس میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہیں ہے اور ان کو وہابی شیعوں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ عوام قصہ کہانیاں اور دوہڑوں کی شوقین ہوگئی ہے اور علم سے بالکل دور ہے اور نہ

ہی علم سے شغف ہے۔مثلاً مولوی سید محمد یار صاحب، سید گلاب شاہ صاحب، مفتی عنایت علی شاہ صاحب، مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو وغیرہ مگر یہ حضرات بھی تبرائی شیعہ ہیں صحابہ کرامؓ پر تبرا کرتے ہیں۔

غالی شیعہ

دوسرا گروہ غالی شیعہ سے پکارا جاتا ہے جن کی پورے ملک کے شیعوں میں شہرت ہے مثلاً مولوی محمد بشیر انصاری، مولوی آغا ضمیر الحسن، مرزا یوسف حسین صاحب، مولوی شبیہ الحسنین صاحب محمدی، مولوی نجم الحسن کراروی، وغیرہ یہ حضرات بھی اصحاب ثلاثہؓ اور امہات المومنینؓ پر ڈٹ کر تبرا یعنی لعنت کرتے ہیں۔(ان کو شیعوں میں شیخی کہا جاتا ہے۔از مؤلف)

ملنگان حیدر کرار

ان میں ایک تیسرا گروہ ملنگان حیدر کرار کے نام سے پکارا جاتا ہے جس کا سرغنہ ملنگ صدا حسین ہے۔

یہ گروہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے یہ لوگ سیاہ لباس میں ملبوس پاؤں میں لوہے کے کڑے ، ہاتھوں میں گلاب، بعض کے کانوں میں بالیاں ، سر منڈے ہوئے ، یا لمبے لمبے بالوں کی بودیاں یعنی لٹیں، اصول دین، فروع دین سے بالکل بے پروا، ان کا نظریہ صرف علی علی کرنا ہے، اور صحابہ کرامؓ کو مغلظ گالیاں دینا ہے ان کے نزدیک صرف یہی عبادت ہے، یہ سب سے زیادہ خطرناک گروہ ہے نہ تو یہ کسی کی سنتے ہیں اور نہ بک بک کرنے سے رکتے ہیں۔ یہ لوگ قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر، پھرتے نظر آتے ہیں۔اور مسلمانوں کے گھروں کے دروازوں پر صدا دیتے ہیں اور ہر

دروازے پر تبرا کرتے ہوئے بھیک مانگتے ہیں اور بھیک مانگنے کے بہانے صحابہ کرامؓ پر لعنت کرتے ہیں اور حضرت علیؓ کو خلیفہ بلافصل کہہ کر آواز دیتے ہیں۔

ملنگوں کے نعرے

مثلاً ان کا نعرہ یا تکیہ کلام یوں ہوتا ہے ’’دمہ دم مست قلندر علی کا پہلا نمبر‘‘ یا یوں کہتے ہیں ’’او علی کے دشمن تجھ پر بے شمار......‘‘ کاسہ گدائی بھر کر مسلمانوں کے قبرستانوں پر ڈیرہ جما کر بیٹھ جاتے ہیں، بھنگ، چرس، افیون وغیرہ کھاتے ہیں شب و روز مذکورہ بالا نعرہ لگاتے ہیں۔

نعروں کا مطلب

ناظرین کی خدمت میں ذرا وضاحت کردوں پہلا نعرہ جو لگاتے ہیں ’’دمہ دم مست قلندر علی کا پہلا نمبر‘‘ اس نعرہ میں روافض کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل ہیں اور اس میں حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ ذوالنورین کی خلافت کا انکار ہے۔اور دوسرا نعرہ بے شمار والا اس نعرہ میں اصحاب ثلاثہؓ اور امہات المومنینؓ کو بے شمار لعنت کرتا ہے

ملنگوں کی مکاری فریاد

ناظرین کو جان لینا چاہیے کہ یہ گروہ بڑا خطرناک ہوتا ہے اگر ان لوگوں کو ملامت کی جائے یا ان کے کردار سے منع کیا جائے تو یہ لوگ بڑا واویلا کرتے ہیں اور ان کے واویلا کرنے پر لوگ اکٹھے ہوجاتے ہیں اور ایک تماشہ بن جاتا ہے اور یہ مکار ملنگ رو رو کر، چیخ چیخ کر فریاد کرتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم غریب لوگوں پر بڑا

ظلم ہوا ،ہم غریب لوگوں کو بھیک مانگنے سے روکا گیا بتاؤ لوگو ہم منہ کالے کہاں جائیں۔اتنا شور کرتے ہیں کہ ہمارے ہی مسلمان بھائی اپنے بھائی کو الٹا ڈانٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کشتہ نفس اور تارک الدنیا کی گستاخی کیوں کی جلدی کرو ایسے اللہ والوں سے معافی مانگو تو اس شریف آدمی کو جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے یہ ہے ان لوگوں کا طریقہ کار یہ لوگ اسلام کے سخت دشمن ہیں۔بڑے بڑے بزرگان دین کے مزرات پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔

ملنگوں کا اجتماع

جب ایام محرم یا چہلم کی تقریبات ہوتی ہیں تو یہ لوگ لاہور میں باواصداحسین کے امام باڑہ میں جمع ہو جاتے ہیں مثلاً عشرہ ثانیہ محرم کی ۱۲ تا ۲۱ ان کا بہت بڑا ہجوم ہوتا ہے اسی یا نوے ذوالجناح نکالے جاتے ہیں شیخوپورہ اور فیصل آباد والی ٹریفک بند ہو جاتی ہے۔شاہدرہ موڑ سے لے کر شیخوپورہ والی چونگی تک تقریباً دو یا تین میل کا فاصلہ بنتا ہے ملنگان حیدر کرار کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر نظر آتا ہے،تلواروں، چھریوں،اور زنجیروں سے ماتم کیا جاتا ہے۔یہ سارا حصہ سڑک کا خون سے لت پت ہو جاتا ہے صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ بالخصوص جناب عائشہ صدیقہؓ بنت صدیق اکبرؓ اور حضرت حفصہؓ بنت فاروق اعظمؓ زوجہ رسول ﷺ کو وہ گالیاں دی جاتی ہیں الا مان والحفیظ پولیس کے بڑے بڑے افسران اور جج مجسٹریٹ صاحبان موجود ہوتے ہیں ان کی موجودگی میں سب کچھ ہوتا ہے مگر ان کی زبان کو کوئی لگام دینے والا نہیں ہوتا

بندہ کی حاضری

بندہ گناہ گار اللہ مجھے معاف فرمائے میں بھی اس اجتماع میں دس برس تک حاضر ہوتا رہا نہ صرف میں ہی بلکہ بڑے بڑے مبلغین اور ذاکرین حضرات بھی ہوتے ہیں۔لگا تار مجالس کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو میں بھی مجلس پڑھنے کے سلسلہ میں جاتا تھا ایک دن کی کہانی میری زبانی بھی سماعت فرمالیں۔

المناک کہانی اور دریافت حق

”غالباً سترہ تاریخ کی رات پانچ مجلسیں پڑھ چکا تھا‘ اٹھارہ محرم کو بعد از دوپہر میں نے مجلس پڑھنی تھی مجھے کچھ بخار ہو گیا ہلکا ہلکا سر میں درد بھی تھا، میں نے مجلس پڑھنے میں معذوری پیش کی اسٹیج سیکرٹری نے باواصداحسین کے پاس جا کر میری ناسازی صحت اور مجلس کا نہ پڑھنا بیان کیا تو فوراً پیر ملنگاں میری قیام گاہ میں جلوہ افروز ہوئے

اس نے آتے ہی کہا......یاعلی مدد

تو میں نے جواب میں کہا......پیر مولا علی مدد

(یہ فرقہ روافض کی علیک سلیک ہے)

وہ کہنے لگا...... ”فیضی صاحب اٹھو اٹھو مجلس پڑھو“

میں نے عرض کیا......حضور والا میری صحت ناساز ہے کسی اور صاحب کو میرا وقت دے دیا جائے“

باواصاحب نے کہا......آپ کی صحت کا ابھی بندوبست کرتا ہوں آپ ٹھیک ہو جائیں گے“ یہ کہا اور اپنے چیلے کو حکم دیا کہ سفید کاغذ لاؤ چیلا سفید کاغذ لے کر آ گیا تو صدا

حسین نے اس کاغذ پر چار فوٹو بنائے اتنے برے نقش بنائے کہ میں ضبط میں نہیں لاسکتا، حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عائشہؓ کے نام بھی لکھے تھے پھر اس نے کہا جاؤ لیٹرین میں ان اسماء گرامی پر پیشاب کردو (نعوذ باللہ منہ) فوراً صحت یاب ہو جاؤ گے۔

مجھے ویسے کوئی حیرانی نہیں ہوئی کیونکہ ان ملنگان حیدر کرار کے ایسے ہی عملیات ہوتے ہیں اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں مگر آخر میں مولوی تھا کچھ چہرے پر چھوٹی چھوٹی داڑھی بھی موجود تھی، کبھی کبھی نماز وغیرہ بھی پڑھ لیتا تھا۔

میں نے کہا! باواجی ''چھوڑو ایسی باتیں'' میں مجلس پڑھ دیتا ہوں سرکار غازی عباس علمبردار کے صدقے سے شفا ہو جائے گی، کوئی خاص بیماری تو ہے نہیں۔

لیکن اس نے بار بار اصرار کیا کہ میں یہ عمل ضرور کروں بالآخر طوعاً و کرہاً میں لیٹرین میں داخل ہوا، کاغذ کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں تھا، ابھی میں نے دروازہ بند ہی کیا تھا کہ ایک بھاری پتھر میرے سر پر لگا، سر پھٹ گیا، خون کا فوارہ جاری ہو گیا بڑی مشکل سے دروازہ کھولا لڑکھڑاتے قدم اٹھاتا کمرہ میں آیا، باوا میرے کمرے سے جا چکا تھا، خون سے میرے کپڑے لت پت تھے، میں چکرا کر اپنے بستر پر گرا اور بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو فرسٹ ایڈ کے خیمے میں میرے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور ہوش میں لانے کے متعدد انجکشن لگائے جا چکے تھے کچھ دوست احباب بھی قریب جلوہ افروز تھے، شب کی تاریکی چھا چکی تھی میرے دل میں روشنی کی لہر اٹھ چکی تھی باطل جا رہا تھا حق آ رہا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی زیارت مبارکہ

ڈاکٹر صاحب نے مجھے آرام کرنے کا حکم دیا اور مجھے دوائی پلا دی گئی، نیند کی

دیوی نے اپنی گود پھیلا دی میں بسترِ استراحت پر محوِ خواب ہو گیا عالمِ خواب میں، میں باعث تکوین کائنات، فخرِ موجودات، سرکارِ مدینہ، سرورِ سینہ، ہادی سبل، ختمِ رسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ ﷺ کے تشریف لانے پر میرا کمرہ معطر منور ہو گیا ان کی مہک نے غنچے کھلا دیے اور آپ ﷺ نے فرمایا''

''گستاخان صحابہؓ نے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی ہے، کیا تم بھی جہنم کا ایندھن بننا چاہتے ہو؟''

بس اتنا ہی فرما کر آپ ﷺ غائب ہو گئے'' وہ بھی چلے گئے بہاروں کے ساتھ ساتھ، چاند چھپ گیا ستاروں کے ساتھ ساتھ۔ **وامامن خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی**، بس پھر کیا تھا، آنکھیں ہیں تو برس رہی ہیں'' نگاہیں ہے تو ترس رہی ہیں دل بے قرار ہے اس مقام پر میری آخری تقریر تھی میں حق کی تلاش میں کئی آستانے تلاش کئے، بڑے بڑے سفر کئے، کئی سنی مساجد کے سہارے لئے، مگر اطمینان قلب نصیب نہ ہوا۔

دوبارہ علماء شیعہ سے رابطہ

بہت سارے دشمن پیدا ہو گئے، مخالفتوں نے سر اٹھائے، کچھ مجبوریاں پیش نظر تھیں، بیوی اور بال بچوں کا بھی مسئلہ درپیش تھا اس لیے دوبارہ شیعہ علماء سے مراسم استوار کئے چونکہ ملنگان حیدر کرار سے شدید نفرت ہو چکی تھی اس لئے مجالس عزا میں بھی جانا کم کر دیا، میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں فرقہ روافض میں علم کی بہت کمی شدت سے محسوس کرتا ہوں اس لیے میں نے سوچا علمی مشاغل شروع کر دوں کوئی درس

وتدریس کیلئے اچھی سی جگہ مل جائے اور بجائے تقریر کے تحریر سے اپنی گمراہ قوم کو ھدایت کروں ۔اس واسطے میں نے اہل علم علماء سے روابط قائم کیے اور مشورے بھی لیئے تو میرے اس ارادے کو بڑا سراہا گیا۔

مدرسہ بنانے کا پروگرام اور علماء کی میٹنگ

میاں چنوں ضلع ملتان میں ایک اچھا سا قصبہ ہے وہاں کے مومنین سے رابط قائم کیا۔خوب غور وخوض سے ایک میٹنگ بلائی گئی اس میں طے ہوا کہ فی الحال مرکزی امام بارگاہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کرو اس کے بعد کوئی وسیع جگہ تلاش کر لیں گے۔اور یہ بھی طے پایا کہ ایک عظیم الشان اجلاس کیا جائے مختصراً عرض کروں ملک کے نامور مبلغین کو دعوت نامے دیے گئے اور مہمان خصوصی جناب آغا مرزا مرتضٰی پویا کو بلایا گیا اور اتفاق رائے سے مدرسہ کا نام مدرسہ دارالعلوم الحیدریہ رکھا گیا اور مرکز امام بارگاہ میاں چنوں میں مورخہ ۲۶ و ۲۷ اپریل ۱۹۷۹ء بمطابق ۲۷، ۲۹ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات وجمعہ ہمارا اجلاس شروع ہوا جس کی ہم نے چار نشستیں کیں۔ملک کے علماء کرام کو مدعو کیا گیا اور ملک کے مشاہیر ذاکرین کرام کو بھی بلایا گیا تھا اور بہت بڑا ہجوم جمع ہو گیا تھا۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِل

مگر افسوس کہ آخری اجلاس میں ایک ذمہ دار مبلغ نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ اور جناب حضرت عمر فاروق ؓ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے، میں نے جب ٹوکا تو علماء کرام اور عوام نے بہت برا محسوس کیا اور اس پر ایک طویل گفتگو کا سلسلہ

شروع ہو گیا پورے ملک کے روافض حضرات میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ فیضی صاحب مرتد ہو رہے ہیں، میرے مقابلہ میں مناظرین حضرات کو بلایا گیا، مجھے ضد ہو چکی تھی گو میں بے یار و مددگار ہو کر رہ گیا تھا مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر پورا بھروسہ تھا میں نے قرآن کریم کی سورۃ نور کی سترہ آیات ربانی پڑھ کر حضرت اماں عائشہ صدیقہؓ کی طہارت وپاکدامنی بیان کی تو مناظر صاحب حق کے سامنے نہ ٹھہر سکے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (حق آ گیا، اور باطل کھسک گیا) کا نقشہ سامنے آ گیا۔

ناظرین:...... یہ تھوڑی سی میری سرگزشت ہے جو میں نے بیان کر دی ہے اگر تمام واقعات جو وقوع پذیر ہوئے ہیں میں بیان کروں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی ان شاء اللہ تھوڑا تھوڑا کر کے میں اپنی تقریروں میں بیان کرتا رہوں گا اب میں اس فرقہ باطلہ کی پوزیشن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر کے قضائیں ادا کروں گا **وماتوفیقی الاباللہ** بقلم خود سید ابوالحسن فیضی (ماخوذ از نقاب کشائی)۔

اغواء اور قتل کرنے کی کوشش

جب اللہ رب العزت نے سید ابوالحسن فیضی صاحب کو ایمان کے نور سے منور کیا اور انھوں نے مذھب شیعہ سے براءت کا اعلان کر کے اسلام قبول کر لیا اب اگر تو شاہ صاحب اسلام قبول کرنے کے بعد خاموشی سے ایک کونے میں بیٹھ جاتے اور اللہ اللہ شروع کر دیتے تو ان کی جان کو کوئی خطرہ نہ تھا لیکن انھوں نے اسلام کی حقانیت تسلیم کر لینے کے بعد بقیہ زندگی گوشہ تنہائی میں گزارنے کی بجائے شیعہ کے کفر کے خلاف جہاد کرنا اپنا فرض منصبی سمجھا اور اسی مقصد کیلئے انھوں نے کئی کتابیں

اور پمفلٹ شائع کیے جن میں ان کی کتاب ''نقاب کشائی'' اہل علم میں بہت مقبول ہوئی شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں شیعہ کے خلاف کتابوں کی شکل میں تحریری جہاد کر کے پیشتر زندگی کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں ۔اسی جرم کی پاداش میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ظہر کے وقت شاہ صاحب کو گھر سے اغواء کیا گیا ''اغواء کی کہانی خود ان کی زبانی سنیے''۔

''قریبی گاؤں پنڈ بھٹیاں میں ہمارے مرید اصغر علی بھٹی رہتے ہیں ان کے والد صاحب نے وفات سے قبل اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ سید ابوالحسن شاہ صاحب پڑھائیں گے وہ عید سے چھ روز قبل وفات پا گئے تو وصیت کے مطابق مجھے جنازہ پڑھانے کی اطلاع ملی، میں ظہر کے وقت وہاں جانے کیلئے تیار تھا، اسی اثناء میں بادامی رنگ کی بغیر نمبر پلیٹ کار میں سوار چار نوجوان آئے ان میں سے ایک کا نام اصغر علی تھا جو ان کی آپس کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوا باقیوں کے نام میں نہیں جانتا انھوں نے مجھے اسی شخص کی نماز جنازہ پڑھانے کے سلسلے میں ساتھ چلنے کو کہا میں بالکل تیار تھا اس لئے ان کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گیا۔گاڑی چل پڑی کافی وقت گزرنے کے بعد بھی مذکورہ چک نہ آیا تو سب نوجوان ہنسنے لگے اور میرے ساتھ فحش مذاق کرنے لگے اور نعوذ باللہ اصحابؓ رسول ﷺ کو ننگی گالیاں دینے لگے تب مجھے اصل حقیقت کا علم ہوا میں نے خداوند کی طرف مکمل توجہ شروع کر دی، دل میں خداوند کریم سے دعا کرنے لگا۔وہ لوگ مجھے چونیاں سے ہو کر ڈھائے کے ساتھ جنگل میں لے گئے اور جنگل کے درمیان میں جا کر انھوں نے گاڑی روکی، ایک لڑکے نے میری داڑھی پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا، دوسرے لڑکے نے کہا ٹھہرو پہلے اس سے پوچھ گچھ کر لیتے ہیں انھوں نے مجھے کہا ''تم دوبارہ شیعہ ہو جاؤ ہم تمہیں خمس کی تمام رقم

دیں گے اس کے علاوہ تمہارے ہر قسم کے معاشی مسائل کے بھی ہم ذمہ دار ہیں میں نے ان کے سامنے برملا کہا۔

''مجھے جو لذت شیعہ مذہب ترک کر کے حاصل ہوئی ہے میں اس کو کھونا نہیں چاہتا لہذا آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں دوبارہ شیعہ مذہب قبول نہیں کر سکتا''

اس کے بعد اصغر علی نے مجھے گھسیٹ کر ایک گڑھے میں ڈال دیا اور لاٹھیوں سے مارنا شروع کر دیا، میرا سر پھٹ گیا، جسم لہولہان ہو گیا میرے منہ میں چھریاں ماریں دانت ٹوٹ گئے میں نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا

جب مجھے ہوش آیا عجیب منظر دیکھا میرے اردگرد اونٹوں کا ایک بہت بڑا ریوڑ تھا تین جنگلی قسم کے آدمی میرے منہ میں پانی ڈال رہے تھے انھوں نے مجھے بتایا ''کہ ہم اس جنگل میں اونٹ چراتے ہیں ہمیں ایک چیخ سنائی دی ہم اس طرف آئے تو تین چار نوجوان ہمیں اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر کار میں سوار ہو کر بھاگ گئے ہم نے ۱۲ بور کا فائر بھی کیا لیکن کار دور نکل چکی تھی انھوں نے میرے زخموں سے خون صاف کیا میرے سر پر کپڑا باندھ کر مجھے چونیاں تک پہنچا دیا میں نے اپنے چک پہنچ کر ساری کاروائی انتظامیہ کے گوش گذار کی تھانہ والوں نے پرچہ درج کرنے سے صاف انکار کر دیا مجھے اب بھی دھمکیاں مل رہی ہیں لیکن حق بات کہنے کی پاداش میں تکالیف میری راہ نہیں روک سکتیں'' خداوند کریم مجھے استقامت نصیب فرمائے آمین''

(ماھنامہ خلافت راشدہ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

سابق صدر جمہوریہ عراق صدام حسین کے نام کھلا خط

سید ابوالحسن فیضی نے صدام حسین کے نام ایک خط لکھا تھا جس میں انھوں نے ایرانی انقلاب میں خمینی ملعون کے عزائم کو واضح کیا اور اس خط سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ سید ابوالحسن فیضی صاحب کا اہل تشیع میں کیا مقام و مرتبہ تھا اور وہ کتنی اونچی حیثیت پر تھے اس کے باوجود ان کا مذہب اہل سنت اختیار کرنا یہ مذہب اہل سنت کی حقانیت اور شیعیت کے کفر پر بیّن دلیل ہے وہ پورا خط ملاحظہ فرمائیں۔

خط کی عبارت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم جناب صدام حسین صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! گذارش ہے کہ آپ کا حکومت کویت پر غاصبانہ قبضہ اور پر امن سعودی عرب پر للکارنا آپ کی عظمت، شجاعت، شرافت، حوصلہ مندی، اور سیاست کے منافی ہے۔ آپ نے عرصہ نو دس برس ایران سے جنگ کی ہم اس وقت آپ کو حق پر خیال کرتے تھے آپ کے سفیر معینہ پاکستان نے علماء پاکستان کو یہ تاثر دیا کہ ہم ایران کے ساتھ اصولوں پر جنگ کر رہے ہیں، چونکہ شیعوں کے پیشوا خمینی نے ہزار ہا بندگان خدا کو موت کا لقمہ بنادیا ہے اور خونی انقلاب سے ہلاکو اور چنگیز خان کو بھی مات کردیا۔

جناب صدر صاحب آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان کے اندر ۹۰ فیصد مسلمان شیعہ ازم اور خمینی ازم کو پسند نہیں کرتے بلکہ اس مذہب باطل کو پاکستان کے غیور مسلمان کفر والحاد قرار دیتے ہیں آپ نے ہم اہل اسلام پاکستانیوں سے جانی

مالی مدد چاہی ہمارے علماء حق اور مسلم جوانوں نے آپ کی ڈٹ کر مدد کی کیا آپ اس کا انکار کرسکتے ہیں ''ہرگز نہیں'' اور ساتھ ساتھ کویت اور سعودی عرب نے بھی کھل کر آپ کی مدد کی مگر افسوس کہ آپ نے اپنے محسنوں کے ساتھ غداری کی ہم اہل پاکستان آپ سے سوال کرتے ہیں کہ

یکدم آپ نے اپنی پالیسی کیوں بدل لی؟

آپ نے ازلی حریف سے اتنی جلدی دوستی کیوں کرلی؟

اور مفتوحہ علاقہ واپس کیوں کردیے؟

جناب ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ اندرون عراق عبداللہ بن سبا کی ذریت اور خمینی کے حواریوں نے آپ کے ساتھ دجل کیا ہے آپ کو اندرون عراق ایسے مشیر ملے ہیں جو خاص خمینی کے تربیت یافتہ ہیں، ان کی چکنی چپڑی گفتگو نے آپ کی سوچ کا گھارا بدل دیا ہے انھوں نے آپ کو عمر ثانی قرار دیکر یہ تاثر دیا ہے کہ تمام خلیجی ممالک پر آپ قبضہ کرلیں گے، سعودی عرب پر قبضہ کرلو، چونکہ یہ بڑا ملک ہے اگر اس پر آپ نے فتح حاصل کرلی تو باقی تمام خلیجی ریاستیں آپ کی طفیلی بن جائیں گی، آپ کا خزانہ دنیا کے خزانے میں بڑا ہوگا اور آپ بہت بڑے فاتح بن جائیں گے۔

ہماری ایرانی عسکری قوت آپ کی آرمی میں ضم ہوجائے گی آپ کے ایک اشارہ ابرو پر اپنی جانیں قربان کردیں گے، ہمارے امام حجت مہدی یعنی قائم آل محمد ﷺ نے حکم دیا ہے کہ صدام حسین کی اطاعت کیلئے جھک جاؤ یہ بنو ہاشم کی نسل سے ہے اور یہ پکا مومن ہے۔

جناب صدام حسین صاحب!......سنو اپنے ماضی و حال کا تجزیہ کرو ادھر تو عجمی سازش

آپ کو دھوکا فریب دے رہی ہے اور دوسری جانب ایران کے اندرون میں قدآور شخصیتوں نے آپ کی موت کا پروانہ لکھ دیا ہے، اگر آپ کی طرف سے ایک گولی بھی سعودیہ کی طرف چلی تو ظاہر ہے حرمین شریفین کے تمام محافظ آپ کی حکومت کی کمر توڑ دیں گے۔ آپ اپنے کسی حلیف ملک کو پکاریں گے تو آپ کا تماشہ دیکھنے کے سوا کوئی کچھ بھی نہ کر سکے گا پھر آپ کی بے بسی کسمپرسی، ایران کو پکارے گی تو آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ایرانی فورس عراق میں داخل ہو جائے گی اور صرف ایک گولی آپ کا کام تمام کر دیگی پھر آپ کو حکومت کی دیوی اپنی آغوش میں لے لے گی پھر آپ کے مردہ وجود کیلئے ایک ٹین تیل کافی ہو گا وہ قبر کھودنے کی تکلیف نہیں کریں گے، وہی عجمی کویت کی آزادی کا اعلان کرنے کے بعد کچھ حصہ سعودی عرب کو جنگ کی صورت میں دے کر صلح کا جھنڈا لہرا دیں گے، بغداد، تاوان، کاظمین، سامرہ، بھرہ، کوفہ، کربلا ، نجف اشرف پر ایرانی حکومت ہوگی جو ایران کی صدیوں سے آرزو تھی اور عجمی فخر سے سر اونچا کر کے پکاریں گے کہ آج ہم نے حضرت عمر فاروق ؓ کے ہاتھوں کھائی ہوئی شکست کا بدلہ لے لیا ہے۔

صدام حسین صاحب:......میں بھی ایک شیعہ مجتہد تھا، خمینی میرا اتالیق تھا محسن حکیم طباطبائی، اور آقا گل پائیگانی، آغا قاسم خوئی، یہ تمام میرے اساتذہ میں سے ہیں جن کو آپ بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں ہم پاکستان سے سہ رکنی وفد لے کر فرانس میں خمینی کی پیشوائی کے لئے گئے تھے چونکہ میں خمینی کا شاگرد تھا اس لیے میں نے خمینی سے پہلا سوال کیا۔

سید ابوالحسن فیضی:......امام صاحب جب آپ ایران تشریف لے جائیں گے تو آپکا رد عمل کیا ہوگا؟

آیت اللہ خمینی:......اگر میرے پاس تین طاقتیں ہوئیں

(۱) پاور آف پریس (۲) پاور آف سٹیٹ (۳) پاور آف ویلتھ

تو میرا ٹارگٹ روضہ رسول ﷺ ہوگا جب تک صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی قبریں روضہ اقدس سے ختم نہ کرلوں اپنے اس مشن میں ناکام سمجھا جاؤں گا۔

ابوالحسن فیضی:......جناب ان صحابہ کرامؓ کا ذکر تو قرآن مجید میں ہے۔

آیت اللہ خمینی:......موجودہ قرآن صحیح نہیں ہے۔

ابوالحسن فیضی:......اگر قرآن صحیح نہیں ہے تو کیا غلط ہے؟ پھر ہمارے اصول دین فروع دین کس کتاب سے ماخوذ ہیں؟

دو یوم کے بعد میں پاکستان چلا آیا اور پھر کچھ عرصہ بعد میں نے اس فریبی مذہب اور عبداللہ بن سبا کی پارٹی سے نکل کر اسلام قبول کرلیا۔

اخی المکرّم !......میں اپنا فرض سمجھ کر اس فریب سے آپ کو نجات دلانا چاہتا ہوں، خدارا آپ اپنی جان کی خیر منائیں اور اسلام کا احترام کریں اگر جنگ شروع ہوئی تو اس کے نتائج آپ کے حق میں نہیں ہوں گے صرف دو دن کے اندر اندر عراق کی مقدس سرزمین اجڑ جائے گی انسانی لاشوں کے انبار نظر آئیں گے، اب بھی وقت ہے کویت کو آزاد کر دو اور محافظین حرمین شریفین سے معاہدہ کرلو پاکستان ان شاء اللہ آپ کی ضمانت دے گا اگر آپ کو جنگ کرنے کا شوق ہے تو صیہونی طاقتوں کا مقابلہ کرو ان شاء اللہ تمام دنیا کے مسلمان آپ کی مدد کریں گے اور اللہ کی رضا بھی آپ کے شامل حال ہوگی فقط والسلام

سید ابوالحسن فیضی سابق مجتہد فاضل عراق۔

(۱۹۹۰،۱۰،۹، خلافت راشدہ نومبر ۱۹۹۰ء)

بابر ندیم کا قبول اسلام

ایک ساتھی عنصر محمود نے آخری عشرہ رمضان کا اعتکاف کیا تو ان کے ساتھ محلّہ کے دو اور لڑکوں نے اعتکاف کیا ان دونوں کا تعلق شیعہ مذہب سے تھا۔ جبکہ عنصر محمود کا تعلق نہ صرف اہل سنت سے تھا بلکہ سپاہ صحابہؓ سے تھا دوران اعتکاف بحث مباحثہ چلتا رہا جس کے نتیجے میں مسمی بابر ندیم نے مذہب شیعہ سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

اس مقدس کام میں جن بھائیوں نے تعاون کیا وہ حاجی محمد افضل نائب صدر سپاہ صحابہ چہارم تحصیل چکوال، زاہد اقبال صدیقی، عنصر محمود بھلہ کریالہ ہیں،

تعارف:......ان کا پورا نام بابر ندیم ولد تاب عرف راجہ گاؤں بھلہ کریالہ تحصیل و ضلع چکوال۔

سوال:......آپ نے شیعہ مذہب کیوں چھوڑا؟

جواب:...... جب بھائی عنصر محمود نے شیعہ لیٹریچر کے بارے میں آگاہ کیا اور اہل تشیع کے کفریات سے آگاہ کیا۔ تو مجھے پتہ چلا کہ......

(۱)......شیعہ تو تحریف قرآن کے قائل ہیں

(چنانچہ تفسیر برہان کے مقدمہ میں لکھا ہے امام باقر نے فرمایا ان القرآن قد طرح منہ آی کثیرۃ (مقدمہ تفسیر البرہان ج۱ ص ۳۷) بیشک قرآن سے بہت سی آیات نکال دی گئی ہیں۔ محسن کاشی تفسیر صافی کے دیباچہ میں فرماتے ہیں ان القرآن الذی بین اظہرنا لیس بتمامہ کما انزل علی محمد ﷺ بل منہ ما ہو خلاف ما انزل اللہ و منہ ما ہو مغیر و محرف و انہ قد حذف منہ اشیاء کثیرۃ (تفسیر صافی ج۱ ص ۴۹) جو قرآن ہمارے درمیان ہے وہ پورا کا پورا جیسا کہ حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا نہیں ہے۔ بلکہ اس میں کچھ اللہ کے نازل کردہ کے خلاف ہے اور کچھ مغیر و محرف ہے اور یقیناً اس سے

بہت سی چیزیں نکال ڈالی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی روایات اور ان کے علماء و مجتہدین کے اقوال کتابوں میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کے مطابق قرآن محرف ہے)

(۲)......حضرت ابو بکرؓ کی صحابیت کے منکر ہیں بلکہ شیخین کو کافر کہتے ہیں

(ملا باقر مجلسی لکھتا ہے ہر دو ابو بکر و عمر کافر بودند و ہر کہ ایشاں را دوست دارد کافر است (حق الیقین ج۱ ص ۲۴۵) حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نعوذ باللہ کافر تھے اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ شیعہ حضرات صرف ان شیخین کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کے نزدیک تو رسول اللہ ﷺ کے بعد سوائے چار صحابہ کے باقی سب صحابہ نعوذ باللہ مرتد ہو گئے تھے چنانچہ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے مردم ہمہ مرتد شدند بعد از رسول خدا بغیر از چہار نفر سلمان و ابو ذر و مقداد و عمار (حق الیقین ج۱ ص ۱۶۷، ۱۷۵) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چار آدمیوں کے علاوہ سارے مرتد ہو گئے تھے وہ چار آدمی یہ ہیں سلمانؓ، ابو ذرؓ، مقدادؓ، اور عمارؓ)

(۳)......اپنے اماموں کو تمام نبیوں سے افضل سمجھتے ہیں

(چنانچہ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے مرتبہ امامت نظیر منصب جلیل نبوتست (حق الیقین ج۱ ص ۳۹، ۴۰) مرتبہ امامت نبوت والی عظیم مرتبہ کے برابر ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ آگے جا کر ملا باقر مجلسی لکھتا ہے "اکثر علماء شیعی را اعتقاد آں است کہ حضرت امیر و سائر ائمہ افضل انداز پیغمبران سوای پیغمبر آخر زمان و احادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ از ائمہ خود دریں باب روایت کردہ اند (حق الیقین ج۱ ص ۷۳) اکثر شیعہ علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ اور دوسرے ائمہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ باقی تمام انبیاء سے افضل ہیں اور اس بارے میں احادیث مشہورہ بلکہ متواترہ روایت کرتے ہیں)

اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتے ہیں جو واقعی ہی کفریہ عقائد ہیں تو میں نے فوراً

شیعیت سے توبہ کی اور اپنا رخ اسلام کی طرف کردیا، جب کہ میں شیعہ مذہب کو اس سے پہلے ایک مضبوط دیوار سمجھتا تھا پھر جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی تقاریر اور طاہر جھنگوی کی نظموں کی کیسٹوں نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا کیسٹیں سنتے ہی میرے ضمیر نے ہمیشہ کیلئے شیعہ مذہب سے تائب ہونے پر مجبور کردیا۔

(قارئین سے استدعا ہے کہ اللہ مجھے استقامت نصیب فرمائے آمین ثم آمین)

جلتے لمحوں کی کہانی

داستان ہدایت......نائلہ نقوی

نائلہ نقوی ایک متعصب شیعہ گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اس نے بچپن سے ہی ماتم کی صدائیں سنیں اس کی بڑی بہن ذاکرہ تھی جس کی وجہ سے وہ بھی ذاکرہ بننے کی کوشش کرنے لگی......جب اس نے ایف اے میں داخلہ لیا تو والدین کے روکنے کے باوجود تاریخ اسلام اور اسلامیات اختیاری کے مضامین منتخب کیے جب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو اس کی آنکھیں کھل گئیں کیونکہ خلافت راشدہ کا دور ایک زریں دور کی حیثیت سے اسے نظر آیا۔ وہ حیران رہ گئی کہ جس ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کو اس کے آباء واجداد تعصب کے مارے نہ جانے کیا کچھ کہتے ہیں، اور ان کی کردار کشی کرتے ہیں دراصل وہ کیسے لوگ تھے۔ چنانچہ وہ خلفاء راشدینؓ اور خاص کر حضرت عمرؓ کے مثالی دور کی تو قائل ہی ہوگئی پھر حضرت جھنگوی کی تقاریر سن کر سنی مذہب میں داخل ہوگئی آیئے ہم اس کی کہانی خود اس کی زبانی پڑھتے ہیں......

بچپن اور ماتم کی صدائیں

میرا اصل نام تو کچھ اور ہے تاہم مجھے آپ نائلہ نقوی کہہ سکتے ہیں میں جب پیدا ہوئی تو میرے کانوں نے اللہ اکبر کی بجائے یا علی مدد کے نعرے اور سینہ کوبی کی آوازیں سنیں پھر ذرا بڑی ہوئی تو خود اپنے اور تمام رشتہ داروں کے گھروں میں سال میں سے پیشتر دن ماتم ہی ماتم، رونا دھونا، اور بے ھنگم سی آوازوں کا شور سنائی دینے لگا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ابو مجھے بازو پر اٹھا کر ماتمی جلوس میں لے جاتے اور میں بڑوں کی دیکھا دیکھی اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے سینہ پیٹتی تھی۔

خطابت

ہائی سکول تک پہنچتے پہنچتے میں تمام شیعہ عقائد وتعلیمات اور رسومات سے آگاہ ہو چکی تھی چونکہ میری بڑی باجی اکثر امام باڑوں میں جا کر بیان کرتی تھی مرثیے اور منقبت کہتی تھی اسی لیے مجھے بھی شاعری اور خطابت کا شوق چڑھا اور یہ سلسلہ خطابت شروع ہو گیا۔

ذہنی پاکیزگی یا صحبت کا اثر

میں جونہی دسویں میں پہنچی سن بلوغت بھی ظاہر ہو گیا اور انھی کلاسوں میں مجھے سنی لڑکیوں سے دوستی کا شرف حاصل ہوا چونکہ شیعہ لڑکیاں ملکی سطح پر مٹھی بھر اقلیت کیطرح کلاس میں بھی اقلیت میں تھیں اس لئے سنی لڑکیوں سے گہرے رابطے ہوئے چونکہ جہاں لڑکیاں سہیلیاں بیٹھی ہوں وہاں دیگر موضوعات کے علاوہ راز و نیاز کی

باتیں بھی ہوتی ہیں اسی طرح ایک مجلس میں شادی بیاہ اور مذھبی رسومات کا ذکر چل رہا تھا مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ سنی لڑکیاں شادی تک اپنا آپ نازک آبگینہ کی طرح سنبھال کر رکھتی ہیں۔

قریبی رشتہ داروں، چچا زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، وغیرہ (جو غیر محرم ہیں) ان سے بھی کوئی بات یا بے تکلفی نہیں کرتیں سوائے ضروری بات کے، سنی ہم جماعتوں نے یہ بھی بتایا کہ زیادہ تر لڑکیوں کو اپنے منگیتر تک دیکھنے کی اجازت نہیں ہوتی اور سہاگ رات کو ہی انھیں اپنا جیون ساتھی پہلی مرتبہ دیکھنے کا موقع ملتا ہے یہ جان کر مجھے بہت حیرت ہوئی اور میں سوچنے لگی کہ "کتنی خوش نصیب ہیں یہ لڑکیاں جنھیں اپنی عصمتوں کی حفاظت کا موقع ملتا ہے ان کے والدین بھی پاکیزگی اور شرافت کا درس دیتے ہیں"۔

اور ایک ہم شیعہ لڑکیاں ہیں جنھیں بالغ ہوتے ہی عبادت گاہوں میں خود اپنے والدین اور ذاکران شیعہ لڑکوں سے راز و نیاز اور دوستی کی ترغیب دیتے ہیں اور پھر متعہ جیسی لعنت اور بے غیرتی سے آشنا کراتے ہیں پتہ نہیں یہ میری ذھنی پاکیزگی تھی یا سنی لڑکیوں کی صحبت کا اثر کہ "مجھے متعہ جیسی لعنتی رسم بلکہ عبادت سے شروع دن سے ہی نفرت ہو گئی تھی" باجی اور دیگر کزن کی ترغیب وتحریض اور بڑوں کی حوصلہ افزائی کے باجود میں متعہ کی طرف راغب نہ ہو سکی۔

مثلاً شیعہ مذہب کی روایت میں ہے **ان المؤمن لایکمل حتی یتمتع** (من لایحضرہ الفقیہ ج۳ ص۱۵۱) **بیشک مؤمن اس وقت تک پورا ایمان دار نہیں** ہوسکتا جب تک کہ متعہ نہ کرے۔ شیعہ مذہب کی ایک اور روایت میں ہے ایک مرتبہ متعہ کرنے سے خدا کی ناراضگی ختم دو مرتبہ متعہ کرنے سے ابرار کی رفاقت نصیب ہوتی

ہے اور تین مرتبہ متعہ کرنے سے حضور اکرم ﷺ کا ساتھی بنے گا (تفسیر منہاج الصادقین ص ۳۵۶)

باجی کی تنبیہ

چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت زیادہ خوبصورتی سے نوازا ہے اس لئے بہت سے مقتدر، امیر، اور تیز طرار قسم کے شیعہ مرد میرے پیچھے دن رات پڑے رہے مگر میں بہت زیادہ محتاط رہی اور اپنا آپ سنبھال کر رکھا حالانکہ باجی نے مجھے تنبیہ کی کہ تم اس مقدس عبادت سے اغماض کر رہی ہو اور متعہ سے گریز بہت بڑا گناہ ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہ آیا کہ کھلے عام زنا کو متعہ کا نام دے کر عبادت کیوں کہا جا رہا ہے اخبارات میں آئے روز زنا اور بدی کی خبریں جرائم کارنر میں چھپتی رہتی ہیں اور انھیں مذھبی، اخلاقی، قانونی جرم کے طور پر پیش اور سزاوار کیا جاتا ہے۔ مگر ہم شیعہ عورتیں، مرد خواہ باہمی رضامندی سے ہی سہی ناجائز ملاپ کرتے ہیں تو اسے زنا کی بجائے متعہ کیوں کہا جاتا ہے۔

میرا مذھبی مطالعہ گو کہ بہت ہی زیادہ وسیع نہیں تاہم میری ایک دوست نے مجھے ترجمہ اور تفسیر والا قرآن مجید لا کر دیا تھا جس کا مطالعہ میں ہر روز کرتی ہوں قرآن میں جہاں کہیں زنا کا ذکر آیا ہے اسے بہت بڑا اور ناقابل معافی گناہ قرار دیا گیا ہے اور اسلام و شریعت میں اس کی بھاری سزا مقرر کی گئی ہے اور اگلے جہاں بھی اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ میں سوچتی ہوں کہ اللہ پاک نبی ﷺ پر اترنے والی اور ہمیشہ رہنے والی پاک کتاب میں جب زنا کو بہت بڑا جرم قرار دیا گیا ہے تو اہل تشیع اس کو متعہ کا نام دے کر مقدس عبادت کیوں قرار دے رہے ہیں۔

آنکھیں کھل گئیں

میں نے جب کالج میں داخلہ لیا تو ایف اے کے مضامین میں ایک سنی دوست کی دیکھا دیکھی تاریخ اسلام اور اسلامیات اختیاری کے مضامین بھی منتخب کیے گھر والوں نے بہت اصرار کیا کہ ''اکنامکس سوکس'' وغیرہ لے لو مگر میں نہ مانی جب میں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو میری آنکھیں کھل گئیں کیونکہ خلافت راشدہ کا دور ایک زریں دور کی حیثیت سے نظر آیا۔ میں حیران رہ گئی کہ جس ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کو میرے آباء واجداد تعصب کے مارے نہ جانے کیا کچھ کہتے ہیں، اور ان کی کردار کشی کرتے ہیں دراصل وہ کیسے لوگ تھے۔ میں خلفاء راشدینؓ اور خاص کر حضرت عمرؓ کے مثالی دور کی تو قائل ہی ہو گئی۔

خلفاء راشدین کا دور سنی نقطہ نظر سے ......سنی مذہب یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمام صحابہ نے مل کر حضرت ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا پھر حضرت عمرؓ کو پھر حضرت عثمان کو اور ان تینوں حضرات کی جہاں دیگر صحابہ نے بیعت کی وہیں حضرت علیؓ وغیرہ نے بھی بیعت کی اور حضرت علیؓ ان کے دور خلافت میں ان کے مشیر رہے اور عہدہ قضا پر فائز تھے ان حضرات کی آپس میں بہت گہری محبت تھی...... یہ صحابہ واہل بیت جتنے آپس میں رحم دل اور بھائی بھائی تھے اتنے ہی کفار کے خلاف بہت سخت تھے چنانچہ روم وایران میں جو قیصر وکسریٰ کی حکومت تھی اور اس وقت کی یہ دونوں حکومتیں سپر پاور سمجھی جاتی تھی ان دونوں کو انھی حضرات کے دور خلافت میں نیست ونابود کیا گیا اور ان کے دور میں اسلام نہ صرف پورے جزیرہ عرب میں پھیلا بلکہ جزیرہ عرب سے

نکل کر روم وایران کے لوگ بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے......ان کے دور میں اسلام کو خوب تقویت ملی قرآن کریم کو یکجا کر کے ہمیشہ کیلئے محفوظ کردیا گیا ہزاروں مساجد ومدارس کی تعمیر کی گئی......عدل وانصاف ،امانت ودیانت ،مساوات وبرابری، امن وامان اورغلبہ اسلام کے حوالہ سے ان کا دورخلافت اپنی مثال آپ تھا جس کی مثال دنیا آج تک پیش نہیں کرسکی۔ان کے دورخلافت میں اسلام غالب تھا کفر مغلوب تھا۔

خلفاء راشدین کا دورشیعہ نقطہ نظر سے......خلفاء ثلاثہ جونعوذ باللہ شیعہ کے نزدیک کافر ومرتد تھے رسول اللہ ﷺ کے جاتے ہی ان کی حکومت آ گئی ......انھوں نے غاصبانہ طور پر خلافت پر قبضہ کرلیا...... رسول اکرم ﷺ کی میراث پر ناجائز طور پر قابض ہوگئے ......حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پرظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیے......حضرت علی اورحسنین کریمین نے تقیہ کرلیا اوران کافروں اور مرتدوں کی حمایت کرنے لگے...... اسلامی احکام کی خلاف ورزیاں کی گئیں......قرآن میں ردوبدل کردیا گیا......قرآن کریم میں کفر کے ستون کھڑے کردیے گئے......اپنی طرف سے اسلام میں نئے احکام کی زیادتیاں کردیں،جن کو حضرت علیؓ بھی دورنہ کرسکے اورنہ ان کے خلاف آواز اٹھائی اورنہ اپنے دورخلافت میں ان کے ختم کرنے کا اعلان کیا......ان کے دور میں کفر غالب آ گیا اسلام مغلوب ہوگیا......

انقلابی نوجوان

پھراس دوران میری زندگی میں ایک انقلابی نوجوان داخل ہوااور میری ذھنی اورروحانی دنیا ہی بدل گئی ان دنوں میں فورتھ ائیر میں پڑھتی تھی ہوا یوں کہ ایک

ادبی تنظیم نے مقامی ہوٹل میں نوجوان نسل کیلئے ایک مباحثہ کا انتظام کیا جس میں طلباء و طالبات اورنوجوانوں کو دعوت عام دی گئی ۔چونکہ میں سکول کے زمانہ ہی سے ایک مقررہ چلی آرہی تھی اس لیے مذکورہ مباحثہ میں شرکت کی۔

پندرہ سولہ مقررین لڑکے،لڑکیوں اورسامعین کی کثیر تعداد ھال میں موجود تھی جب میری باری آئی تو میں نے موضوع کے حق میں بھرپور دلائل کے ساتھ پورا زورخطابت صرف کیا اورسامعین کی داد اور منصفین کی توجہ سے یہ سمجھ بیٹھی کہ ہمیشہ کی طرح اب کے بار بھی پہلا انعام مجھے ملے گا۔

مگراس وقت مجھے یہ خیال غلط نظر آنے لگا جب اسٹیج سیکرٹری نے ایک دبلے پتلے واجبی شکل وصورت والے نوجوان کو خطاب کی دعوت دی بالکل فقیرانہ سے انداز میں وہ نوجوان کھدر کے کپڑوں میں ملبوس جب اسٹیج پرآیا تو میری پیشانی ٹھنکی کیونکہ اس کے کوٹ کے کالر پرسرخ وسبز رنگ اورسیاہ وسفید دھاریوں سے مزین ھلالی پرچم والا سپاہ صحابہؓ کا بیج لگا ہوا تھا۔

اوراہل تشیع کے ذہن میں یہ پرچم اورسپاہ صحابہؓ کا نام ایک خطرے کا سائرن بن کر ہروقت بجتا رہتا تھا۔میں دیکھ رہی تھی کہ میرے ابو امی اور باجی کے چہرے پر بھی اس نوجوان کو دیکھ کر بل پڑ گئے تھے اوروہ پہلو بدل بدل کر اسے دیکھ رہے تھے۔

اس نوجوان (جسے آپ شعبان کہہ سکتے ہیں) نے تقریر کی ابتداء میں خدا کی وحدانیت۔ختم نبوت،اورشانِ صحابہؓ پر بیان کیا اور پھر مباحثہ کے موضوع کی مخالفت میں جب بولنا شروع کیا تو میرا فن تقریر کا سارا مان،غرور اوراعتماد برف کی طرح پگھلتا چلا گیا،پورے ھال میں سناٹا چھا گیا اگر کوئی آواز تھی تو صرف شعبان کی گرج دار آواز

تھی انتہائی منطقی انداز میں رواں لہجہ، خوبصورت تلفظ، اور انداز بیان ایسا کہ کہیں اور سنا
، نہ دیکھا، مگر پتہ نہیں کیوں مجھے اس نوجوان سے حسد کی بجائے رشک آنے لگا، ایک
ایک فقرے پر ایک ایک دلیل پر سامعین کی تالیاں اور داد کے ڈونگرے برستے رہے
اور بے پناہ داد اور حوصلہ افزائی کے ساتھ وہ نوجوان آندھی کی طرح آیا اور بگولے کی
طرح سٹیج سے چلا گیا اور پھر عین سامعین کی توقع کے مطابق شعبان نے پہلا انعام
حاصل کرلیا اور زندگی میں پہلی بار مجھے سیکنڈ پرائز لینا پڑا۔

پہلی ملاقات

مباحثہ کے بعد پر تکلف چائے کا انتظام تھا مگر میرے ابو، امی، باجی ضروری
کام کا بہانہ کر کے مجھے وہیں چھوڑ کر چلتے بنے۔

چائے کے دوران میری نظریں نہ چاہنے کے باوجود بس شعبان کا طواف
کرتی رہیں میں نے اپنے آپ کو ڈانٹا کہ میں خواہ مخواہ اس سے متاثر ہوتی جا رہی ہوں
مگر شاید مجھے اپنے آپ پر اختیار نہ رہا تھا میں نے محسوس کیا کہ شعبان میں کسی قسم کا
غرور یا مقابلہ جیتنے کا تفاخر نہیں پایا جاتا تھا وہ چپ چاپ میزوں کے درمیان کھڑا
چائے پیتا رہا کسی کی بات کرنے پر ایک آدھ فقرہ کی ادائیگی پر ہی اکتفاء کرتا رہا پورا
ہال مجھے خواہاں نظر آتا تھا مگر شعبان مجھ سے بے نیاز کھڑا رہا آخر کار میں نے ہی پہل
کی اور اس سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا

''ماشاءاللہ آپ بہت اچھے مقرر ہیں''

شکریہ!......اس نے بہت مختصر جواب دیا

کیا کرتے ہیں آپ؟......میں نے دوسرا سوال کیا

بی اے کے بعد صرف مطالعہ کر رہا ہوں۔......پھر اس نے مختصر جواب دیا

کہاں رہتے ہیں آپ؟......میں نے پھر سوال کیا

تو اس نے خوبصورت شعر کی صورت میں جواب دیا

؎ کہاں تلاش کرے گی ہمیں بہار کہ......ہم کبھی قفس میں کبھی آشیاں میں رہتے ہیں

کوئی پتہ تو ہوگا جہاں آپ مل سکتے ہوں؟......میں نے پھر سوال کیا

تو اس نے جواب دیا......کسی بھی چلمن سے جھانک کر کسی گلی میں دیکھ لیں میں نظر
آ جاؤں گا۔

عجیب طرز گفتگو تھا، الجھا الجھا انداز، کھویا کھویا سا لب و لہجہ، مدہم اور قدرے مبہم آواز
، یہ تھی میری شعبان سے پہلی ملاقات۔

دوبارہ ملاقات اور

پھر چار پانچ ماہ کہیں نظر نہ آیا ایک دن اچانک بازار جاتے ہوئے اس سے
سامنا ہو گیا تو میں نے سلام میں پہل کی اور وہ رک گیا تب ذرا کھل کر گفتگو ہوئی میں
نے اسے گھر آنے کی دعوت بھی دے ڈالی پھر ہماری ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا،
میرے والدین اور باجی نے پہلے تو ناک منہ چڑھایا اور مجھے سمجھایا کہ آگ اور پانی کا
ملاپ کبھی نہیں ہو سکتا (یعنی شیعہ اور سنی نکاح نہیں ہو سکتا) مگر میں نے واضح کر دیا کہ
میرا ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے شعبان تو صرف ایک اچھا ساتھی ہے اور بس وہ قابل آدمی
ہے اس لیے میں اس کی قدر کرتی ہوں۔

مکروہ عزائم

پھر آہستہ آہستہ میرے والدین نے مجھے سمجھانا شروع کر دیا کہ اس لڑکے کو شیشے میں اتارو انھوں نے کہا اتنا اچھا مقرر اور قابل وصاحب علم جوان ہم نے اہل تشیع میں کبھی نہیں دیکھا اگر یہ نوجوان شیعیت کی طرف راغب ہوجائے تو نائلہ یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ مجھے ان کے مکروہ عزائم سے الجھن تو ہوئی مگر اچھا جی کہہ کر خاموش ہوگئی۔ اب میرے والدین شعبان کے آنے جانے پر برا نہیں مانتے اور خوش ہو کر ہمیں گھر میں اور باہر ملنے کا مواقع دانستہ دینے لگے۔

میرے ابا، امی، اور باجی جب بھی مجھ سے پوچھتے ''کیا پوزیشن ہے؟'' تو میں جواباً رٹے رٹائے فقرے کہہ دیتی ''ذرا بنیاد پرست ہے آہستہ آہستہ راغب ہوجائے گا شیشے میں اتر جائے گا مگر دیر سے'' اور وہ مطمئن ہوجاتے لیکن کسے خبر تھی کہ جو پہلے شیعیت سے متنفر تھی شعبان کی رفاقت میسر آتے ہی کشاں کشاں سنیت کی طرف کھنچی چلی جائے گی۔

جھنگوی رحمہ اللہ کی خطابت

ایک دن میں نے شعبان سے پوچھا کہ ''فن خطابت تم نے کہاں سے سیکھا؟ تو اس نے کہا'' شوق تو مجھے شروع سے ہی تھا مگر علامہ جھنگوی رحمہ اللہ سے میں نے روحانی فیض حاصل کیا...... جھنگوی، جھنگوی، جھنگوی، ...... میرے ذھن میں اس نام کی بازگشت ہونے لگی۔

ایک دفعہ اٹک میں عظمت صحابہؓ کانفرنس ہورہی تھی جب ہم پلیڈر لائن

سے گزرے تو ایک دھاڑ سی سنائی دی بلا کا پر جوش مقرر بول رہا تھا۔ مباحثہ کی چونکہ میں رسیا ہوں اس لیے توجہ سے اس انجانی خطابت کو سننے لگی۔ مگر زیادہ دیر سننے کا موقع نہ ملا باجی نے گاڑی کے شیشے چڑھا دیے اور ذیلی سڑک پر مڑ گئیں۔ میں نے دیکھا کہ باجی کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں میری تشویش پر صرف اتنا کہا کہ'' غضب کا بولتا ہے یہ شخص، اسے سنتی ہوں تو (شیعیت سے) گمراہ ہونے لگتی ہوں۔ جادوگر ہے یہ اسے کبھی نہ سننا نائلہ! ورنہ...........'' اور پھر بات آئی گئی ہوگئی۔ شعبان سے جھنگوی کا نام سن کر میرا تجسس بڑھ گیا اور شعبان نے جیسے میرے دل کی بات جان لی ہو کہنے لگا کبھی مولانا حقنواز رحمہ اللہ کی کیسٹ لاؤں گا اختلاف مسلک سے قطع نظر ذرا ان کی خطابت کے جوہر دیکھنا شاید روئے زمین پر ایسا مقرر آپ نے نہ سنا ہو۔

حقنواز کی مرید بن گئی

پھر ایک دفعہ جھنگوی کو سننے کا موقع مل گیا ہوا یوں کہ باجی اسلام آباد کے ایک ہسپتال میں زیر علاج تھیں ابو وامی ان کی عیادت کیلئے چلے گئے میں گھر میں اکیلی تھی شعبان دو کیسٹیں ''عابدہ کا آپریشن، اور سیرت عائشہ ؓ'' لے آیا میں نے بہت توجہ اور انہماک سے حقنواز جھنگویؒ کو سنا اور جھوم جھوم اٹھی۔

''خدایا تو نے اس درویش کو کیسا ملکہ عطا کیا ہے کہ بولتا ہے تو آگ لگاتا چلا جاتا ہے'' بے ساختہ یہ الفاظ میرے ہونٹوں سے نکل گئے اور مجھے ذاکرین علامہ جھنگوی رحمہ اللہ کے مقابلہ میں حقیر سی چیونٹیاں نظر آنے لگے جن کا کام تو صرف عورتوں کی طرح بین کرنا اور مگر مچھ کی طرح آنسو بہانا اور بے سرے سے انداز میں اشعار پڑھنا ہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ گئی کہ عابدہ حسین اندر سے کیا ہے اور پھر حضرت عائشہؓ

جنھیں ہم شیعہ ہمیشہ سے مطعون کرتے اور اس کی کردار کشی کرتے چلے آرہے ہیں وہ اتنی پاکیزہ اور عظیم ھستی ہیں کہ قرآن ان کی پاکیزگی وعفت پر رطب اللسان ہے تو پھر شیعہ مصنفین کون ہوتے ہیں ان کے بارے میں نازیبا الفاظ کہنے والے۔

پھر یکے بعد دیگرے مختلف سنہری موقعوں پر مجھے شعبان نے علامہ حقنواز جھنگوی رحمہ اللہ کی بیسیوں کیسٹیں سنوائیں اور میں خلافت راشدہ خلفاء راشدینؓ صحابہ کرامؓ وسپاہ صحابہؓ اور علامہ حقنواز کے مشن کی نہ صرف قائل ہوگئی بلکہ روحانی طور پر سپاہ صحابہؓ کی رکن اور علامہ حقنواز کی مرید بن گئی اس کے ساتھ ساتھ مجھے امام خمینی کی ذات سے بھی سخت نفرت ہوگئی اور پھر مجھے انکشاف بھی ہوا کہ ایرانی حکام اور پاکستان کے سرکردہ شیعہ کس قدر متعصب اور اسلام دشمن ہیں، مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی کہ میری رگوں میں شیعہ باپ کا خون دوڑ رہا ہے اور میں نے شیعہ ماں کے بطن سے جنم لیا ہے بلکہ مجھے شک ہونے لگا کہ میں متعہ کی پیداوار تو نہیں؟ لیکن شعبان کی حوصلہ افزائی اور توجہ نے مجھے ان باتوں پر زیادہ توجہ نہ دینے دی۔ شعبان نے کہا '' اب بھی وقت ہے تم نے اپنی اصلاح کر لی اور راہ راست پر آگئی ہو تو یہی کافی ہے''۔

دل دہل گیا

پھر ایک دن ریڈیو پر یہ خبر سن کر دل دہل گیا کہ '' علامہ حقنواز جھنگوی کو شہید کر دیا گیا ہے'' خبر سنتے ہی مجھے اپنا کلیجہ پھٹتا ہوا محسوس ہوا میں نے سمجھ لیا تھا کہ حقنواز جھنگوی کو ایرانی حکام نے ایرانی کمانڈوز کے ذریعے قتل کروایا ہوگا یا مقامی غنڈوں نے ایرانی حکومت کی شہہ پر یہ مذموم حرکت کی ہوگی۔

خبر سنتے ہی میں نے شعبان سے رابطہ کیا تو پتا چلا کہ وہ سخت بیمار ہے اور چار پائی سے اٹھ بھی نہیں سکتا میں جب اس کے پاس پہنچی تو وہ اندھیرے میں پڑا ہوا تھا

فرش پر جا بجا سینکڑوں سگریٹ کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ میرے مخاطب کرنے پر اس نے آنکھیں کھولیں تو یوں لگا جیسے اس کی آنکھوں سے خون برس رہا ہو، اس کے ہونٹ کانپے اور وہ کچھ کہہ نہ سکا بس پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا زندگی میں پہلی بار مجھے بھی رونا آیا اور میں دل کھول کر روئی کتنی دیر شعبان کو دلاسہ دلاتی رہی، اسے زبردستی اٹھایا اور ڈاکٹر کے پاس لے گئی، کئی ہفتے شعبان نیم پاگل سا دیوانگی کی حالت میں پھرتا رہا۔ میں خود بھی علامہ حقنواز جھنگوی رحمہ اللہ کی موت سے ٹوٹ پھوٹ کر رہ گئی۔ میں کتنی بدنصیب تھی کہ میں اپنے پیرومرشد کی ایک جھلک بھی نہ دیکھ سکی وہ میرے شہر میں کئی بار آئے اور میں صرف اتنا ہی کر سکی کہ

''ایک ہی شہر میں رہ کر جن کو اذن دید نہ ہو''۔
کاش: یہی بہت ہے کہ ایک ہوا میں سانس تو لیتے ہیں''

جب کئی دنوں کے بعد شعبان کی حالت سنبھلی تو میں نے اس نامرادی کا اظہار کیا کہ میں مولانا کو نہ دیکھ پائی اور وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ ''شعبان نے کہا فکر نہ کرو میں مولانا کی ویڈیو کیسٹ لاؤں گا دیکھ لینا'' پھر مجھے ان کی ویڈیو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور میں اس مرد درویش کی سحر بیانی کی اسیر ہوتی چلی گئی کاش کہ میں حقنواز کی ماں ہوتی، بہن ہوتی، بیٹی ہوتی، یا پھر بیوی ہوتی، خدا گواہ ہے کہ یہ الفاظ میرے منہ سے بے ساختہ نکل گئے۔

اہل جھنگ خوش نصیب

قارئین: بالعموم پورے پاکستان اور بالخصوص اہل جھنگ بڑے ہی خوش نصیب ہیں کہ علامہ حقنواز جھنگوی رحمہ اللہ نے جہاں انھیں سنیت کا شعور بخشا وہاں سرزمین جھنگ کو ایک فرسودہ عشقی قصے کی ہیروئین ''ہیر'' کی نسبت سے نجات دلائی کچھ عرصہ

پہلے سالہا سال سے جھنگ ہیر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور اب جھنگ کا ذکر آتے ہی جھنگوی کا تصور بھر آتا ہے اور جھنگ کو جھنگوی کی نسبت سے پہچانا جاتا ہے۔

قبر شریف پر حاضری کا ارادہ

میں نے ارادہ کر رکھا ہے کہ زندگی میں موقع ملتے ہی ایک دفعہ ضرور اس شہید ناموس صحابہؓ کی قبر پر حاضری دوں گی اور شکوہ کروں گی کہ آپ ہمیں تنہا کیوں چھوڑ گئے؟ ابھی تو ہمیں آپ کی بہت سخت ضرورت تھی۔ پھر ان کی قبر کی مٹی مٹھی میں اٹھا کر یہ عہد کروں گی کہ۔

" حقنواز تیرا مشن مجھے مقدم ہے اور مرتے دم تک تیرے نقش قدم پر چلوں گی تیرے روحانی مرید شعبان کا ساتھ دوں گی پر تیرے مشن پر آنچ نہیں آنے دوں گی"

شیعوں کی پالیسی

جب بھی شعبان ملتا ہے اس سے یہی کہتی ہوں کہ زندگی کا کچھ پتہ نہیں میرے گھر والوں کو جونہی احساس ہوگا کہ میں شیعیت سے تائب ہو کر سنیت کی قائل ہوگئی ہوں تو وہ مجھے اس طرح سے قتل کر دیں گے کہ میری موت طبعی موت معلوم ہوگی اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکے گی۔

کیونکہ شیعوں کی یہ پالیسی ہے کہ سنی لڑکیوں کو کسی نہ کسی طرح سے ورغلا کر شیعہ بنا دیا جاتا ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر شیعہ کسی برتن دھونے والی کسی کے گھر کام کرنے والی مجبور و بے بس غریب عورتوں کی بچیوں کو اپنے گھر میں رکھ لیتے ہیں اور انھیں روٹی کپڑا اور واجبی سی تعلیم بھی دلواتے ہیں اور ان بچیوں کو جوان ہوتے ہی ان کی شادی متوسط یا تھرڈ کلاس شیعوں سے کروا دیتے ہیں۔ ہر ایک کہتا ہے "سید بادشاہ اچھے لوگ

ہیں کتنے غریب پرور ہیں فلاں کپڑے دھونے والی فلاں عمر قید کاٹنے والے کی بچی کو پال کر جوان کیا اور اب اس کی شادی بھی کر دی" مگر کوئی یہ نہیں جان سکتا کہ سید بادشاہ دراصل ایک بھولی بھالی معصوم سی سنی لڑکی کو پال کر جوان کر کے ایک شیعہ ملیچھ کے حوالے کر چکے ہیں اور اب وہ عمر بھر شیعہ بچے پیدا کرتی رہے گی اور اسطرح ایک سنی لڑکی دس بارہ شیعہ پیدا کر دیتی ہے اور خود نہ "سنیوں میں رہتی ہے نہ شیعوں میں"۔"

کیا آپ نے کبھی یہ بھی سنا ہے کہ کسی سید بادشاہ نے کسی سنی بچے کو پال پوس کر جوان کیا ہو، تعلیم دلوائی ہو یا پھر شادی کروائی ہو' ایسا اس لیے نہیں ہوتا کہ شیعہ نہیں چاہتے کہ سنی کا بچہ شیعہ بچے پیدا کرے اس کے برعکس شیعہ حضرات اپنی لڑکیوں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں کہ کہیں کوئی شیعہ لڑکی کسی سنی کے ساتھ بھاگ نہ جائے اس کے باوجود ہر سال بیسیوں شیعہ لڑکیاں سنی لڑکوں کو زندگی بھر کا جیون ساتھی بنا کر بھاگ جاتی ہیں۔

میرے ابا، امی چچا، ماموں، اور دیگر رشتہ دار کبھی یہ نہیں چاہیں گے کہ میں شیعیت سے تائب ہو کر سنی لڑکے کو اپنا لوں کیونکہ اگر وہ ایک ان پڑھ گنوار سے سنی لڑکی کو ورغلا کر اس کی برین واشنگ کر کے شیعہ بنا دیتے ہیں تو وہ خود کبھی یہ نہیں چاہیں گے کہ ان کی میری جیسی خوبصورت، امیر ترین، اعلی تعلیم یافتہ، اور باشعور لڑکی کسی سنی کی عقد میں آجائے وہ اس بات کو شیعیت کیلئے نقصان عظیم سمجھیں گے اور جان سے مارنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ شعبان اس قدر میری اخلاقی مدد کر رہا ہے کہ اب میں شیعیت کی جانب واپس لوٹ ہی نہیں سکتی میرے قدم سنی قوم کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

علامہ حقنواز رحمہ اللہ کا ثانی نہیں

میں نے امیر عزیمت کے حالات زندگی پڑھے ہیں اور ہر ماہ خلافت راشدہ

کا مطالعہ بھی کرتی ہوں اس لیے اب میرے ذھن میں شیعیت کیلئے کوئی نرم گوشہ باقی نہیں رہا شعبان نے مجھے حقنواز جھنگوی رحمہ اللہ کی ۱۵ یادگار تقریریں لا کر دیں ہیں اور میں نے وہ تقریریں حرف بحرف پڑھی ہیں۔ خدا کی قسم لاکھ شیعہ مل کر بھی ایک حقنواز نہیں بن سکتا حقنواز کا ثانی کوئی نہیں۔

علامہ ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ

شیعہ سپاہ صحابہؓ سے بہت زیادہ خائف رہتے ہیں جب حقنواز جھنگوی رحمہ اللہ کے جانشین ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ نے قومی و صوبائی اسمبلی کی دونوں نشستوں پر کامیابی حاصل کی تو شیعوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی، ملعون ایرانی حکمرانوں اور پاکستان میں موجود ان کے گماشتوں نے اسی وقت ایثار القاسمی رحمہ اللہ کو شہید کرنے کی سازشیں شروع کر دی تھیں۔

جب انھوں نے اسمبلی کے اجلاس میں پہلا تاریخ ساز خطاب کیا تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایثار القاسمی رحمہ اللہ کے خطاب کی فوٹو کاپیاں میرے ابو بھی لائے تھے۔ اور تمام سرکردہ شیعہ ہر ہفتہ کسی نہ کسی جگہ اجلاس بلا کر ایثار القاسمی رحمہ اللہ کی تقریر پر بحث مباحثہ اور غور فکر کرتے تھے۔ اتنے کم عمر نو آمیز سیاستدان جب کسی منجھے ہوئے پارلیمیٹرین کی طرح اسمبلی میں خطاب کیا تو اہل تشیع کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ شیعوں کو علامہ ایثار القاسمی خطرے کی علامت بنتا نظر آیا اور انھوں نے موقع پاتے ہی اسے شہید کر دیا۔

شیعہ کی خام خیالی

پہلے علامہ حقنواز جھنگوی کو پھر ایثار القاسمی کو شہید کر دینے سے شیعہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سپاہ صحابہ کی کمر ٹوٹ جائے گی اور ان کے خلاف تحریک چلانے والا کوئی

نہ ہوگا مگر شیعوں کی یہ خام خیالی ہے مولانا حق نواز کے بعد سب سوچتے تھے کہ اب ان کا نعم البدل کوئی نہ آئے گا مگر ایثار القاسمی نے ان کی کمی پوری کر دی۔ ایثار القاسمی گئے تو شیعہ خوش تھے کہ اب کوئی نہ آیا ان جیسا مگر آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ مولانا حقنواز اور ایثار القاسمی کی کمی مولانا اعظم طارق نے کس طرح پوری کر دی ہے اللہ کے فضل و کرم سے ملک کے اندر اور باہر سینکڑوں حقنواز اور ایثار القاسمی پیدا ہو چکے ہیں اب شیعہ کس کس جھنگوی اور کس کس ایثار القاسمی کو شہید کریں گے۔

خارش زدہ

اب مولانا اعظم طارق نے نہایت بے سروسامانی کے عالم میں بھی جس طرح جھنگ کے شیعوں، جاگیرداروں، مجرم لیگ اور امریکہ نواز اور انتقامی جمہوری اتحاد کے بدکردار حکمرانوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا ہے اس سے اہل پاکستان کی آنکھیں کھل جانی چاہیئں کہ سپاہ صحابہؓ وہ طاقت بن چکی ہے کہ جس کے مقابلہ میں آنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہوتا جا رہا ہے اس لیے سپاہ صحابہؓ کے مقابلے میں آنے کی حماقت نہ ہی کی جائے تو اچھا ہے جھنگ میں بلدیاتی انتخابات کے نتائج ہی دیکھ لیں شیعہ عبرت ناک شکست کھا کر خارش زدہ کتوں کی طرح جھنگ کی گلیوں میں دوڑتے پھر رہے ہیں۔

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹ

شعبان نے مجھے بتایا کہ پاکستان کے تمام کالجوں میں سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹ فیڈریشنز بن چکی ہے جو۔ آئی، ایس، او، اور مختار سٹوڈنٹ فیڈریشن کا مقابلہ کر رہی ہے مگر ابھی تک عورتوں (طالبات) کے کالجوں میں سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹ فیڈریشن نہیں بنائی گئی۔

گزارش

میری ان تمام سنی بھائیوں سے جن کی بیٹیاں یا بہنیں کالجوں میں پڑھتی ہیں گزارش ہے کہ وہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو آمادہ کریں کہ طالبات کی سپاہ صحابہ تنظیمیں بنائیں ایسا کرنے سے علامہ حقنواز جھنگویؒ کا برپا کردہ سنی انقلاب بہت جلد نتیجہ خیز ثابت ہوگا۔ کیونکہ ایک مرد ایک فرد کی تعلیم کا سبب بنتا ہے جبکہ ایک عورت ایک خاندان کو تعلیم یافتہ بناتی ہے اس لیے سنی طالبات کو بھی باقاعدہ طور پر سپاہ صحابہؓ کے لئے عملی کام کرنا چاہیے۔ (آمین ثم آمین)

(خلافت راشدہ مئی ۱۹۹۲ء)

رسول ﷺ کا سلام اور تین سو رافضیوں کا قبول اسلام

سندھ کے ایک بزرگ صوفی حاجی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں دیار رسول ﷺ مدنیہ طیبہ میں محو خواب تھا کہ رسول ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا وطن واپس جا کر میرے مولوی عبدالشکور دین پوری کی تقریر بھی کروانا اور اس کو میری طرف سے سلام بھی کہنا۔

حاجی صاحب جب حج سے فارغ ہوئے اور وطن واپس آئے تو سیدھا خان پور حضرت عبدالشکور دین پوری کے پاس آئے اور ان کو خواب سنایا اور حضرت کو سلام پہنچایا اور فرمایا کہ آپ تقریر کرنے کیلئے چلیں تو حضرت نے وہاں جا کر تقریر کی اور اس پرتاثیر تقریر کو سن کر تین سو رافضیوں نے اسلام قبول کرلیا۔

تلاشِ حق

داستانِ ہدایت......محمد حسین صاحب مختار

محمد حسین صاحب مختار شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے ان کو اپنے آبائی مذہب کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوئے تو وہ دین اسلام کی تلاش میں مصروف ہوگئے اور جو اشکالات وشبہات انھیں شیعہ مذہب کے بارے میں ہوئے تھے وہ تمام شبہات لکھ کر شیعہ علماء مناظرین اور مجتہدین کی طرف روانہ کیے اور ان سے جواب طلب کیے مگر وہ جواب نہ دے سکے بعضوں نے جواب دیے لیکن تسلی بخش نہ تھے جس کی بناء پر انھیں یقین ہوگیا کہ سنی مذہب سچا اور حق ہے اور یہی حقیقی دین اسلام ہے چنانچہ انھوں نے سنی مذہب اختیار کرلیا اور اپنے وہ سوالات ایک رسالہ کی شکل میں شائع کرادیے اس رسالہ کا نام انھوں نے حصول اسلام رکھا پھر کچھ عرصہ بعد وہ رسالہ دوبارہ ''برق بر خرمن شیعہ'' کے نام سے شائع کرایا۔ اس رسالہ سے ہم چیدہ چیدہ باتیں آپ کے سامنے نقل کرتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

ترجمہ......وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی ان کا وہ ہے جو وہ کر گئے اور تمہارا وہ ہے جو تم کرو گے اور تم سے ان کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

اس آیت سے ثابت ہے کہ مجھے خدا نے جج یا منصف بنا کر دنیا میں نہیں بھیجا کہ میں خلافت کی ڈگری حضرت علیؑ کے حق میں صادر کردوں، نہ میں فدک اور جنگ جمل اور جنگ صفین وغیرہ کے جھگڑے طے کرنے آیا ہوں اور نہ مجھے اختیار ہے، مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے کچھ کام کرنے کو بھیجا ہے کہ میں برے کام کو چھوڑ دوں اور اچھے کام کروں اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اسکا ذکر کروں اپنے نفس کی اصلاح کروں اور یہی قیامت میں اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ تو کیا کر کے لایا ہے یہی قرآن فرماتا ہے اور یہی دنیا کے سارے مذھب کہتے ہیں اس لیے مجھے ان جھگڑوں میں پڑ کر اپنا قیمتی عبادت کا وقت اور اللہ کے ذکر کرنے کا وقت برباد کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے تو اپنی فکر ہے کہ میں کیا کروں۔

اس لیے میں عرصہ سے ”تلاش حق“ یعنی اسلام کی تلاش میں مصروف تھا جو اللہ پاک نے اپنے حبیب کے ذریعے دنیا میں ھدایت کیلئے بھیجا تھا مجھے ماں باپ کے دیے ہوئے شیعہ مذھب میں جو شکوک پیدا ہوگئے تھے ان کو میں نے مختصر لفظوں میں ہاتھ سے کاپیاں لکھ کر، تا کہ دوسروں کو معلوم نہ ہو خفیہ طور پر حضرات علماء سہارنپور

سے اور حضرت صدر المحققین شمس العلماء قبلہ و مجتہد لکھنؤ ناصر الملت سیدنا ناصر حسین صاحب سے اور حضرت علامہ قبلہ دار الشریعت مجتہد لاہور سید علی الحائری صاحب سے اور رسالہ اصلاح کے ایڈیٹر صاحب سے جو شیعوں میں معروف و مشہور بحث و مباحثہ و مناظرہ کرنے والے ہیں ان سے اللہ کی رضا کیلئے مدد چاہی اور سوالوں کی کاپیاں ان کے پاس بھیجیں مگر بے فائدہ! انھوں نے جواب دینے سے صاف جواب دے دیا۔

ایڈیٹر صاحب نے جواب ارسال فرمائے مگر بلا دستخط اور مولوی سید محمد نقوی صاحب نے زبانی جواب ارشاد فرمایا اور بحث و مباحثہ بھی ہوا مگر مجھے اطمینان نہیں ہوا اور مجھے یقین ہو گیا کہ حق سنی مذھب میں ہے اور یہی اصلی اسلام ہے چنانچہ میں سنی ہو گیا۔

جس میں مجھے صرف یہ کرنا پڑا کہ وضوء کا طریقہ موجودہ قرآن کے حکم کے مطابق اختیار کرلیا اور نماز میں فطرت انسانی کے مطابق عاجزی اور انکساری سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

یہاں کسی بزرگ کو گالیاں دینے کی ضرورت تو تھی ہی نہیں اور ماہ رمضان میں روزے رکھنے اور عشاء کے بعد تراویح بھی پڑھنے لگا۔

خیالات باطلہ

بس پھر کیا تھا اکثر شیعوں نے اپنے اپنے ذہنوں کے مطابق یہ خیالات ظاہر کرنے شروع کردیے۔

(۱)......کسی عورت کے لالچ میں سنی ہو گیا ہے، فلاں سنی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔

(۲)......تقیہ کرلیا ہے،

(۳)......بڑا افسوس ہے لنگوٹوں کے پیچھے نماز پڑھنے لگا۔

(۴)......سنی ہو کر کیا ملا؟

(۵)......کسی لالچ کی بناء پر سنی ہوا ہوگا۔

(۶)......آخری پیغام سید محسن علی صاحب اور ان کے ساتھ ایک اور شخص یہ لائے کہ تم سنی ہوئے تو خیر مگر اپنے سوالات مت چھپوانا ورنہ تمہاری ذاتیات پر حملے کیے جائیں گے یعنی تمہیں گالیاں دیں گے۔

جوابات

سبحان اللہ!......جیسی ہمت ویسا خیال

نمبر۱ کا جواب:......متعہ وحدانیت (ایک عورت کا ایک مرد سے متعہ کرنا) اور متعہ دوریہ (ایک عورت کا کئی مردوں سے متعہ کرنا) اور تحلیل (میزبان کا اپنی باندی یا نوکرانی سے مہمان کی تفریح کرنا) وغیرہ نے عورتوں کے مزوں میں شیعوں کو اس قدر محو کر دیا ہے کہ ان کے خیال میں مذہب صرف عورت کی خاطر ہی تبدیل ہو سکتا ہے ، ورنہ اللہ کا کوئی بندہ اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لا سکتا مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ عورتوں کا لالچ ہو اور شیعہ مذہب کو چھوڑ دے، جہاں اس قدر مزوں کا میدان موجود ہو کہ متعہ وحدانیہ اور متعہ دوریہ اور تحلیل جو چاہیے مرضی کرو اور ثواب بھی کماؤ، مزے بھی اڑاؤ اور اس کے بدلے جنت بھی لو۔

نمبر۲ کا جواب:......پہلے تو میں سمجھتا تھا کہ شیعہ حضرات تقیہ کو جان کے خوف کی حالت میں جائز رکھتے ہوں گے مگر اب اس اعتراض سے تو معلوم ہوا کہ بغیر جان کے خوف سے بھی ان کے ہاں تقیہ جائز ہے کیونکہ شیعہ رہتے ہوئے مجھے جان کا

کسی قسم کا خوف نہیں تھا کہ جس کی بناء پر میں تقیہ کر کے سنی ہوتا۔

نمبر۳ کا جواب:......یہ اعتراض شیعوں کے خاندانی غرور سے پیدا ہوا ہے اور ایسے پیدائشی غرور کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتا دیا ہے کہ یہ غرور ابلیس نے کیا تھا کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ہیں میں اس کو سجدہ کیوں کروں؟ میں تو اس سے بہتر ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری مچھیرے اور گڈریے تھے جو ایمان لے آئے تھے جبکہ بنی اسرائیل نبی زادے تھے مگر ان پر ایمان نہیں لائے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے مریدوں کو قوم کے سردار کمینے اور لنگوٹے کہتے تھے مگر وہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر سلامت رہے جبکہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا جو مغرور تھا طوفان میں غرق ہوا اور نبی کے گھر والوں سے خارج کر دیا گیا،

نمبر۴ کا جواب:...... یہ سوال بھی کہ سنی ہو کر کیا ملا؟ بے کار ہے اول تو ظاہر ہے کہ صحیح قرآن ملا، اسکو پڑھنے کا حق ملا کیونکہ شیعہ مذہب میں سوائے حضرات اماموں کے شیعوں کو قرآن شریف پڑھنے کا حق ہی نہیں،

اور قران شریف کو سمجھنے کی قابلیت بھی ملی جو شیعوں کو ان کے اپنے مذہب کے بموجب حاصل نہیں۔

سنی ہو کر خدا ایسا ملا کہ جو خدائی کے قابل ہے یعنی جس کے نزدیک حلالی ہو یا حرامی، سید ہو یا غیر سید جو بھی ایمان لاوے اور اچھے کام کرے دنیا میں بھی اس کو عزت دے گا اور آخرت میں اس کو جنت دے گا یہ نہیں جیسا کہ شیعہ مذہب میں خدا خاص ذات اور

خاص نسل کے لوگوں سے رعایت اور مروت کرتا ہے اور بے چارے چھوٹے لوگوں سے اور ولد الزنا سے ایسی خواہ مخواہ عداوت رکھتا ہے کہ وہ ایمان بھی لاویں اچھے کام بھی کریں اور برے کام بھی کوئی نہ کریں مگر پھر بھی نہ دنیا میں ان کی عزت ہے، نہ آخرت میں ان کیلئے بہشت ہے

رسول ایسا ملا جو رسالت کے کام کرنے کے قابل ہے یعنی اپنی بدکار اولاد کی نیک لوگوں سے عزت نہیں کراتا جیسا کہ شیعہ مذہب میں ہے۔

نمبر ۵ کا جواب:......شیعہ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ کسی لالچ کی بناء پر سنی ہوا ہوگا؟ یہ بھی بے کار ہے۔ کیا آپ حضرات کے خیال میں سارے کام لالچ ہی سے کیے جاتے ہیں۔

حضرت امام حسینؓ کیلئے رونا، رلانا، ماتم کرنا سب بہشت کے لالچ سے کرتے ہیں رلانے والوں کو تو دنیا اور دین دونوں کا لالچ ہے۔ یہ محبت اور صدق دل سے رونا نہیں۔ ذرا انصاف کرو! کبھی کوئی صاحب اپنے کسی عزیز کے غم میں کیا یہ خیال کر کے روئے کہ ہم کو سب کچھ ملے گا۔ نہیں نہیں بلکہ محبت کے مارے روئے۔

ہائے افسوس! حضرت امام حسینؓ مظلوم کو بغیر لالچ کے یاد نہیں کرتے۔

بھائیو! مجھے کوئی لالچ نہیں ورنہ میں اگر لالچی ہوتا تو غریب مسلمانوں کو چھوڑ کر کہیں اور جاتا کہ پیٹ بھرنے کو سب کچھ مل جاتا۔ مجھے تو اس بات نے سنی کیا کہ تقیہ کے پردے میں مجھے جھوٹ بولنا پسند نہیں، متعہ اور تحلیل کے لفظی پردہ میں زنا کرنا اور بیع الخیار کے پردہ میں سود لینے کو دل گوارا نہیں کرتا ان باتوں کو میری طبیعت نہیں مانتی کیونکہ یہ گناہ کے کام ہیں۔ بھائیو! مجھے دوسری قوموں کے سامنے متعہ اور تحلیل اور تقیہ

سے شرم آئی اور میں سنی ہو گیا۔

نمبر ۶ کا جواب:......آخری پیغام اور گالیوں کی دھمکی سب سے بہتر ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اعتراضوں کا جواب تو شیعہ مذہب میں ہے ہی نہیں، اس لیے مجبوراً سوالوں کے جواب میں برا بھلا کہیں گے اور گالیاں دیں گے اس کا مجھے ذرا سا افسوس اور شکایت نہیں اس واسطے کہ شیعہ صاحبان نے برا کہنے اور سخت الفاظ استعمال کرنے اور گالیاں تک دینے سے کسی بزرگ دین کو نہیں چھوڑا۔

حضرت عباسؓ جو حضرت رسول مکرم ﷺ کے خاص چچا تھے ان کی ذات پر وہ الزام لگائے ہیں کہ میری تو مجال نہیں کہ میں ان کو بیان کروں۔

سنی بھائی بہت غصہ کرتے ہیں کہ شیعہ صاحبان حضرات اصحاب رسول ﷺ کو برا کہتے ہیں اور ان پر تبرا کرتے ہیں مگر جب ان کو یہ معلوم ہوگا کہ حضرت رسول ﷺ اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے خاص لاڈلوں اور جگر کے ٹکڑوں کو بھی نہ چھوڑا، سو میں سے تقریباً نوے کو برا کہتے ہیں مثلاً امام حسینؓ کی اولاد کے مقابلہ میں حضرت حسنؓ کی اولاد کو برا کہتے ہیں، حضرت امام زین العابدینؓ کے پیارے بیٹے حضرت زید اور ان کی اولاد حضرت یحییٰ وغیرہ کو برا کہتے ہیں، حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ اور ان کی اولاد کو بھی برا کہتے ہیں، امام نقی کے بیٹے اور حضرت امام حسن عسکری کے بھائی حضرت جعفر رحمہ اللہ کو یہاں تک کہتے ہیں کہ خالی جعفر نہیں بلکہ ان کا نام جعفر کذاب رکھ رکھا ہے۔

یہ برکت ہے امامت کے اصول دین کی کہ امامت کے جھگڑے میں اسقدر اولاد رسول کو برا بھلا کہنا پڑا بلکہ ان کو ایمان سے خارج اور دین سے علیحدہ کرنا پڑا خدا

مجھے معاف کرے۔اب تو میں سنی ہوں سارے بزرگوں کی تعظیم اور عزت کرتا ہوں ججی اور منصفی کا کام چھوڑ دیا ہے۔

شیعہ بھائیو! اگر آپ نے تسلیم کرلیا ہے کہ آپ کا مذھب ایسا کچا ہے کہ اعتراضوں کا جواب اس میں نہیں تو پھر ایسے مذھب کو کیوں اختیار کررکھا ہے یہ آخرت کا معاملہ ہے اس میں بھائی بندی رشتہ داری کام نہیں دے گی چند روز کی زندگی ہے پھر خدا کا سامنا ہوگا۔

حق کی تلاش کرو اور جہاں سے ملے اس کو قبول کرو اگر آپ کے پاس کھوٹا سونا ہے تو کسوٹی والوں کو گالیاں کیوں دیتے ہو؟

آؤ بھائیو! میں کھرا سونا دوں اسکو جانچ لو اور لے لو وضوء قرآن میں جو موجود ہے اس کے مطابق کرلو یا مجھے ایسا قرآن لادو جس میں زیر زبر کے لحاظ سے پیر پر مسح کرنے کا حکم ہو۔اس موجودہ قرآن میں تو پیروں کو آخیر میں دھونے کا حکم ہے۔کیا کررہے ہو؟ ذرا سوچو! اور غور کرو! اگر میں غلطی پر ہوں تو میرا اطمینان کرادو۔میرا کچھ بگڑ نہیں گیا میں پھر واپس آجاؤں گا

"مہربان ہو کے بلالو مجھے چاہو جس دم،
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں"

تجربہ سے کام لو

یارو! ایک خاص بات بتلاتا ہوں عقلی دلائل کو بھی چھوڑو،منقول پر بھی بحث کو جانے دو تجربہ سے کام لو۔

بھائی حافظ یار محمد صاحب جن کو آپ شیعہ حضرات نے دیکھا ہے اور حال

ہی میں ان کی وفات ہوئی ہے۔کس قدر شیعہ حضرات ان سنی صاحب کے پاس دعا کرانے کیلئے اس اعتقاد سے جاتے تھے کہ خدا ان کی سنتا ہے اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے اور پھر اس کا تجربہ بھی ان کو تھا کہ واقعی ان حضرت صاحب کی دعا قبول ہوتی ہے۔

اگر سنیوں نے اپنے ایک بھائی کو پیر بنا رکھا ہے تو شیعہ صاحبان صرف جاہل نہیں بلکہ تعلیم یافتہ معقول پسند حق پسند بی،اے،ایم اے،کی ڈگری والے ان کی خدمت میں جاتے تھے اور اپنی مشکلات کے حل کیلئے دعا کراتے تھے۔

ان کی وفات کے بعد ان کی پیشانی کو بوسے دیے اور ان کی قبر کو پیروں کی طرف سے زمین کو چومتے ہیں آخر کیوں؟

اس لیے کہ ان کو تجربہ نے بتادیا ہے کہ اس سنی کو قرب الٰہی حاصل ہے وہ مذھب کے سنی گر تھے،شیعہ گر نہ تھے اور ان کے مرید کون تھے؟ مذھب کے شیعہ اور ذات کے سیدان کے مرید تھے اگرچہ شیعہ مذھب میں حضرات اماموں کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو کوئی روحانی مرتبہ ملنے سے انکار ہے،نہ ولایت نہ کوئی درجہ روحانی کسی شخص کیلئے باقی ہے۔

حاجی عابد حسین صاحب اور سینکڑوں کی تعداد میں اہل سنت ہی سے روحانی بزرگ ہوئے ہیں اور موجود ہیں مگر ان کے مقابلہ میں سے شیعوں میں سے کوئی ایک ہی شخص بتا دیا جائے کہ فلاں سید اور فلاں شیعہ کو قرب الٰہی حاصل ہے اور دیکھو کس قدر سنی ان کی چوکھٹ چومتے ہیں مگر ایک بھی ایسا نہیں ہے۔

رؤیائے صالحہ

شیعہ مذھب میں رؤیائے صالحہ سوائے حضرات اماموں کے کسی اور شخص کو نہیں ہوتے۔بھائیو!......میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے

رؤیائے صالحہ یعنی سچے خواب جن کو بشارت کہتے ہیں چند مرتبہ ہوئے ہیں اللہ کا احسان ہے کہ میں شیعیت میں بھی نماز کا قریب قریب پابند تھا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔

پہلا خواب

میں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میں نماز بے رخ اور قبلہ کے جانب کے علاوہ دوسری جانب پڑھ رہا ہوں۔

دوسرا خواب

دوسری مرتبہ پھر خواب دیکھا کہ میں مسجد کے باہر مسجد کے سامنے ننگی زمین پر نماز پڑھ رہا ہوں۔

تیسرا خواب

پھر تیسری مرتبہ خواب دیکھا کہ چند آدمیوں نے مجھے بتایا کہ اس مسجد کے اندر جا کر نماز پڑھو وہاں بوریا بھی ہے اور رخ بھی قبلہ کی طرف ہے وہاں نماز پڑھنے سے نماز صحیح ہوگی اور یہ احساس مجھے ہر مرتبہ خواب میں ہوا کہ یہ مسجد اہل السنّت و الجماعت کی ہے۔

تعبیر: اس کے بعد یہ خواب میں نے ایک صاحب کے سامنے ذکر کیے تو انھوں نے مجھے صاف کہہ دیا کہ تم شیعہ نہیں رہوگے بلکہ سنی ہو جاؤ گے چنانچہ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے تحقیقات شروع کیں، کتب بینی کی، علماء سے سولات کیے اور بالآخر میں سنی ہو گیا

بھائیو!............تجربہ ہی کو پیش نظر رکھو اور حق کی تلاش کرو ورنہ

''گندم از گندم بروید جواز جو،، از مکافات عمل غافل مشو''

جھوٹی روایت

عشرہ ثانیہ کی ایک مجلس میں ایک شیعہ عالم صاحب نے برسر منبر فرمایا تھا کہ صلیب کی شب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس رہے اور انھوں نے ان کے ہاتھوں میں مہندی لگائی، سر میں تیل ڈالا، آنکھوں میں سرمہ لگا کر گھوڑے پر سوار کر کے صبح کو میدان صلیب میں بھیجا۔

اور پھر اس عالم نے کہا ''یہ روایت انجیل مقدس میں لکھی ہے'' جس پر مجلس کے فوراً بعد اس مولوی صاحب سے میں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ میں انجیل لاؤں مجھے دکھلا دیں اور بعد میں مولوی سید محمد نقوی صاحب کو بھی میں نے خط بھیجا کہ مذکورہ انجیل کا پتہ دیں مگر جواب ندارد۔

کیا کچھ ہو گیا

ایک سید صاحب قصبہ نانوتہ میں شیعہ سے سنی ہو گئے ہیں کل تک وہ مولوی صاحب، حدیث خوان، مجلس خوان تھے ان کی مجلس خوانی میں بڑی وقعت وعزت تھی ان کو ہر محرم میں حدیث خوانی میں اجرت دے کر پڑھواتے تھے، اب وہ سنی ہو گئے ہیں تو وہ توبہ! توبہ! شیعہ کے نزدیک بدمعاش بن گئے، جاہل بن گئے اور پتہ نہیں ان کے نزدیک کیا کیا کچھ ہو گئے۔

تحریف قرآن پر میرا سوال اوران کا جواب

میں نے تحریف قرآن کی چند معتبر روایتیں شیعہ علماء کے سامنے پیش کیں مثلاً حضرت امام باقر نے فرمایا کہ بس قرآن کو تحریف کر دیا گیا اور لوگوں نے اس میں ادل بدل کر دیا ہے (حیات القلوب ج ۳ ص ۱۴۱ سطر ۱۶) اس طرح کی اور روایتیں۔

تو انھوں نے جواب دیا کہ جن آیتوں میں روزہ، نماز وغیرہ کا حکم ہے اور جو آیتیں نہایت ہی ضروری ہیں ان میں کچھ نہیں بدلا گیا، بلکہ حضرات اماموں کی بابت جو آیات تھیں ان میں گھٹا دیا گیا ہے، ادل بدل کر دیا گیا ہے۔

جواب پر نظر

مگر جواب دیتے وقت کچھ خیال نہ کیا دیکھو! وضوء کے حکم میں شیعہ کہتے ہیں ''ارجلکم'' میں لام پر زیر تھی اس کو زبر کر دیا جس کی جگہ پیروں کے مسح کی جگہ پیر دھونا ہو گیا تو سارا وضوء غلط کر دیا جب وضوء غلط تو نماز غلط ہوئی، پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ نماز وغیرہ کی آیتوں میں ردوبدل نہیں ہوا۔

اور لیجئے! سب سے بڑا جھگڑا حضرت علیؓ کی خلافت پر ہے کہ حضرت رسول ﷺ کے بعد حضرت علیؓ اللہ کے حکم سے خلیفہ مقرر ہوئے تھے ''یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فی ولایۃ علی'' اے رسول! بتلا دے تو وہ جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے حضرت علیؓ کی خلافت کی بابت، شیعہ روایات میں ہے اس آیت میں سے ''فی ولایۃ علیؓ'' کے لفظوں کو نکال دیا بھلا اس سے بڑھ کر اور کون سی ردوبدل ہو گی کہ جس پر سنی شیعہ کے سارے جھگڑے کا دارومدار ہے پھر

یہ کہنا ''ضروری آیتوں میں تبدیلی نہیں ہوئی'' کہاں تک ٹھیک ہے، جب اسلام کیلئے خلافت اتنی ضروری ہے جتنی کہ رسالت تو خلافت کے الفاظ نکالنے سے سارا اسلام گیا گزرا ہوا۔ پھر جب شیعہ کے نزدیک قرآن سے ایک اصول ایمان ''خلافت علیؓ'' غائب ہو گیا اور صحیح وضوء غائب ہو گیا تو تحریف اس سے زیادہ کیا ہو گی۔

میرا سوال اوران کا جواب

میں نے شیعہ علماء سے سوال کیا کہ حضرت علیؓ نے اپنے صحیح کیے ہوئے قرآن کو شیعوں میں رواج کیوں نہیں دیا! اور باقی اماموں نے اسکو اپنے شیعوں سے کیوں چھپائے رکھا اور آج تک چھپائے ہوئے ہیں۔

اس سوال کا جواب یہ دیا گیا کہ حضرت امام اپنا قرآن شیعوں کو دیتے تو مسلمانوں میں دو قرآن ہو جاتے اور فرقہ بندی ہو جاتی۔

جواب پر نظر:

مگر انھوں نے جواب دیتے وقت کچھ سوچ کر جواب نہ دیا کہ مسلمانوں میں اب کس قدر فرقے ہیں اور فرقہ بندی تو اب بھی ہوئی لیکن یہ کس قدر نقصان ہوا کہ خود شیعوں کے پاس بھی صحیح قرآن نہیں ہے۔ جس سے وہ کسی بھی سوال کا جواب دے سکیں۔

آج اگر شیعوں کے پاس صحیح قرآن ہوتا تو وہ دکھلا دیتے کہ وضوء کا صحیح طریقہ یہ ہے اور حضرت علیؓ کی خلافت کی بابت اس طرح آیت نازل ہوئی تھی اور دیکھو یہ یہ لفظ ان آیتوں میں سے بدل دیے اور نکال دیے۔ شیعہ صاحبان اگر اپنا صحیح قرآن پڑھتے تو اور کوئی نہ مانتا مگر میں تو مان لیتا اور در در پھر کر سنی تو نہ ہوتا۔

امام زمانہ کے متعلق میرا سوال اوران کا جواب

حضرت امام زمانہ کے متعلق میں نے سوال کیا توان کی نسبت یہ جواب دیا کہ ان کی طرف سے مولوی صاحبان ھدایت کیلئے نائب ہیں۔

جواب پر نظر

مگران کا جواب میری سمجھ سے باہر ہے کہ ایک روحانی ھادی کے نائب بلاسند کیسے ہوگئے؟ معصوم کے نائب غیر معصوم کیسے بن گئے؟ اگر خود بن گئے یا لوگوں نے بنادیا تو معلوم ہوا کہ لوگ روحانی ھادی کا نائب یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ بھی بناسکتے ہیں تو پھر حضرات صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق کو خلیفہ بنالیا تو یہ قاعدہ کے خلاف کیسے ہے؟۔

افسوس

بھائیو! مجھے اصلی قرآن لادو جوتمہارے نزدیک امام کے پاس ہے ،یا حضرت امام زمان کی زیارت کرادو، مجھے تو یہ افسوس ہے کہ آج میرے پاس اگر حضرت علیؓ والاقرآن ہوتا یا حضرت امام زمان ظاہر میں ہادی ہوتے تو سارا جھگڑا ہی ختم تھا پھر تو میں اپنے شیعی قرآن سے اہل سنت و جماعت کی خوب ہی خبر لیتا اور پکڑ پکڑ کر اپنے امام زمان کے پاس لے جاتا اور ھدایت کراتا۔

شیعہ مذھب چھوڑ دیا:

مجھے خود مشکل پڑگئی کہ کوئی صاحب شیعوں والا اوراماموں کا جمع کردہ قرآن نہ دکھلاسکے، نہ حضرت امام زمان تک جزیرہ اخضروابیض میں پہنچ سکا، حضرت امام کے

نائبوں نے بلافیس للہ بلکہ اللہ اوراس کے رسول کا واسطہ دینے کے باوجود بھی جواب نہ دیے، میری مدد نہیں فرمائی آخر مجبوراً میں نے شیعہ مذھب چھوڑ دیا''

خاکسار، محمد حسین صاحب مختار عدالت کلکٹری سہارنپور

۲۸ فروری ۱۹۳۴

(ماخوذ از برق برخرمن شیعہ)

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا فرمان

قَالَ جَعْفَرُ الصَّادِقُ فِیْ مَرَضِ مَوْتِہٖ:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّ اَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَاِنْ کَانَ فِیْ نَفْسِیْ غَیْرُ ذٰلِكَ فَلَاتَنَلْنِیْ شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ (الحسام المسلول علی منتقصی اصحاب الرسول ﷺ ج ۱ ص ۳۷ مؤلفہ محمد بن عمر بن مبارک الحضرمی المتوفی ۹۳۰ھ)

امام جعفر صادق نے مرض الوفات میں کہا:

اے اللہ بے شک میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے محبت رکھتا ہوں اگر میرے دل میں اس کے علاوہ کوئی چیز (بغض ونفرت) ہوتو (قیامت کے دن) مجھے محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

مرتے دم تک صحابہ کی وکالت کروں گا

داستان ہدایت،......حضرت مولانا محسن رضا فاروقی

مولانا محسن رضا فاروقی شیعہ مذہب کے خطیب وذاکر اور پیش نماز تھے ان کے والد محمد حسین سلطان المدرسہ لکھنو کے فاضل تھے اور انھوں نے حیدرآباد سندھ میں کئی ہندوں کو شیعہ کیا محسن رضا فاروقی بتاتے ہیں کہ جب ان کے مرنے کا وقت آیا تو میں نے کہا پنج تن پاک کو یاد کرو تو ان کی چیخ نکل گئی اور کہا صحابہ کرام نظر آرہے ہیں اور کہہ رہے ہیں محمد حسین تو نے پوری زندگی ہم پر سب وشتم کیا اب تیرا ٹھکانہ جہنم ہے جب میں نے یہ سنا تو میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور ان کی وفات کے بعد میں سنی بن گیا۔ان کی پوری روئیداد ان کی اپنی زبانی سنئے......

خطبہ

اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم الحمدلله الذى عجزت عن بيان ذاته اوهام الواصفين وعن ادراك كماله عقول العاقلين لم يلد ولم يولد لاند له ولا نظير ولامثل له ولامثيل وخلق كل شئى من العدم وقدره تقديرا

درود پڑھو حسینوں کی ذات پر

والصلوة والسلام على محمدٍ النبى الامى رحمة للعالمين خاتم النبين شفيع المذنبين ابى قاسم محمد وعلى اٰله واصحابه وازواجه وبناته رضى الله تعالى عنهن

امابعد فقد قال الله تبارك و تعالى فى كلامه المجيد وفرقانه الحميد بسم الله الرحمن الرحيم محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم صدق الله العظيم۔

تمہید

حضرات سامعین! اللہ تعالیٰ تمہارا چل کر آنا قبول فرمائے اور میرا بھی اس مقام یعنی لاہور میں آنا قبول فرمائے

میری تقریر کا عنوان تو وہ آیت ہے جو میں نے تمہارے سامنے تلاوت کی ہے اس سے پہلے کہ میں اپنی تقریر شروع کروں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں اپنا تعارف کرالوں اگر تمہارا ارادہ ہو کہ میں اپنا تعارف ضرور کراؤں تو پھر میں کراؤں

گا۔(ضرور کراؤ ضرور کراؤ) مگر میں صرف اپنا تعارف نہیں کراؤں گا بلکہ ہر جگہ ہر تحصیل ہر ضلع ہر ڈویژن ہر صوبے میں سنی ہونے کا سبب پیش کرتا ہوں کہ میں سنی کیوں ہوا؟ میں مسلمان کیوں ہوا؟۔

تعارف

میرا نام محسن رضا فاروقی ہے مگر آج سے سال ڈیڑھ سال پہلے میرا نام اس سے کچھ لمبا تھا اس لیے کہ وہاں ہر چیز لمبی ہے صرف نام نہیں قرآن لمبا، اذان لمبی، کلمہ لمبا، روزے کا ٹائم رکھنے کا لمبا، چھوڑنے کا لمبا، ضلع لائل پور (فیصل آباد) تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ تھانہ پیرمحل بستی ناصر نگر، یہ بستی ناصر نگر اور اس کے علاوہ چھ بستیاں اور بھی ہیں وہاں تمام سادات عظام رہتے ہیں سارے نقوی اور بخاری ہیں۔

میں سات سال سے ناصر نگر کی بہت بڑی امام بارگاہ اور جامع مسجد میں شیعہ خطیب تھا چھ سو روپے تنخواہ تھی (۱۹۶۵ء کی بات ہے) چھ کلو دودھ بھینسوں کا روزانہ آتا تھا کیونکہ میں جس کا پیش نماز تھا یعنی ناصر الدین شاہ وہ سات سو مربع کا مالک تھا محرم کے عشرہ کے بھی پیسے لیتا تھا، یکم محرم سے دس محرم تک دس ہزار روپے لیتا تھا، میرے والد صاحب کا نام محمد حسین تھا یہ سلطان المدرسہ لکھنو کے فارغ التحصیل تھے اور وہ لائل پور جڑاں والا کے درمیان چک نمبر ۶۴ میں پیش نماز تھے اور میں ناصر نگر میں پیش نماز تھا۔

شاید کوئی بندا بن جائے

میری تقریر غور سے سن لو یہ دشمن پر وار کرنے کیلئے اچھا موقع ہے، اور تمہاری

صداقت تمہارے مذہب کی صداقت کی واضح اور زندہ نشانی میں ہوں اس لیے ذہنوں کو حاضر رکھو میری باتیں قیمتی موتی ہیں جو تمہیں بازار میں نہیں ملیں گے۔

چند چیزیں میں پیش کرنا چاہتا ہوں شاید کہ کوئی بندہ بن جائے اس لیے خاموشی سے توجہ سے سنو اگر شور کرو گے تو شاید کوئی بندہ سن نہ سکے پھر قیامت دن کہے گا کہ میں نے محسن رضا کی تقریر نہیں سنی تھی۔

شیعہ کی نفرت بدترین ہوگئی

جب میں شیعہ تھا تو ایک مرتبہ میں نے ۱۹۷۳ء میں علامہ عبدالستار تونسوی کی ایک کیسٹ سنی تھی انھوں نے سنی مذہب کے حق ہونے پر شیعی کتب سے زبردست حوالہ جات پیش کیے تھے جنھیں سن کر میں کچھ پریشان سا ہوا پھر میں نے اپنے علماء و مجتہدین سے پوچھا جوابات طلب کیے تو کہنے لگے ''یہ سب کچھ تقیہ پر مبنی ہے'' کبھی کہتے کہ یہ روایات ضعیف ہیں (مگر ایک ہی سال بعد میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا مشاہدہ کرلیا کہ صحابہؓ سچے ہیں سنی مذہب حق ہے پھر تو مجھے حق الیقین ہوگیا پھر جب سنی ہونے کے بعد میں دفتر پہنچا تو علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ نے تحریف قرآن کے متعلق اتنا مواد پیش کیا کہ میرے دل میں شیعہ کی نفرت شدید ترین ہوگئی)

عبرتناک شکست کھائی

اسی دوران جھنگ سے مولانا علامہ حقنواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ مجھ سے ملنے کے لئے آئے کہ ذاکر محسن رضا شاہ نقوی کون ہے اس کے بعد میرے علامہ حقنواز کے ساتھ آٹھ مناظرے ہوئے پہلا مناظرہ کلمہ طیبہ پر اور مسئلہ امامت پر ہوا علامہ جھنگوی

نے فرمایا کہ جتنے کلمے ہیں وہ سب کے سب تو انبیاء کے ناموں پر ہیں اور دو ہی جزو ہیں اگر تمہارا کلمہ صحیح ہے تو پھر حضرت علی کو نبی یا رسول ہونا چاہیے میں اس کا جواب نہ دے سکا۔ انھوں نے کہا کہ اگر واقعی یہ کلمہ منصوص من اللہ ہوتا تو پہلے قرآن میں اس کا صراحتاً لازمی ذکر ہوتا جیسے لا الہ الا اللہ کی اور محمد رسول اللہ کی صراحت ہے اگر قرآن میں نہیں ہے تو اپنے بارہ اماموں سے ثابت کردو کہ انھوں نے لوگوں کو یہ پڑھایا ہو مگر میں ثابت نہ کرسکا دوسرا مناظرہ مسئلہ امامت پر ہوا اس میں انھوں نے سوال کیا کہ اہل سنت کے اصول دین تین ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) معاد، ان تینوں کا تذکرہ قرآن میں بالتفصیل موجود ہے جبکہ شیعیت کے اصول دین پانچ ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) معاد (۴) عدل (۵) امامت...... چار کا تذکرہ تو قرآن میں ہے لیکن امامت کا تذکرہ قرآن میں نہیں ہے حالانکہ اس کا منکر شیعہ کے نزدیک کافر ہے،

میں نے کہا ''قرآن میں اس کا ذکر موجود ہے'' **انی جاعلك للناس اماما**'' تو انھوں نے کہا، اس طرح تو یوں بھی قرآن میں ہے **ائمة الکفر** امام تو کفار میں بھی ہیں یہ تو ایک عام لفظ ہے اور جو تم خاص امامت مانتے ہو اس کا میں پوچھ رہا ہوں۔ مگر میں جواب نہ دے سکا بہرحال آٹھ مناظرے ہوئے ان آٹھ میں ہی میں نے عبرتناک شکست کھائی۔ اس شکست کے بعد صحابہ کرامؓ کی صداقت کا مشاہدہ بھی کرلیا بالآخر دل وجان سے اسلام قبول کرلیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ

میرے والد صاحب کا بیمار ہونا

۱۹۷۴ء میں میرے والد صاحب بیمار ہوگئے ان کے جسم پر فالج ہوگیا تھا تو

میں ان کو اپنے پاس لے گیا اور علاج کرنا شروع کردیا پورے تین مہینے میں نے علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا پھر یہ برکت والا مہینہ رمضان المبارک آیا یہ وہ مہینہ ہے جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کا پہلا عشرہ بھی گذر گیا دوسرا عشرہ بھی گذر گیا تیسرا عشرہ شروع ہوگیا۔

صحابہؓ نظر آرہے ہیں

مسلمانو! ہسپتال کا کمرہ تھا ستائیس رمضان المبارک کی رات تھی ایک میں تھا اور دوسرا میرا والد تھا تیسری اللہ کی ذات تھی رات کا وقت تھا آٹھ یا ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا۔

لاہور کے رہنے والے مسلمان! جب میں نے جائزہ لیا والد صاحب کی حالت کا تو میرے والد صاحب کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوچکے تھے چہرہ زرد تھا، آنکھوں سے پانی جاری تھا بولتے تھے تو زبان اٹکتی تھی۔

اس وقت میں نے کہا! ابا جان!

یہ مصیبت کا وقت ہے اس وقت حضرت علی بن ابی طالبؓ کو یاد کرلو، حسن مجتبیٰ کو یاد کرلو، شہید کربلا کو یاد کرلو، جناب فاطمہ الزہراء سیدۃ نساء العالمین کو یاد کرلو جناب محمد ﷺ کو یاد کرلو میں نے اپنے عقیدے کے مطابق جب پنجتن پاک پورے کیے اور میں نے کہا ابا جان! ان سے مدد مانگ لیتے تو ہماری مصیبت دور ہوجاتی۔

مسلمانو! ابھی میرے الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے کہ میرے والد صاحب کا پورے کا پورا بدن کانپ گیا اور ان کی چیخ نکل گئی اور کہنے لگے ''یہ ٹھیک ہے مگر مجھے

صحابہ کرامؓ نظر آرہے ہیں جن کی پوری زندگی میں نے مخالفت کی سب وشتم کیا اب وہ نظر آرہے ہیں اور صحابہ کرامؓ کہہ رہے ہیں محمد حسین تو نے پوری زندگی ہم پر سب و شتم کیا اب تیرا ٹھکانہ جھنم ہے،،۔

مسلمانو! میں نے اپنے کانوں سے سنا چودھویں صدی میں یہ بات اپنے کانوں سے سنی ہے''کہ صحابہ پر سب وشتم کرنے والوں کا ٹھکانہ جھنم ہے''

پاؤں تلے سے زمین نکل گئی

بس جب میں نے یہ بات سنی یہ کوئی معمولی منظر نہ تھا معمولی مقام نہ تھا بہت بڑا انقلاب تھا کہنے والا بھی شیعہ خطیب، سننے والا بھی شیعہ خطیب، جب انھوں نے یہ بات کی کہ مجھے صحابہؓ نظر آرہے ہیں تو میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اس لیے کہ یہ سب میرے مسلک کے خلاف تھا میں تو صحابہؓ کو نہیں مانتا تھا، میں تو صدیق اکبرؓ کی خلافت کا منکر تھا جب انھوں نے یہ بات کی، یہ کوئی معمولی بات تو نہ تھی اور پھر مرتے وقت......اللہ اکبر۔

صرف چند منٹ، چند منٹ کیا چند سیکنڈوں کا فرق تھا جب وہ دنیا سے چلے مگر یہ کہہ کر جارہے ہیں کہ مجھے صحابہ کرامؓ نظر آرہے ہیں معلوم ہوا کہ صحابہؓ کی صداقت عیاں ہے

معاف کردو

مسلمانو! اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے یہ بھی کہا مجھے معاف کردو، مجھے معاف کردو، تین چار مرتبہ ان کی زبان سے ٹوٹے ہوئے الفاظ نکلے کہ مجھے معاف کردو۔

بھائیو! معاف تو وہی کرسکتا ہے جس کا آدمی جرم کرے کیونکہ یہ جرم تھا خاص صحابہؓ کا،

لہذا اصحابہؓ ہی معاف کرسکتے ہیں، نہ دنیا والے معاف کرسکتے ہیں نہ میں معاف کرسکتا ہوں خدا کی قسم اگر صحابہؓ معاف نہ کریں تو خدا بھی معاف نہیں کریں گا۔

میں سید نہیں ہوں

مسلمانو! ایک اور بات سنو! انھوں نے یہ بھی کہا! بیٹا میں سید نہیں ہوں ساری زندگی انھوں نے مذھب شیعہ میں اپنے آپ کو سید کہلوایا اور ساری زندگی مذھب شیعہ میں پیش نمازی بھی کراتے رہے اور سید بھی کہلواتے رہے۔

حیدرآباد سندھ میں انھوں نے پانچ سو ھندو گھر شیعہ کیے اگر کسی کو یقین نہ ہو تو وہاں جاکر پوچھ سکتا ہے۔ جب انھوں نے کہا بیٹا میں سید نہیں ہوں تو پھر میں نے پوچھا؟ کہ ابا جان! اگر ہم سید نہیں تو پھر کون ہیں؟۔

میں نے یہ پوچھا اور ان کا دم نکل گیا اور مجھے نہیں بتا سکے کہ میں کون ہوں اور مجھے ضرورت بھی نہیں کہ میں اب پوچھتا پھروں کہ میں کون ہوں کیونکہ جنت میں جانے کا تعلق کسی ذات سے نہیں کہ سید جنت میں جائے گا غیر سید نہیں جائے گا بلکہ اس کا تعلق تو ایمان اور نیک عمل سے ہے۔

سچ منہ سے کیوں نکلا؟

ساری زندگی یہ راز کسی کو نہیں دیا کہ میں سید نہیں ہوں ویسا بنا ہوا سید ہوں میں ان کا لاڈلا بیٹا تھا مجھے بھی نہیں بتایا تھا لیکن مرتے وقت انھوں نے کہا کہ میں سید نہیں ہوں۔

جس وقت صحابہ کرامؓ نظر آئے یہ سچ منہ سے کیوں نکلا، ساری زندگی ملک جہالت ملک جھوٹ میں گذارا کرتے رہے سچ اس لیے کہنا پڑ گیا تھا کہ ملک جھوٹ کی سرحد ختم

ہورہی تھی اور ملک صداقت کی سرحد شروع ہورہی تھی۔

اعلان کیسے کروں

مسلمانو! میرے والد صاحب تو دنیا سے چلے گئے مگر مجھے یہ تو پتہ چل گیا کہ صحابہؓ سچے ہیں ھدایت کے ستارے ہیں، بہت عظیم ہیں، پھر میں سوچتا رہا کہ میں سنی ہونے کا اعلان کیسے کروں یہ معمولی بات تو تھی نہیں بہت بڑا انقلاب تھا۔

جہاں میں کھڑا تھا وہاں تو اعلان کر نہیں سکتا تھا کیونکہ بیوی جو ایف اے پڑھی ہوئی ہے وہ بھی شیعہ ہے، ساس شیعہ ہے، سالے سالیاں شیعہ ہیں مقتدی شیعہ ہیں، اب میں کیسے اعلان کروں سنی ہونے کا؟ اگر ان کے سامنے سنی ہونے کا اعلان کرتا ہوں تو اس جامع مسجد میں انھوں نے مجھے گولی ماردینی ہے۔

اگر میں چھپ کر جاؤں تو صحابہ کرامؓ کا سارا منظر سامنے تھا خدا کی قسم میرا ٹھکانہ جھنم تھا کیونکہ حقیقت عیاں ہوچکی تھی حقیقت مل چکی تھی اور جس کو حقیقت مل جائے کیا وہ باطل کے پیچھے جاتا ہے...... ہرگز نہیں...... ہرگز نہیں۔

چلا جاؤں

مسلمانو! جب میں نے یہ سوچا کہ اگر میں ان کے سامنے سنی ہونے کا اعلان کروں تو انھوں نے مجھے مار دینا ہے اور میں شہید ہوجاؤں گا لیکن اگر میں شہید ہوجاؤں شہادت مل بھی جائے گی جنت بھی مل جائے گی مگر صحابہؓ کی کرامت کون بیان کرے گا؟ وہ منظر کون پیش کرے گا؟

مسلمانو! خدا کی قسم اس منظر کو بیان کرنے کیلئے خدا سے زندگی مانگی خدا مجھے زندگی

دے میں پورے پاکستان کے چپہ چپہ میں صحابہؓ کی وکالت کروں گا ان کی صداقت بیان کروں گا کہ وہ تمام کے تمام صادق اور سچے تھے اس لیے میں نے پھر سوچا کہ بہتر یہی ہے کہ یہاں سے چلا جاؤں اور اس جگہ کو چھوڑ دوں۔

بیگم کو دعوت اسلام

میرے بھائی! پھر میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں اپنی بیوی کے سامنے اس کا ذکر کروں کیونکہ وہ شریک حیات ہے اور قریب بھی زیادہ ہے حق بھی زیادہ رکھتی ہے ہوسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہوجائے اور ہم ایک سے دو ہوجائیں چنانچہ میں نے بیگم کے سامنے پورا وہ منظر بیان کیا اور میں نے کہا اپنی بیگم کو ''بیگم! میں تو سنی ہوتا ہوں کیونکہ صحابہؓ سچے ہیں اب تو میں صحابہؓ کو مانتا ہوں تو بھی سنی ہوجا'' آگے سے بیگم نے جواب دیا ''محسن رضا تو ان کو مانتا ہے جنھوں نے بتول کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہوکر جلانے کی دھمکیاں دی تھیں تو ان کو مانتا ہے جنھوں نے حضرت علیؓ کے گلے میں رسی ڈال کر زبردستی بیعت لی، تو ان کو مانتا ہے جنھوں نے بتول کا حق کھالیا، تو ان کو اپنا ھادی مانتا ہے اور ان کو اپنا مقتدا مانتا ہے''۔

میں نے کہا ''بیگم! ایمان کے ساتھ بتا جتنے تو نے بہتان لگائے ہیں قرآن میں ہیں'' کہنے لگی ''نہیں'' قرآن میں نہیں ہے''

میں نے کہا ''حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ جن کو میں دین سکھاؤں گا جو میری مدد کریں گے میں ان کی مدد کروں گا وہ مجھے رشتہ دیں گے میں ان کو رشتہ دوں گا وہ سارے کے سارے میرے مرنے کے بعد میری بیٹی کے دشمن ہوجائے گے۔

کہنے لگی ”نہیں حدیث میں بھی نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے پیش گوئی نہیں کی تھی“

میں نے کہا ”پھر آخر مسئلہ کہاں ہے“

کہنے لگی ”تاریخ میں ہے تاریخ بتاتی ہے کہ انھوں نے اہل بیت پر مظالم کیئے“

میں نے کہا ”بات سن قرآن ہے ایک زبان، صرف اللہ کا کلام اس میں کوئی شریک نہیں حدیث ہے حضور ﷺ کا فرمان اس لیے اس میں بھی کوئی شریک نہیں تاریخ ہے اجتماع یہ سارے لوگوں کا کلام ہے کسی کو اپنی زمینوں کا دکھ تھا، کسی کو اپنی بستیوں کا دکھ تھا، کسی بدمذہب کو اپنے مذہب کے مٹنے کا دکھ تھا، کسی نے کس طرح لکھ دیا کسی نے کس طرح لکھ دیا لہذا میں تو تاریخ نہیں مانتا۔

کہنے لگی ”تاریخ تو ماننا پڑے گی کیونکہ وہ دنیا کی زندگی ہے۔

میں نے کہا ”صدیق اکبرؓ پر دھبہ بھی تاریخ نے لگایا، فاروق اعظمؓ پر دھبہ بھی تاریخ نے لگایا، عثمان غنیؓ پر دھبہ بھی تاریخ نے لگایا، حضرت معاویہؓ پر دھبہ بھی تاریخ نے لگایا، حضرت علیؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ پر دھبہ بھی تاریخ نے لگایا فاطمہؓ پر بھی دھبہ تاریخ نے لگایا اگر تاریخ مانوں تو سب پر دھبہ بھی ماننا پڑے گا۔

قرآن تو کہتا ہے صحابہؓ جنتی ہیں انصار بھی جنتی ہیں مہاجرین بھی جنتی ہیں۔ قرآن تو ان کی زندگی کے کارنامے بیان کرتا ہے قرآن ان کی مدح کا قصیدہ بنا ہوا ہے میں کیسے اس تاریخ کو مانوں جو قرآن کے خلاف ہے جو قرآن کے موافق ہوگی صحابہؓ کی شان بیان کرے گی مان لوں گا جو صحابہؓ کے خلاف ہوگی قرآن کے خلاف ہوگی سمجھ لوں گا دشمن کی زبان ہے دشمن کا کلام ہے جس نے نبی ﷺ کے صحابہؓ پر دھبے لگائے۔

بھوکا مرنا ہے تو لاکھ مرتبہ سنی ہو

مسلمانو! پھر میری بیگم نے کہا میں اپنی امی سے پوچھ لوں آگے میری ساس بھی کٹر شیعہ تھی۔ میری بیگم نے جا کر اپنی ماں سے کہا ”امی! محسن رضا تو سنی ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ مجھے بھی کہتا ہے تو بھی سنی ہو“

میری ساس نے کہا ”بیٹی سنی نہ ہونا“

میری بیگم نے کہا ”کیوں“

تو میری ساس نے کہا ”اگر تو نے بھوکا مرنا ہے تو لاکھ مرتبہ سنی ہو“ بالآخر گھر کا کوئی فرد سنی نہ ہوا۔

اپنے مسکن سے کوچ

چونکہ میں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اگر یہ منظر پوری دنیا دیکھ لیتی تو ساری دنیا سنی ہو جاتی چونکہ صرف میرے اوپر یہ منظر گذرا تھا اس لیے میں تو صدیق اکبرؓ کے قدموں میں گر گیا۔ میری بیوی نے نہ مانا اور مجھے بہت کچھ کہا کہ یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا مگر میں نے گھر چھوڑ دیا، دو جوڑے کپڑوں کے اٹھائے اور گھر سے باہر نکل آیا۔

جب گھر سے باہر آیا تو ایک مرتبہ گھر کی طرف دیکھا لیکن یہ دیکھنا کسی حسرت کی بناء پر نہ تھا بلکہ میں نے اس لیے دیکھا تھا کہ یہ گھر، بیوی اور میرا جو کچھ اس میں سرمایا ہے یا میرے باپ کا جو سرمایا ہے سارا کا سارا اصحابہ کرامؓ کے جوتوں کی نوک پر قربان کرتا ہوں۔

اکابرین دیوبند

وہاں سے چل کر سیدھا لاہور جامعہ امامیہ میں آیا اس کے بعد میں سیدھا دفتر اہل سنت و جماعت ملتان میں گیا جس طرح بھی پہنچا پہنچ گیا جب وہاں پہنچا تو اکابرین دیوبند اکابرین تنظیم نے مجھے سینے سے لگایا اور مجھ سے اس طرح سے سلوک کیا جس طرح انصار نے مہاجرین کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ چنانچہ ایک ماہ کے بعد مجھے مرکزی تنظیم اہل سنت کا مبلغ بنادیا گیا۔

آخری آرزو

میری پہلی اور آخری آرزو یہی ہے کہ خدا اس وقت تک موت نہ دینا جب تک پورے پاکستان میں صحابہؓ کی وکالت نہ کرلوں۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین۔

آخر حق کس کے پاس؟

داستان ہدایت......حضرت مولانا عرفان حیدر عابدی

قائد ملت جعفریہ سید حامد علی موسوی کے فرزند ارجمند اور سابق اسپیکر فخر امام کے بھانجے حضرت مولانا عرفان حیدر عابدی جو شیعہ مذہب کی قیادت کے گھرانے میں پیدا ہوئے ان کے آباء واجداد نہ صرف شیعہ تھے بلکہ شیعوں کے راہنماء ومقتداء تھے انھوں نے ابتدائی تعلیم چار سال تک جامعہ المنتظر لاہور میں حاصل کی پھر چار سال اسلام آباد میں شیخ محسن کے پاس پڑھتے رہے اس کے بعد دو سال کیلئے ایران قم یونیورسٹی میں چلے گئے ایران سے فراغت کے بعد سرگودھا، شیخوپورہ، کراچی، بھکر مختلف شہروں میں مرکزی خطیب رہے انھوں نے شیعہ مذہب میں دو کتابیں بھی لکھیں اور پورے پاکستان میں مجالس پڑھتے رہے اس کے باوجود انھوں نے شیعہ مذہب کیوں چھوڑا اور شیعہ مذہب چھوڑنے کے بعد ان پر کیا مشکلات آئیں اس کی تفصیل خود ان کی زبانی سنتے ہیں......

نحمده ونصلي على رسوله الكريم امابعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا صدق الله العظيم ۔

میں نے تمہارے سامنے آیت تلاوت کی ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کہ جب حق آتا ہے تو باطل دوڑ جاتا ہے

آج بتوں کا پجاری کہتا ہے......حق میرے پاس ہے

قبروں کا پجاری کہتا ہے......حق میرے پاس ہے

مرزائی کہتا ہے......حق میرے پاس ہے

یہودی کہتا ہے......حق میرے پاس ہے

کمیونسٹ کہتا ہے......حق میرے پاس ہے

رافضی کہتا ہے......حق میرے پاس ہے

رب کعبہ کی قسم! میں کہتا ہوں

جس کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے......حق اس کے پاس ہے

جس کا تعلق محمد عربی ﷺ کے ساتھ ہے......حق اس کے پاس ہے

جس کا تعلق کعبہ کے ساتھ ہے......حق اس کے پاس ہے

جس کا تعلق مدینہ کے ساتھ ہے......حق اس کے پاس ہے

جس کا تعلق صدیق اکبرؓ کے ساتھ ہے......حق اس کے پاس ہے

جس کا تعلق فاروق اعظمؓ کے ساتھ ہے......حق اس کے پاس ہے

جس کا تعلق عثمان غنیؓ کے ساتھ ہے......حق اس کے پاس ہے

جس کا تعلق علی المرتضیٰؓ کے ساتھ ہے......حق اس کے پاس ہے

اسلام تو اب لایا ہوں

لوگ کہتے ہیں عابدی! تم بے ایمان ہو چکے ہو، تم مرتد ہو چکے ہو، تم بے دین ہو چکے ہو، تم اپنے بابے کو چھوڑ کر صدیقؓ وعمرؓ کے دروازے پر جا چکے ہو۔

رب کعبہ کی قسم! عابدی اعلان کرتا ہے جواب دیتا ہے، وہ پہلے ابوبکر تھا جب آیا تو صدیق اکبرؓ بنا، وہ پہلے عمر تھا جب آیا تو فاروق اعظمؓ بنا، پہلے عثمان تھا جب آیا تو ذوالنورینؓ بنا، دوہرا داماد بنا، پہلے علی تھا جب آیا تو حیدر کرارؓ اسد اللہ الغالب بنا، فاطمہ کا شوہر بنا، پہلے کالا بلالؓ تھا جب آیا تو مسجد نبوی کا مؤذن بنا، اسلام کے بعد یہ سارے بھائی بھائی بن گئے، رحماء بینھم بن گئے، افضل اور اکمل بن گئے، خدا کی قسم عابدی بے ایمان نہیں ہوا، بلکہ ایمان تو لایا ہی اب ہے مرتد اب نہیں بنا، مرتد تو پہلے تھا، اب تو اسلام میں داخل ہوا ہے۔

شیعہ کو مسلمان کیسے کہوں

دو منٹ ہوئے ایک عزیز میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ سنی بھی ایک مسلمان فرقہ ہے شیعہ بھی مسلمان فرقہ ہے، ہم تو شیعہ کو مسلمان سمجھتے ہیں میں نے کہا! کیا تم شیعہ کو بھی مسلمان سمجھتے ہو اگر مجھ سے پوچھا جائے تو سنیو! میں کہوں گا ھندو اپنے آپ کو کافر تسلیم کرتا ہے۔ یہودی کافر ہیں وہ بھی اپنے آپ کو کافر تسلیم کرتے ہیں مگر شیعہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھ کر، محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی کہلوا کر، ازواج مطہرات پر لعنت

بھیجتا ہے صحابہ پر تبرا کرتا ہے، کلمہ علیحدہ پڑھتا ہے قرآن کو محرف مانتا ہے، اور یہ بھی بکواس کرتا ہے کہ نبوت تو حضرت علی بن ابی طالب پر آنی تھی، جبرائیل نے آ کر محمد عربی ﷺ کو نبی بنا دیا میں اس فرقہ کو مسلمان کیسے کہہ دوں یہ تو کافر سے بھی بدتر ہے۔

تعارف

میرے دوستو! میں نے آج تقریر نہیں کرنی بلکہ تمہیں محبت کی داستان سنانی ہے۔ دوستو! دلائل والے علماء تمہارے پاس کافی تعداد میں موجود ہیں میں اپنا تعارف کراتا ہوں۔ آپ کے علاقہ میں اور جہاں کچھ شیعہ کا وجود ہے مجھے عرفان حیدر عابدی کے نام سے پکارا جاتا ہے، سید حامد علی موسوی قائد ملت جعفریہ وہ میرے والد صاحب ہیں، فخر امام جو سابق سپیکر ہیں وہ میرے ماموں جان ہیں۔ میں ضلع سرگودھا کا رہنے والا ہوں تحصیل بھلوال میں پچیس تیس مربع کے مالک کا بیٹا ہوں۔

تعلیم:

خمینی کی جو لاہور میں یونیورسٹی ہے بلاک ماڈل ٹاؤن میں جامعہ المنتظر وہاں میں نے چار سال تعلیم حاصل کی آپ کے مدارس میں تو دو وقت کا کھانا بھی شاید نہ ملتا ہو مگر خدا کی قسم شیعہ کے مدارس میں اور جامعہ المنتظر میں ایک طالب علم کو ماہانہ وظیفہ ایک ہزار روپیہ ملتا تھا۔ اس کے بعد میں نے چار سال اسلام آباد میں جہاں خمینی کے وکیل شیخ محسن صاحب ہیں وہاں تعلیم حاصل کی۔

پھر دو سال ہماری آوارہ گردی سمجھو یا ایران کی آزادانہ تربیت سمجھو قم کے اندر دو سال بھیجتے ہیں وہاں پڑھنے کیلئے نہیں، وہاں دولت کمانے کیلئے اور ایران کی عیش پرستی کیلئے

بھیجتے ہیں تو میں اسلام آباد سے قم یونیورسٹی ایران چلا گیا۔

خطابت:

ایران سے فراغت کے بعد مسجد علیؓ کے اندر تین سال شیعہ کا مرکزی خطیب رہا اس کے بعد شیخوپورہ کے اندر ایک سال خطابت کی پھر محمدیہ مسجد گلبرگ میں پچیس سال شیعہ کا مرکزی خطیب رہا۔

آج میرے سرپرست علماء دین ہیں، بزرگان دین ہیں، نیک لوگ ہیں، مگر اس وقت میری مسجد کی صدر اور سرپرست اعلی میڈم نور جہاں تھی، خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولتا میری مسجد کی صدر وہی تھی اور مجھے ہر ماہ پانچ ہزار دیتی تھی اور خمینی کی طرف سے یہ ہر خطیب کیلئے آتے تھے۔ میرے دوستو! میں نے فیصل آباد، ٹیکسلا، پشاور، تربیلا، ہنگو، پاراچنار، کراچی تک مجالس پڑھیں ہیں پنجاب سے میں ایک مجلس کے بارہ سو لیتا تھا اور سرحد بلوچستان، سندھ، سے ایک مجلس کے اڑھائی ہزار لیتا تھا۔

تصانیف:

میں نے شیعہ مذہب میں دو کتابیں لکھی تھیں ایک کتاب جس کا نام ''ماتم اور صحابہ'' تھا اور دوسری کتاب مجالس پر لکھی تھی جس کا نام ''نعیم الابرار'' تھا،

جماعتوں کا قیام:

میں نے کراچی میں انجمن سپاہ عباس بنائی تھی اور پشاور میں انجمن سجادیہ بنائی تھی جس کا صدر آج سید جلال حسین بخاری ہے اور آج بھی وہاں موجود ہے۔ ابھی ربیع الاول میں میں وہاں تقریر کرنے گیا تھا انجمن سجادیہ کا صدر ملا اور مجھے کہنے لگا

کہ عابدی صاحب وہ وقت تھا کہ آپ ہمیں اکٹھا کر رہے تھے کہ انجمن سجادیہ بنائی جائے اور آج تم کہتے ہو کہ سپاہ صحابہؓ بنائی جائے۔

میں نے کہا کہ ”وہ دور صدیق کی گستاخی کا تھا، وہ دور صحابہؓ کی گستاخی میں تھا، وہ دور اماں عائشہؓ کی توہین میں تھا، وہ دور نبی ﷺ کی توہین میں تھا اور یہ دور صدیق کی غلامی کا ہے، صحابہؓ کی محبت کا ہے۔

عشرہ محرم

کراچی شہر میں سیٹھ حبیب کے امام باڑہ میں جس پر سونے کا پانی لگا ہوا ہے میں اس کے پاس محرم کے دس دن مجالس پڑھتا تھا مجھے دس دن کے وہ ساٹھ ستر ہزار دیتا تھا اور میرے پاس اس کا تحریر نامہ اب بھی سرگودھا میں موجود ہے اس میں تحریر ہے کہ ہر سال عشرہ محرم میں آپ کی فیس میں دو ہزار ترقی ہوگی۔

پچیس ہزار شاہ نجف والے دیتے تھے اور امام جعفر صادق سوسائٹی والے تین ہزار دیتے تھے یہ کتنا بنا؟ حساب خود کر لیجئے۔

ایمان لینے آیا ہوں

مگر آپ سنیوں میں پانچ سو کی بھی امید نہیں۔نہیں......نہیں......

میرے بھائی! خدا کی قسم! پیسہ کی ضرورت ہوتی اُدھر رہتا......دولت کی ضرورت ہوتی اُدھر رہتا ......متعہ کی ضرورت ہوتی اُدھر رہتا...... اِدھر ایمان کی ضرورت ہے ......اِدھر آخرت کی ضرورت ہے......اِدھر نجات کی ضرورت ہے۔

رب کعبہ کی قسم! اُدھر پیسہ تھا صدیقؓ کی گستاخی تھی......سنو! تم میں پیسہ نہیں مگر صدیقؓ

کا ادب ہے......اُدھر عمر فاروقؓ کی توہین تھی، اِدھر عمر فاروقؓ کی عزت ہے......اُدھر عثمان غنیؓ کی بے حیائی تھی، اِدھر عثمان غنیؓ کی حیاء ہے......اُدھر علی المرتضیٰؓ کو بزدل تقیہ باز کہا جاتا تھا، اِدھر علی المرتضیٰؓ کو حیدر کرار کہا جاتا ہے، اسد اللہ شیر خدا کہا جاتا ہے......اُدھر حضرت معاویہؓ کو گالیاں دی جاتی تھیں اِدھر حضرت معاویہ کو کاتب الوحی کہا جاتا ہے......اُدھر حضرت عائشہ کے دوپٹے کی توہین ہوتی تھی، اِدھر حضرت عائشہ کو حرم رسول کہا جاتا ہے اس کے دوپٹے کی حفاظت کی جاتی ہے۔

نکاح متعہ تھا

میرے دوستو!......شیعہ کی ایک کتاب ہے اگر کوئی شیعہ ذھن کا مالک یا خمینی کا ایجنٹ ہو میں اس کو چیلنج کرتا ہوں میرا حوالہ غلط ثابت کردے میرا پورے پاکستان کے شیعوں سے چیلنج ہے بحار الانوار میں علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ محمد عربی ﷺ کا نکاح نہیں تھا نکاح متعہ تھا (استغفر اللہ)۔

کراچی میں پابندی اور بھکر میں منتقلی

۱۹۸۳ء میں سیٹھ حبیب کے پاس کراچی میں میں نے یہ حوالہ مجلس پڑھتے ہوئے پیش کیا تو مولانا سلیم اللہ خان صاحب مولانا اسفندیار صاحب مولانا عبدالمجید ندیم صاحب مولانا عبدالشکور دین پوری نے میرے خلاف تحریک چلائی تو مجھ پر کراچی میں پابندی لگ گئی اور پھر میں کراچی سے بھکر منتقل ہو گیا اور وہاں مجلس پڑھنے لگا۔

آج جشن ہوگا

میرے دوستو! یکم محرم گذر گیا دو محرم کو جب میں سٹیج پر پہنچا تو میرے سٹیج

سیکرٹری ثمر نقوی نے کہا۔عرفان عابدی صاحب! آج مجلس نہیں ہوگی آج جشن ہوگا

میں نے کہا......اتنا تو بتاؤ آج جشن کس کا مناتے ہو آج تو عزاداری ہے......غم ہے ......افسوس ہے......آج تو امام حسین کا ماتم ہے۔

اس نے کہا......عابدی صاحب تمہیں علم نہیں؟

میں نے کہا......علم تو مجھے ہے ذرا تم ہی بتادو

اس نے کہا......ہمارے بھکر میں یہ جشن منایا جاتا ہے کہ جس نے محمد عربی ﷺ کا جنازہ چھوڑا تھا......حضرت فاطمہ کو خالی واپس کیا تھا......جس نے حضرت محسن کو شہید کیا تھا......اس تاریخ کو چونکہ اس کا قتل ہے اس لیے ہم اس کا جشن مناتے ہیں۔

میں نے کہا......وہ کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟

کہنے لگا......وہ عمر ہے۔

میں نے کہا......اتنا بتاؤ کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ سیدنا حضرت حسینؓ کا نکاح شہر بانو سے سیدنا فاروق اعظمؓ نے کروایا تھا اگر نکاح کرانے والا بے ایمان ہے تو نکاح نہیں ہوا جب نکاح نہیں ہوا تو آج کا شیعہ سید حلال زادہ نہیں۔

شیعہ کا قرآن

سنیو! میں اس قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں یہ قرآن تو ہے سنیوں والا شیعوں والا قرآن تو پکڑا گیا ہے وہ تو حکومت کے پاس ہے اب بھی ضیاء الحق نہ جانے تو اس کی مرضی،

(نوٹ: ایرانی حکومت نے اس موجودہ قرآن میں رودبدل کر کے کمی بیشی کر کے ایک قرآن شائع کیا پھر اس کو پاکستان بھی بھیجا مگر حکومت کو پتا چل گیا تو حکومت نے

اس کے نسخے اپنے قبضہ میں لے لیے یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔)

مجسمہ جلادیا

میرے دوستو! میں ان کو منع کرتا رہا مگر انھوں نے سیدنا فاروق اعظم جس کیلئے کسی مفتی کے ہاتھ نہیں اٹھے، کسی مجدد کے ہاتھ نہیں اٹھے، کسی مرشد کے ہاتھ نہیں اٹھے، بلکہ جس کیلئے محمد عربی ﷺ کے ہاتھ اٹھے تھے، اس سیدنا فاروق اعظم کا مجسمہ میرے سامنے لاکر اسکو آگ لگادی اس کو جلادیا۔

سٹیج چھوڑ دیا

میرے دوستو! میں نے کہا کہ میرا عقیدہ کہتا ہے، میرا مذہب کہتا ہے میری فقہ کہتی ہے، ایرانی انقلاب کہتا ہے......خمینی کہتا ہے......آیت اللہ مطہری کہتا ہے......آیت اللہ ابوالحسن کہتا ہے......یہ سب کہتے ہیں مگر میرا دل نہیں کہتا محمد ﷺ کے ساتھ سونے والوں کے آج تم مجسمے جلاؤ حضرت علیؓ کے نکاح کے گواہوں کے تم مجسمے جلاؤ آج تو عزاداری ہے، ماتم ہے، غم ہے، افسوس ہے، جشن کیسا، اس وقت میں نے اسٹیج چھوڑ دیا۔

علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ کی خدمت میں

میں اپنی کار میں بیٹھ کر مناظرِ اسلام الحاج علامہ عبدالستار تونسوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا......حضرت تونسوی صاحب تم شیعہ کو چیلنج کرتے ہو آج شیعوں کا پڑھا ہوا تمہارے دروازے پر آیا ہے (اللہ ان کی عمر دراز کرے) انھوں نے کہا......عابدی صاحب! بیٹھ جا یہ میرے پاس شیعہ کی کتب پڑی

ہیں بیٹھ۔ دیکھتا جا۔ تحقیق کرتا جا...... مسئلہ فدک پر بحث ہوئی،...... مسئلہ خلافت پر بحث ہوئی،...... قرآن پر بحث ہوئی ...... **الصلوۃ خیر من النوم** پر بحث ہوئی...... ماتم پر بحث ہوئی...... خدا کی قسم! علامہ تونسوی صاحب نے میرے سامنے حق و باطل کو واضح کردیا اور ثابت کردیا کہ علی و صدیق بھائی ہیں علی و فاروق بھائی بھائی ہیں، علی و عثمان بھائی بھائی ہیں، شیعہ کہتے ہیں صرف حضرت علی و فاطمہ حسن و حسین اھل بیت ہیں اس دن مجھے پتہ چلا ازواج بھی اھلبیت ہیں۔ علی و فاطمہ و حسن و حسین بھی اہل بیت ہیں۔

ایک ملنگ سے ملاقات

ایک ملنگ سے میری ملاقات ہوئی اس نے کہا

عابدی صاحب! میں نے سنا ہے کہ تم نے کہا ہے کہ عائشہؓ بھی اہل بیت ہے حالانکہ فاطمہؓ کے سوا تو اھل بیت میں کوئی عورت ہے ہی نہیں،

میں نے کہا...... اھل بیت کون ہوتے ہیں۔

اس نے کہا...... اھل بیت گھر والی ہوتی ہے،

میں نے کہا...... کیا عائشہؓ باہر والی ہے؟۔

امی عائشہ تیری سفارش کرسی

میرے دوستو! آج تو میں تم کو داستان سنانے آیا ہوں پھر کبھی ملاقات ہوئی تو تقریر کروں گا میں پرانی طرزیں بھی سنا سکتا ہوں بلکہ میرے محترم حقنواز جھنگوی کی موجودگی میں، میں تقریر کررہا تھا میں نے پرانی طرز لگائی

''صغریٰ تیڈے سہرڑاں دی...... آج شام تیاری اے

جب میں نے یہ الفاظ کہے تو انھوں نے میری کمر پر ہاتھ مارا اور فرمانے لگے

''عابدی صاحب! اگر سنی ہویا ایں تے اناں طرزاں نوں بھلا ...... اناں قصے تے کہانڑیاں نوں بھلا، ...... اناں مرثیے تے دوہڑیاں نوں بھلا، اج آ تے صدیق دی وکالت کر، ...... اگر اک آدمی دے ذہن اچ تیری گل بہہ گئی تے کل اماں عائشہ صدیقہ تیری سفارش کرسی''

میرے دوستو! رب کعبہ دی قسم اس دن کے بعد میں نے وہ طرزیں بھلادیں اور پرانے دوستوں کو بھلا دیا اور داڑھی بھی نبی ﷺ کی سنت کے مطابق رکھ لی شیعہ مذھب میں تو اتنی داڑھی واجب ہے جو چالیس گز سے نظر آجائے دعا کرو اللہ مجھے پکا اور سچا سنی بنادے۔

مولانا قاضی مظہر صاحب کی خدمت میں

میرے دوستو! علامہ عبدالستار تونسوی صاحب کی تحقیق کرانے کے بعد مجاہد اسلام قاضی مظہر صاحب چکڑالوی کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا ''عرفان عابدی! میرا دروازہ تو ہر شیعہ کیلئے کھلا ہے میرے والد صاحب کرم الدین اور میں نے پوری زندگی وقف کردی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے سے کسی کو ھدایت دے دے تو کل صحابہؓ ہمارے سفارشی بن کر آئیں گے'' انھوں نے میری پوری تحقیق کرائی اللہ ان کی عمر دراز کرے (نوٹ یہ عرفان عابدی کی تقریر قاضی صاحب کی زندگی میں تھی اب وہ اللہ کو پیارے ہوچکے ہیں)۔

مولانا مہر محمد صاحب کی معاونت

اس کے بعد میں لاہور میں اپنی کوٹھی پر چلا گیا جب وہاں پہنچا تو قاضی مظہر حسین صاحب کے ایک شاگرد ہیں ان کا نام مولانا مہر محمد صاحب ہے میانوالی کے رہنے والے ہیں انھوں نے شیعہ کے خلاف بہت کتابیں لکھی ہیں اور خوب کام کر رہے ہیں وہ میری اس کوٹھی پر پورا سال آتے رہے میرا اپنا اللہ کی مہربانی سے تیس ہزار کا کتب خانہ ہے جو میں ایران سے لایا تھا جب میں ایران میں پڑھتا تھا تحقیق ہوتی رہی۔

اللہ کی گرفت یا صحابہؓ کی کرامت

فخر امام جو سابق سپیکر ہیں یہ میرے ماموں جان ہیں یہ اکیس رمضان کو لاہور موچی دروازے سے حضرت علیؓ کا جنازہ نکالتے ہیں انھوں نے پھر مجھے بلایا جب میں اسٹیج پر پہنچا تو ماموں جان نے کہا! عابدی صاحب آج فدک اور خلافت پر بولیے۔ میں نے کہا، ماموں جان آج میرے بابے کی شہادت ہے آج تو حضرت علیؓ کی شہات ہے آج ان کے فضائل ہونے چاہیں یا مصائب ہونے چاہیں آج فدک اور خلافت کی کیسی بات کرتے ہو۔

چونکہ سٹیج انکا تھا اور میرا سارا خاندان موجود تھا اگر میں ان کی بات نہ مانتا تو میرا بھی حشر مسلم بن عقیل جیسا ہوتا۔ سنیو! خدا کی قسم میں بہت گناہ گار ہوں نہ نبی کا حیاء ہے، نہ صحابہ کی عزت کا تحفظ ہے، نہ ازواج مطہرات کی عزت کا تحفظ ہے، سر پر قرآن رکھ کر کہتا ہوں جس پر تمہارا یقین ہے میں نے اس زبان سے صدیق اکبر کو...... برا کہا'' لیکن جب داماد علی سیدنا فاروق اعظم کا نام لیا خدا کی قسم میری

زبان چلنے سے بند ہوگئی پورے دو گھنٹے میری زبان بول نہیں سکتی تھی اللہ عز وجل کی گرفت سمجھو یا صحابہ کی کرامت۔ جب میری زبان چلنی شروع ہوئی تو میں نے اپنے والد اور ماموں سے کہا کہ آج حق اور باطل کا نتارا ہوگیا ہے آج صحابہ اور اہل بیت کی محبت کا طریقہ نظر آ گیا۔

تمہاری کتاب بحار الانوار جلد دوم میں ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ بوقت ضرورت حضرت علیؓ کو گالی نکال لو کوئی گناہ نہیں (استغفر اللہ) میرے دوست! یہ شیعہ کا مذہب ہے یہ اہل بیت والا مذہب ہے لیبل اہل بیت والا ہے اندر سے یہودیت ہے۔

جلدی چلا جا

اس کے بعد میں واپس اپنی کوٹھی کی طرف چلا اس وقت تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی گرفتاریاں جاری تھیں۔

میرے والد نے مجھے ۵ اگست کو ٹیلیفون کیا کہ تو نے گرفتاری نہیں دینی میں نے جذبات میں آ کر کہا ''میں سنی ہو چکا ہوں'' حالانکہ ابھی میں مستقل سنی نہیں ہوا تھا اس کے ایک گھنٹے بعد پچیس گاڑیاں غنڈہ تنظیم خمینی کی آ گئیں اور انھوں نے میری کوٹھی کا گھیراؤ کر لیا اور مجھے کہا عرفان حیدر عابدی! آرڈر ہے کہ اگر بیوی بچوں میں سے کوئی تیرے ساتھ جانا چاہتا ہے تو جا سکتا ہے لیکن تم یہاں سے ایک چیز بھی نہیں اٹھا سکتے ان کا صدر امیر عباس تھا جو کہ میرا دوست تھا اس نے کہا۔ عابدی! جانا چاہتا ہے تو جلدی چلا جا ورنہ پھر تیرے ساتھ کوئی اور سلوک کریں گے۔

بیٹے اور بیوی کی طرف سے مایوسی

میں نے اپنے بیٹے فضل عباس سے کہا بیٹا! میں سنی ہو چکا ہوں میں حضرت

صدیق ؓ کے دروازے پر چلا گیا ہوں میرا ساتھ دو گے یا نہیں اس نے کہا ......ابا جان! تیرا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا تم اپنے بابے کے دروازے کو چھوڑ کر ابو بکرؓ کے دروازے پر چلے گئے ہو...... میں نے کہا ...... بیٹا! صرف میں نہیں گیا اس دروازے پر تو میرا بابا حضرت علیؓ بھی گیا تھا......دوستو! میرا بیٹا بھی میرے خلاف ہو گیا میں نے اپنی بیوی کو جب کہا تو اس نے جواب دیا کہ تم نے اپنی نسل کو بدنام کر دیا خاندان پر داغ لگا دیا کہ تم سنی ہو چکے ہو نسل سے آج تک کوئی سنی نہیں ہوا میری بیوی بھی میرے خلاف ہو گئی۔

سنی ہونے کا اعلان

دوستو! علماء سے میرا تعلق نہیں تھا حضرت تونسوی صاحب حج پر گئے ہوئے تھے ادھر قریب ہی ایک مدرسہ میں ایک مولوی صاحب کے پاس علامہ تونسوی صاحب آیا کرتے تھے تو میں نے اس مولوی صاحب سے رابطہ کیا کہ یہ میرا تعارف ہے اور میں سنی ہونے کا اعلان کرتا ہوں وہ مجھے جامعہ اشرفیہ لاہور لے گیا شیخ الحدیث حضرت مولانا مالک کاندھلوی کے پاس لایا وہاں میں نے ۱۹ اگست ۱۹۸۴ء میں پریس کانفرنس کی اور میں نے سنی ہونے کا اعلان کیا تو یہ خبر نوائے وقت میں چھپی امید ہے کہ تم نے پڑھی ہو گی پھر ۱۲ اگست کو دوبارہ پریس کانفرنس کی اور سنی ہونے کا اعلان کر دیا۔

اغواء

۲۱ اگست کو شیعوں نے مجھے اغواء کر لیا آپ کو علم نہیں اس بات کا مجھ سے پوچھو کہ اسلام کی کیا قدر ہے۔

مجھ سے پوچھو سنی مسلک قبول کرنے کی کیا قدر ہے۔

مجھ سے پوچھو صدیق اکبرؓ کے احترام کرنے کی کیا قدر ہے۔

مجھ سے پوچھو عمر فاروق ؓ کی محبت کی کیا قدر ہے۔

مجھ سے پوچھو عثمان غنیؓ کی قدر کرنے سے کیا ملتا ہے

مجھ سے پوچھو اماں عائشہؓ کے دوپٹہ کی حفاظت کرنے سے کیا ملتا ہے۔

میرے دوستو! مجھے اغوا کر کے اسی مدرسہ المنتظر میں لایا گیا جہاں میں نے تعلیم حاصل کی۔ وہاں مجھے لٹکا دیا گیا میرے بائیں طرف تشدد کیا گیا مجھے ہوش نہ رہا ، میں خانہ خدا میں کھڑا ہوں مجھے پاخانہ، پیشاب کا پتہ تک نہ تھا میرے اوپر پلاسٹک کے ہنٹر کے ساتھ تشدد کیا گیا۔ اور مجھے کہا گیا...... عابدی! کیسٹ بھر دے تحریر لکھ دے ہم چھوڑ دیں گے۔ میں نے کہا......مر سکتا ہوں کٹ سکتا ہوں...... صحابہؓ کا دامن نہیں چھوڑ سکتا ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہوں مگر امی عائشہؓ کے دوپٹہ کی پاکستان کے چپہ چپہ میں وکالت کروں گا، چپہ چپہ پر بتاؤں گا کہ عائشہ صدیقہؓ کا گستاخ پاکستان میں نہیں رہ سکتا، شیعہ کافر ہے کل بھی کہا تھا آج بھی کہتا ہوں شیعہ کافر ہے بلکہ شیعہ مرتد ہے، کافروں سے بدتر ہے۔

المنتظر سے منتقلی

میرے دوستو! علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم میرے دوست تھے میرے ساتھ ان کے تعلقات تھے شیعہ ہونے کی حالت میں میں ان کے لٹریچر کا مطالعہ کرتا تھا جس وقت میرا گمان بھی نہیں تھا سنی ہونے کا تو انھوں نے پریس کانفرنس کی اور اعلان

کیا کہ اگر عرفان عابدی کو تین دن کے اندر واپس نہ کیا تو جامعہ المنتظر کو آگ لگا دوں گا تو آج کل آئی جی مرزا جہانگیر ہے اس نے غلام حسین نجفی کو فون کیا کہ اگر تمہارے پاس عرفان عابدی ہے اس کو راتوں رات نکال لو ہم نے کل جامعہ المنتظر کی تفتیش کرنی ہے تو راتوں رات مجھے بند کار میں لے کر سرگودھا بلاک نمبرے کے امام باڑہ میں پہنچا دیا وہاں مجھے رات میں تو بلاک نمبرے میں رکھا جاتا دن کو ایک مرتد ملا محمد حسین ڈھکو اور غلام جعفر نجفی شیعوں کا مجتہد ہے اس کی کوٹھی پر رکھا جاتا تھا۔

تشدد کی حد کر دی

پھر وہاں سے مجھے آئی ایس او کے اوباش لڑکوں کے حوالہ کر دیا اللہ کی قسم میں قرآن کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ پہاڑیوں پر مجھے کھڑا کر دیتے اور میرے کپڑے اتار دیتے اور ایک شلوار کے سوا جوتے بھی اتار دیتے ننگے بدن پہاڑی پر کھڑا کر دیتے اور مجھ پر تشدد اتنا کرتے کہ میں کہتا تھا اب ایک اور ماریں گے میں مر جاؤں گا۔

میری کیسی جرات

وہ کہتے تھے عابدی! ہم تیرے بھائی ہیں ہم تیرے دوست ہیں تم معافی مانگ لو تو بہتر ہے اپنے باپ ے جیسا کسی کا بابا نہیں ہوتا میں نے کہا......اتنا بتاؤ میرا بابا علیؓ ہے میں مانتا ہوں مگر جب حضرت علیؓ نے اپنا ہاتھ صدیق اکبرؓ کے ہاتھ میں دے دیا تو میری کیسی جرات کہ میں صدیقؓ کو نہ مانوں۔

دوستو!......پھر وہاں سے مجھے ڈھڈیال جامعہ جعفریہ میں حامد علی موسوی کے پاس لایا گیا وہاں میرا ویزہ ایران جانے کیلئے تیار ہو چکا تھا کہ اسے ایران بھیج دو خمینی کی فوج

میں مر جائے گا اور اس خاندان کی توہین ختم ہو جائے گی۔

رات کے بارہ بجے میری امی جان میرے پاس آئے کہا

بیٹا! آج آخری رات ہے معافی مانگ لو تمہیں معافی مل سکتی ہے کل تم ہم سے جدا ہو جاؤ گے اور ہم تم سے جدا ہو جائیں گے۔

میں نے کہا......اماں جان! کیسے جدا ہوں گے۔

انھوں نے کہا......شیعہ ہو جا صدا ہمارے ساتھ رہے گا اگر سنی رہا تو کل خمینی کی فوج میں ہو گا۔

میں نے کہا......امی جان! میری آج بھی آواز ایک ہے کل بھی آواز ایک تھی میں مر سکتا ہوں ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہوں دوبارہ شیعہ نہیں ہو سکتا۔

مجھے آزاد کر

دوستو! اس کے بعد میں نے بھی سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹا دیا میں نے دعا کی اے اللہ! اگر تیرے صحابہؓ سچے ہیں تو میں بھی سچوں کے دروازہ پر آیا ہوں وہ صحابہؓ جنھوں نے ہجرت کی ان کی ہجرت کو تو نے قبول کیا، میں نے بھی ہجرت کی ہے میری ہجرت بھی قبول کر۔ ان یہودیوں اور یزیدیوں کے جیل خانہ سے مجھے آزاد کر، ایرانی قونصل خانہ پروگرام دکھا رہا تھا سب ادھر چلے گئے میں نے تین بجے دروازہ کھولا تو دروازہ کھل گیا تو میں وہاں سے بھاگ پڑا......خدا کی قسم! اگر عابدی یہاں پہنچا ہے تو خدا نے پہنچایا ہے بہر حال جب میں گیٹ پر پہنچا تو دیکھا باہر ایک رکشے والا کھڑا ہے، رکشہ پر بورڈ ہے حق چار یار، کوٹھی شیعوں کی اور رکشہ حق چار یار والا ہو سمجھ میں نہیں آتا

میں اس کے پاس پہنچا میں نے کہا بھائی جان! میرے پاس پیسے نہیں ہیں جلدی مجھے کسی قریبی اھل سنت کے مرکز میں پہنچادو

اس نے کہا......مولوی صاحب کانپ کیوں رہے ہو؟

میں نے کہا......جلدی کرو مجھے کہیں پہنچادو۔

اس نے کہا......کانپ کیوں رہے ہو؟ اس نے پھر سوال کیا

میں نے کہا......میرا نام عرفان عابدی ہے میں سنی ہوا تھا مجھے اغواء کرلیا گیا

اس نے کہا......آپ کا نام عرفان عابدی ہے؟

پھر اس نے کہا......خمینی کا اب باپ بھی آجائے تجھے نہیں پکڑ سکتا میں کشمیر کا رہنے والا ہوں قاضی مظہر حسین صاحب کا مرید ہوں اب آپ فکر نہ کریں۔

فکر نہ کریں

تو وہ مجھے مولانا عبداللہ صاحب کے پاس اسلام آباد لے کر آیا، ان کے بیٹے نے کہا عابدی صاحب! آپ فکر نہ کریں مطمئن ہوجائیں پھر انھوں نے میرا ہاتھ شیر جھنگ مجاہد اسلام علامہ حقنواز جھنگوی کے ہاتھ میں دے دیا۔

مولانا اکرم طوفانی صاحب

تمہارے اس شہر اٹک کی عظیم ھستی مولانا اکرم طوفانی کو اور اس سرزمین کو بھی میں سلام کرتا ہوں اس سرزمین کو بھی میں مبارکباد پیش کرتا ہوں یہ نہیں کہ میں اس کے شہر میں آکر اس کی تعریف کر رہا ہوں ......نہیں ......نہیں ہمارے سرگودھا میں مرزائیوں کے خلاف قدم اُٹھانے والا کوئی نہ تھا شیعوں کے خلاف قدم اُٹھانے والا

کوئی نہیں تھا یہ طوفانی جب سے سرگودھا گیا تو اس نے وہاں ختم نبوت بنائی، انجمن سپاہ صحابہ بنائی اب نہ شیعوں کو جرات ہے نہ مرزائیوں کو جرات۔

اس نے کہا......عابدی تم سرگودھا میں آجاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں رب کعبہ کی قسم! ڈی سی نے مجھے گرفتار کیا اس نے کہا......تم نے میرا آدمی گرفتار کیا ہے ایک منٹ میں واپس دو تو ایس پی نے کہا......طوفانی صاحب ابھی دیتا ہوں ابھی دیتا ہوں طوفانی نے کہا......کہ اگر نہ دیا تو کل کو ایک ٹٹو بھی نہ نکالا جائے گا اب سرگودھا کی انتظامیہ کی جرات نہیں کہ وہ مجھے گرفتار کرلیں اللہ تعالیٰ اس شخص کی عمر دراز کرے ''آمین''۔

جھوٹے مقدمات

میرے دوستو! یہ تھا میرا تعارف سنی ہونے کی وجہ سے مجھ پر یہ مظالم ہوئے یہ تشدد کیا گیا۔ اس وقت میرے اوپر چالیس جھوٹی درخواستیں راولپنڈی میں ہیں۔ ملتان میں فقہ جعفریہ کا صدر ہے گردیزی، اس نے ایک کیس مجسٹریٹ محسن نقوی کے پاس کیا ہوا ہے جو دو سال سے چل رہا ہے۔ عہد کرو میری مدد کرو گے (ان شاءاللہ مدد کریں گے) حکومت سے مطالبات کرو گے کہ عرفان عابدی پر جھوٹے مقدمات ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ وعدہ ہوا؟ (جی ہاں) رب کعبہ کی قسم! کیسوں میں کچھ نہیں رکھا یہ سب پریشان کرنے کی وجوہات ہیں، کہ یہ کیسوں سے تنگ آکر سنیت چھوڑ دے۔

انصاف تم کرو

اس ملک کے اندر لٹریچر چھپ رہا ہے لوگ کہتے ہیں شیعہ پر الزام لگاتے ہیں شیعہ بھی ایک مسلمان فرقہ ہے لیکن میں اس کو مسلمان فرقہ کیسے تسلیم کرلوں یہ

دیکھو اس مردود کی تصویر ہے۔ خمینی یہی ہے اس کتاب کا نام ہے ''اتحاد یک جہتی'' انھوں نے صحابہ کی توھین کردی ہم چپ کر گئے، انھوں نے صدیق اکبر کی توھین کردی ہم چپ کر گئے، امی عائشہ صدیقہؓ کی گستاخی کردی ہم چپ کر گئے، اب کیا تم مرزائیوں سے بدتر نہیں ہو تمہارے امام خمینی نے لکھا ہے کہ جتنے نبی آئے وہ سب ناکام ہو گئے آدم علیہ السلام ناکام ہو گئے، نوح علیہ السلام ناکام، عیسیٰ علیہ السلام تک ناکام ہو گئے علی ھذا القیاس محمد عربی حضور ﷺ بھی ناکام ہو گئے، جتنے ولی، بزرگ، مفسر، محدث، امام آئے سارے ناکام ہو گئے آخر میں امام مھدی آئیں گے وہ زندہ کریں گے وہ کامیاب ہوں گے۔

میرے دوستو! میں انصاف آپ پر چھوڑتا ہوں انصاف تم کرو شیعہ کا قرآن علیحدہ ہے کہ نہیں؟ علیحدہ ہے...... شیعہ کا کلمہ؟ علیحدہ ہے...... شیعہ کی نماز؟ علیحدہ ہے...... شیعہ کا روزہ؟ علیحدہ ہے...... جب ہر شعبہ میں علیحدہ تو مسلمان کی صف میں اسکو کیسے کھڑا کردوں، یہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

نوٹ...... عرفان حیدر عابدی کا یہ مکمل بیان آڈیو کیسٹ سے نقل کیا گیا ہے۔ اس بیان کے کچھ عرصہ بعد ان پر شیعوں نے قاتلانہ حملہ کر کے شہید کر دیا۔

گندگی کا ڈھیر

بورے والا شہر کا نوجوان غلام حیدر کٹر قسم کا شیعہ تھا شیعہ کی مجلس عزا میں اھتمام کے ساتھ شریک ہوتا خداوند کریم نے اسے ھدایت کی روشنی عطا کی قبولِ اسلام کی کہانی خود اس کی زبانی سنیئے''

کہتے ہیں کہ ''صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے'' یہی میری آپ بیتی ہے۔ والد صاحب مرحوم کی وفات کے بعد میرے شیعہ ماموں نے مجھے مجالس میں لے جانا شروع کر دیا اس طرح میں نے لاعلمی کی بناء پر شیعہ مذھب اختیار کر لیا میں باقاعدہ شیعہ مجالس میں اور محرم کے پروگراموں میں شرکت کرتا اور اسی کفر کی حالت میں ''سات سال'' گزگئے تقریباً دو ماہ قبل میرے چک کے سنی دوستوں نے مجھے ایک پمفلٹ دکھایا جو انجمن سپاہ صحابہؓ کی طرف سے شائع شدہ تھا اس میں شیعہ علماء کی کتابوں کے حوالوں سے شیعہ کا کفر ثابت کیا گیا تھا، میں نے جواب دیا کہ یہ سب جھوٹ ہے اگر یہ حوالہ جات صحیح ثابت ہو جائیں تو میں شیعہ مذھب چھوڑ دوں گا، اس موضوع پر میری ان سے خوب بحث ہوئی پھر ان لوگوں نے کہیں سے مولانا حقنواز شہید رحمہ اللہ کی تقریر کی کیسٹ لاکر مجھے سنائی مولانا کی تقریر کے الفاظ میرے دل کی گہرائیوں میں اتر گئے اور علامہ شہید رحمہ اللہ کے خلوص نے میرے اندر طلب حق کی چنگاری پیدا کر دی اسی دوران میرے دوستوں نے انجمن سپاہ صحابہؓ بورے والا کے ارکان سے رابطہ قائم کیا اور مجھے شیعہ علماء کی اصل کتابیں دکھائیں جن میں صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفاء راشدین اور امھات المومنین کے بارے میں انتہائی غلیظ زبان استعمال کی گئی تھی پوری تحقیق کے بعد مولانا شہید کی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ''کہ شیعہ کائنات کا بدترین غلیظ ترین کافر ہے'' اور یہ حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی کہ شیعہ مذھب درحقیقت گندگی کا ڈھیر ہے جس کو تقیہ کی خوبصورت چادر سے سجایا گیا ہے شیعہ دراصل اسلام اور حب اہل بیت کے نام پر اسلام کی بنیادوں کو منہدم کر رہے ہیں اس کے بعد میں نے اپنے ماموں سے صاف کہہ دیا کہ تم لوگ کافر ہو میرا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس قطع تعلقی پر میری والدہ اور ہمشیرہ بھی مجھ سے ناراض ہیں۔ لیکن میں انھیں مولانا حقنواز رحمہ اللہ کی

کیسٹیں سناتا رہتا ہوں۔

قارئین سے استدعا ہے کہ دعا کریں کے اللہ تعالیٰ ان پر بھی حق واضح فرمادے اوروہ بھی شیعہ کو کافر کہنے لگ جائیں اور مجھے استقامت عطا فرمائے۔

انجمن سپاہ صحابہؓ کے کارکن کی حیثیت سے میں تمام شیعوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے مذھب کی بنیادی کتابوں کا مطالعہ کریں تا کہ انھیں علم ہو سکے کہ،تقیہ،تبرا، اورمتعہ کی آڑ میں شیعہ مذھبی راھنماؤں نے کیا کچھ چھپا رکھا ہے۔

جس مذھب میں جھوٹ گالی اور زنا کو کارثواب سمجھا جائے اسے مذھب نہیں بدمعاشی کہنا چاہئے جو قوم متعہ کو عین ثواب سمجھے وہ اپنی بیٹیوں اوراپنی آئندہ نسلوں کی ماؤں کا تحفظ کیسے کرسکتی ہے یہ علیحدہ بات ہے یہودیت کی طرح اس مذھب میں خفیہ عبادات کی خاص اھمیت ہے۔

(ماھنامہ خلافت راشدہ نومبر ۱۹۹۰ء)۔

آخرت کوتباہ ہونے سے بچالیا

خیر محمد ولد غلام محمد وانڈہ گڑانوالہ کالا باغ ضلع میانوالی نے آخری عمر میں شیعہ مذھب سے براءت کا اعلان کر کے حقیقی اسلام قبول کرلیاان کے ساتھ ہمارے ایک کارکن کی ملاقات ہوئی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سوال:......آپ کا نام کیا ہے؟

جواب:......خیر محمد ولد غلام محمد۔

سوال:......آپ کی عمر کتنی ہے؟

جواب:......میری عمر ستر برس کے قریب ہے۔

سوال:......اس عمر میں آپ کو اسلام قبول کرنے کا خیال کیسے آیا؟

جواب:......دراصل بات یہ ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں کئی شیعوں کے مرنے کے وقت کی حالت دیکھی جس سے مجھے خوف آتا تھا شیعہ حضرات جب مرتے ہیں تو ان کے چہرے اتنے بدصورت اور ڈراؤنی شکل اختیار کر لیتے ہیں کہ انسان ان کے قریب جانے سے بھی گھبراتا ہے میں نے سوچا ساری عمر جھوٹ تقیہ اور منافقت میں گزر گئی جسے ہمارے شیعہ جائز سمجھتے ہیں ان سے کیوں نہ توبہ کر کے اپنی آخرت کو تباہ ہونے سے بچالوں۔

سوال:......اچھا آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان لوگوں نے کیا ردعمل اختیار کیا؟

جواب:......انھوں نے بہت کچھ کہا بڑے بڑے آدمی بھیجے ہر حربہ استعمال کیا مگر میں نے ہر ایک کو دوٹوک الفاظ میں کہا جو راستہ اب میں اختیار کر چکا ہوں اس سے شاید مجھے کلاشنکوف بھی نہ ھٹا سکے۔

سوال:......آپ کے اہل خانہ نے کیا کہا؟

جواب:......ابتداء میں انھوں نے ڈانٹ ڈپٹ کی آخر خاموش ہوگئے وہ کرہی کیا سکتے ہیں۔

سوال:......آپ کو اسلام قبول کیے کتنا عرصہ گذر چکا ہے؟

جواب:......مجھے صرف چھ دن ہوئے ہیں۔

(ماھنامہ خلافت راشدہ مئی ۱۹۹۱ء)۔

مولیٰ علیؓ کی مار

مولنا سید نور احمد شاہ فاضل دارالعلوم دیوبند نے بیان کیا کہ ایک شیعہ ذاکر کو خواب آیا کہ قیامت کا دن ہے اور اس کو بہت زیادہ پیاس لگی ہوئی ہے یہ پانی کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہا ہے راستہ میں ایک شخص ملا جو بڑا حسین و جمیل ہے اس کی داڑھی مبارک بھی سفید ہے اس کے ہاتھ میں ایک پانی کا پیالہ بھرا ہوا ہے اس کو وہ پانی دیتے ہیں یہ لینے سے پہلے کہتے ہیں تم کون ہو؟ وہ بزرگ فرماتے ہیں لوگ مجھے صدیق اکبر کے نام سے یاد کرتے ہیں اس نے کہا میں آپ کے ہاتھ کا پانی نہیں پیتا ،آپ حضرت علیؓ کے دشمن ہیں ،اسی طرح حضرت عمرؓ کے پاس گیا ،حضرت عثمانؓ کے پاس گیا۔ان تینوں کے ہاتھ کا پانی نہ پیا اور یہ کہتا ہوا گزر گیا کہ تم حضرت علیؓ کے دشمن ہو۔آخر میں ایک حسین و جمیل نوجوان کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ تم کون؟ انھوں نے فرمایا کہ لوگ مجھے حضرت علی المرتضیٰؓ کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ جلدی میں آگے بڑھا اور پانی لے کر پینا چاہا حضرت علیؓ نے فرمایا یہ جو تین بزرگ گزر چکے ہیں ان کے ہاتھ کا پانی کیوں نہیں پیا؟ اس نے کہا کہ حضرت وہ تو آپ کے دشمن ہیں اس لیے ان کے ہاتھ کا پانی نہیں پیا تو حضرت علیؓ نے غصہ کے اندر سرخ ہو کر فرمایا۔ارے بدبخت تو میرے یاروں کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہے، یہ فرما کر اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اس کا منہ پیٹھ کی طرف تھا وہ بڑے ذاکروں کے پاس گیا سب نے کہا کہ حضرت علیؓ نے تم کو نہیں مارا تم کسی مقام سے گر گئے ہو گے وہ شخص بڑا پریشان حال تھا اسی دوران کسی سنی عالم سے اس کی ملاقات ہوگئی تو سنی

عالم کو اس نے تفصیلات بتا دیں تو سنی عالم نے اس کو کہا قصیدہ بردہ پڑھا کر اور اصحاب رسول ﷺ کی توہین سے سچی توبہ کر لے چنانچہ وہ قصیدہ بردہ پڑھتا رہا اور سچے دل سے توبہ کر لی چند دنوں کے بعد نبی کریم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا ''میرے صحابہ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے'' اس نے کہا جس طرح آپ خدا کے سچے نبی ہیں اسی طرح آپ کے صحابہ بھی خدا کے سچے بندے ہیں آپ ﷺ نے اپنا نبوت والا ہاتھ اس کی گردن پر پھیرا تو خدا نے اس کو شفاء عطا فرما دی جب وہ بیدار ہوا تو پھر اس نے عہد کر لیا کہ اب میں کسی بھی صحابی کی کبھی بھی توہین نہ کروں گا اور سنی مسلک پر مضبوطی سے جم گیا۔

جنتیوں کے سردار

عن علی قال بينا أنا جالس عند رسول الله صلى الله عليه و سلم إذ أقبل أبو بكر وعمر فقال يا علي هذان سيدا كهول أهل الجنة إلا ما كان من الأنبياء

(مصنف ابن أبي شيبة ج٦ ص٣٥٠)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! یہ دونوں انبیاء کے علاوہ ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں۔

میں سنی کیوں ہوا

داستان ہدایت...... جناب صالح حسین شوق صاحب

یہ مضمون ۷ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ کے النجم لکھنو میں شائع ہوا تھا اس میں صاحب مضمون جناب صالح حسین شوق نے اپنے سنی مذہب قبول کرنے کے اسباب وعوامل بیان کیے ہیں مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیعوں کے دل میں صحابہ کرام کے خلاف کتنا بغض وعناد بھرا ہوا ہے ۔اللہ تعالیٰ اس مضمون کو بے راہ لوگوں کیلئے ھدایت کا ذریعہ بنائے
''مضمون درج ذیل ہے''

الحمدلله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسوله الکریم وعلی اله واصحابه اجمعین

آج سے (یعنی جس وقت صاحب مضمون کی عمر ۴۰ سال تھی) چوبیس پچیس سال قبل جبکہ میں تقریباً پندرہ سولہ برس کا تھا اور ضلع چھپرہ کے اسکول میں پرانے نصاب کے موافق تیسرے درجے میں تعلیم پا رہا تھا کہ رب مقلب القلوب نے شیعہ مسلک سے متنفر کر کے حلقہ بگوشان صحابہ میں داخل فرمایا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ......

سن رشد کو پہنچا تو پکا شیعہ تھا

ہم دو بہن بھائی تھے جو بحالت یتیمی اپنی جدہ ماجدہ والدہ مرحومہ کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے چونکہ الحاج مولوی مبارک حسین صاحب جد مرحوم ضلع کے مشہور رئیس اور وکیل تھے اور آپ کی حیات ہی میں ہمارے والد ماجد جناب الحاج مولوی سید نجم الحسن صاحب مرحوم رحلت فرما چکے تھے اور ہم دونوں بہن بھائی کا سن دو تین سال سے زائد نہ تھا اس لیے جائیداد کا نظم تحت انتظام کلکڑ ضلع محکمہ کورٹ آف وارڈس کے در آیا اور ہم لوگ بولایت ونگران جدہ امجدہ ووالدہ مرحومہ کے تربیت پانے لگے اور جناب دادی صاحبہ وجملہ بزرگان خاندان نے خاص توجہ اس امر پر رکھی کہ سنی المشرب اتالیق کا مذھبی اثر ہم پر نہ پڑنے پائے چنانچہ جب میں سن رشد کو پہنچا تو پکا شیعہ تھا اور خاص عقیدت والہانہ کے ساتھ محرم الحرام کی رسم عزاداری اور اس کی تمام بدعات میں حصہ لیتا جو ہمارے یہاں بڑے اھتمام سے انجام دی جاتی تھیں۔

نعوذ باللہ عمر کشی کی رسم

مذھبی غلو کے اہتمام کا یہ عالم تھا کہ ہمارے ننھیال میں جس کا خاص تعلق کھجوہ ضلع سارن سے ہے نعوذ باللہ عمر کشی کی رسم ہوتی تھی اس میں بشوق تمام حصہ لیتا تھا حتی کہ اس کی رنگ رلیوں نے ہمیں یہاں تک آمادہ کیا کہ ایک سال جدہ ماجدہ سے میں نے عرض کی کہ جو رسم ہمارے ننھیال میں ہوتی ہے اس کو آپ اپنے یہاں بھی قائم کریں مگر جدہ مرحومہ نے ہماری عرض کو منظور نہیں فرمایا اور یہ کہہ کر ہماری آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کہ ...... ''تمہارے دادا نے کبھی اس رسم کو اپنے یہاں ادا نہیں کیا تمہارے دفتر کے تمام عمال سنی المشرب ہیں اور نوکر چاکر بھی اسی مسلک والے ہیں اور یہ سب تمہارے بزرگوں کے وقت سے یوں ہی چلے آرہے ہیں ان کی خاطر شکنی کسی طرح مناسب نہیں'' اس فہمائش سے مجھے قلق ہوا اور اپنی شقاوت قلبی کی بھڑاس کو اس وقت یوں پورا کیا کہ اپنے ہاتھوں کاغذ پر ایک تصویر بنائی اس کو بیت الخلاء میں لے گیا اور پھر یہ قرار دے کر کہ یہ مخبر صادق ﷺ کے خلیفہ اقدس جناب سیدنا عمر فاروقؓ کی ہے اور اس پر پیشاب پاخانہ کر دیا **نعوذ باللہ من شرور انفسا ومن سیئات اعمالنا۔**

دل نے کبھی گوارہ نہ کیا

منجملہ دیگر مذھبی تعلیمات کے ہم کو یہ بھی بتایا جاتا تھا کہ لعنت کی عبادت ادا کرتے وقت اس امر کا ضرور خیال رکھنا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ وسیدنا عمر فاروقؓ کے ہم نام حضرت علیؓ کی اولاد بھی ہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر بھی نادانستگی میں سب وشتم جاری

ہو جائیں مگر ہمارے قلب کی اس وقت عجیب حالت ہوگئی جب ہمیں یہ تلقین بھی کی جانے لگی کہ نماز پنجگانہ کے بعد مصلیٰ اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک ایک تسبیح لعنت کی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے نام سے نہ پڑھ لیں باوجود اپنی مذھبی شدت کے مجھ سے شیعہ مسلک کی یہ عبادت سرانجام نہ پاسکی، نمازوں کے بعد تسبیح اٹھاتا اور پھر رکھ دیتا۔ دل نے کبھی گوارا نہ کیا کہ اس کو گالیاں دوں جس کا ماں ہونا قرآن کریم نے صریح طور پر واضح کر دیا ہو۔

خدارا ! خلفاء راشدین پر لعنت نہ کرنا

بہر حال اسی طرح بسر ہو رہی تھی کہ یکا یک اسکول کے مدرسین میں سے ایک بزرگ کو میری سادہ لوحی اور مذھبی نیک نیتی پر رحم آیا اور انھوں نے ایک روز دبی زبان سے مگر نہایت مخلصانہ طور پر مجھ سے فرمایا ''تم کو ماشاءاللہ مذھب سے بڑا شغف ہے اچھی بات ہے مگر للہ خلفاء راشدین پر لعنت نہ کرنا قلب اس فعل سے سیاہ ہو جاتا ہے''۔ پھر کچھ عرصہ بعد خدا نے انھی مولوی صاحب کو یہ توفیق بھی دی کہ ایک روز وہ ایک کتاب لائے جس میں حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا مفصل حال درج تھا تا کہ اس کو دیکھ کر ہمارا دل اس بزرگ کی دشمنی کی جانب سے کچھ نرم ہو جائے اور لعنت سے محفوظ ہوسکوں۔ ان دو باتوں کا اثر ہمارے قلب پر کیا ہوا ہم نے اس وقت محسوس نہیں کیا مگر غالباً یہی دو واقعے تھے جس سے پہلے ہمارے کان صحابہ کی حمایت یا تعریف کے الفاظ سے قطعاً ناآشنا تھے۔

تلاوت قرآن اور نماز سے محبت

ہماری تربیت نے ہم کو سنی مسلک سے اس قدر دور رکھا تھا کہ جب کبھی

ہمارے دادا صاحب مرحوم کا ایک سنی خانساماں قرآن مجید کی تلاوت کرتا اور میں بے اختیار اس کے پاس جا کر سننے لگتا تو یہ خیال آتے ہی کہ میں ایک سنی کا قرآن پڑھنا سن رہا ہوں چونک پڑتا اور اس خوف سے کہ کہیں گناہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں وہاں سے دور ہٹ جاتا یہ تو تلاوت کا حال تھا۔طریقہ نماز کا بھی اس سنی کا زیادہ پیارا معلوم ہوتا خصوصاً جہری نمازوں میں اس کا قراءت کرنا اور رکوع وسجدہ کی تسبیحوں کو بالسر ادا کرنا میں شیعہ مسلک میں سب کو بالجہر ہی پڑھا کرتا تھا۔

الفاظ مقدس سینہ میں اترنے لگے

اسی اثناء میں ایک روز دادا صاحب مرحوم کے کتب خانہ کی دیکھ بھال کر رہا تھا کہ کچھ بند پارسل نظر پڑے کھولا تو حرف ابیض والا قرآن مقدس تھا بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر مختصر لکھائی مندرج تھی ۲۷ عدد پارے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پارہ پارہ ہو کر طبع ہو رہا تھا اور ابتداء ہی سے دادا مرحوم نے اس کا ہدیہ کرنا شروع کر لیا تھا اتنے ہی پارے آنے پائے تھے۔ کہ انھوں نے رحلت فرمایا اس لیے بقیہ تین پارے نہ آسکے کیونکہ ان کی رحلت کا زمانہ اور اس کے بقیہ پاروں کی طباعت کا وقت قریب قریب ایک ہی تھا جدا امجد مرحوم کو کتابوں کا بڑا شوق تھا شیعی چھپے ہوئے بے شمار نسخے عرضیوں کے بھی تھے جو امام غائب کے پاس دریا کے ذریعہ روانے کیے جاتے تھے مسلک کی نایاب جلدیں عراق سے ساتھ لائے تھے۔خصوصاً قرآن کریم کی جلدوں کے تو شیدا معلوم ہوتے تھے۔متعدد قلمی نسخے ہر کمرہ، ہر دفتر میں موجود رکھتے، جو نیا قرآن کہیں چھپتا فوراً ہدیہ کرتے بہر حال اس قرآن کریم کی جلد کے بقیہ پارے

منگوائے اور بڑے اشتیاق سے اعلیٰ درجہ کی جلد بندی ہوئی اور جی جان سے تلاوت شروع کر دی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ خداوند ذوالجلال کا مقدس کلام معہ ترجمہ کے نظروں سے گذرا اس وقت تک تلاوت بلافہم ہوا کرتی تھی اب جو اس کے مطلب پر نظر پڑی تو ایسا محسوس ہوا کہ دوسری دنیا میں ہوں آنکھوں کے رستے اس کے الفاظ مقدس اب سینہ میں اترنے لگے جیسے کوئی پیاسا پانی پیئے۔صبح سے عصر تک جب کبھی فرصت ملتی میں ہوتا اور وہ ہمارا حرف ابیض والا با ترجمہ قرآن ہوتا۔

اعضاء نے شیعہ نماز کا طریقہ فراموش کر دیا

باوجود دن دن بھر کی تلاوت کے چار ورق سے زیادہ نہیں پڑھ سکتا تھا اسی طرح خداوند کریم نے دو تین بار اپنا کلام پاک ختم کرا دیا اور اس کی مقدس چاشنی ہماری جان کو بخشی چونکہ یہ قرآن ہم نے دادا صاحب مرحوم کی کتابوں سے خود پایا تھا اس لیے کبھی اس کا وہم گمان بھی شاید نہیں ہوا کہ یہ سنی مذہب کی کتاب ہے نیز ہماری شیعہ تعلیمات میں غالباً یہ کسر رہ گئی تھی کہ ہم کو بھی قرآن کریم سے متنفر نہیں کرایا گیا تھا اور نہ یہ ذہن نشین ہوا تھا کہ موجودہ مصحف بیاض عثمانی ہے جس میں کفر کی بنیادیں ہیں بلکہ دانستہ یا نادانستہ دادی صاحبہ مرحومہ جب ہم بھائی بہن اور گھر بھر کو صبح کی نماز کیلئے بعوض سلانے کے جگانے کی لوری دے کر بیدار فرماتیں کہ۔اٹھو اے نمازی نماز گزارو۔ پیا ملن کا بیریا ہے۔تو چونکہ بڑے درد کے ساتھ ان الفاظ کو ادا کرتی تھیں اس لیے ہم لوگ جاگ ہی پڑتے اور نماز ختم کر کے قرآن لے کر تلاوت کے لئے بیٹھ جاتے اور جو بچہ جتنی دیر تک تلاوت کرتا وہ اسی مقدار سے دادی صاحبہ مرحومہ کی محبت

اورانعام کا صلہ پاتا الغرض قرآن کی عظمت ہمارے دلوں میں پہلے سے قائم تھی اور بسا اوقات ہمارے ایک شیعہ بزرگ ہمارے سنی عمال کو چھیڑ کر بحث ومباحثہ کو گرم کر دیا کرتے تھے ہمارے گھر میں مذھبی چرچے رہا ہی کرتے تھے جس میں خاموشی کے ساتھ میں موجود رہا کرتا ایک روز غالباً جبکہ تنہائی میں عشاء کی نماز پڑھ رہا تھا کہ یکا یک دل نے کہا کہ ہاتھ باندھ لو اور گویا بے ساختہ ہمارے ہاتھ نماز ہی کے اندر اس طرح پر بندھ گئے جیسا کہ حنفی مسلک کا قاعدہ ہے مگر تمام ارکان نماز کے ویسے ہی ادا کرنے پڑے جیسے شیعہ مسلک میں تھے اس طرح کچھ زمانہ گذرنے پر میں نے ان استاد صاحب سے ایک روز کہا جو حضرت عمرؓ کے ایمان لانے والی کتاب کے دینے والے تھے کہ کوئی کتاب ایسی ہو جس میں سنی مسلک کا طریقہ نماز وغیرہ کی کیفیت درج ہو تو ہمیں مرحمت فرمائیں تو انھوں نے شرح وقایہ کا اردو ترجمہ لاکر ہمارے حوالے کر دیا جس کی کتاب الطہارت و کتاب الصلوۃ کے ورق ورق کا میں کیڑا ہو گیا اور سنی مسلک کے طریقہ نماز سے آگاہی حاصل کر لی مگر باوجود اس کے جب کبھی نماز کیلئے کھڑا ہوتا تو چونکہ جوارح شیعہ طریقہ کے عادی ہو چکے تھے، بار بار اسی انداز سے جاری ہو جاتے اور میں رونے لگتا کہ یا اللہ تیری صحیح نماز مجھ سے ادا نہیں ہو سکتی بحمد اللہ محنت کرتے کرتے کئی مہینہ میں ایسی مشق ہوگئی کہ اب شیعہ طریق نماز کو جوارح نے یوں فراموش کر دیا جیسے وہ کبھی اس سے آشنا ہی نہ تھے۔

پردے ڈال دیتا تھا

یہ زمانہ تھا کہ میں اسکول کے تیسرے درجے میں پہنچ چکا تھا مذھبی انہماک کے ساتھ

ساتھ تعلیمی شغل کو بھی کما حقہ ادا کرنا ضروری تھا اس لیے مجھے ایک کمرہ اپنے لیے مخصوص کرنا پڑا تھا جس میں دین و دنیا کے شغل جاری رہتے چونکہ وضوء کی عبادت اور نمازیں دونوں آبائی طریقہ کے خلاف ادا کرتا تھا اس لیے کمرہ کے دروازوں پر پردے ڈال دیتا تھا اندر ہی میں وضوء بھی کرتا اور جب سناٹا ہو جاتا تو نمازیں بھی پڑھ لیتا۔

شدہ شدہ احباب و بزرگوں کو خیال ہونے لگا کہ تنہائی میں میں کیا کرتا رہتا ہوں کہیں ایسا تو نہیں کہ برے افعال کا مرتکب رہتا ہوں جس کیلئے یہ سب پردہ داریاں ہیں الغرض تانک جھانک ہوتی رہتی تھی کہ ایک روز جبکہ میں گردن کا مسح کر رہا تھا کہ والدہ مرحومہ نے دیکھ لیا اور فوراً دادی صاحبہ کو اطلاع دی کہ میں نے لڑکے کو وضوء کرتے وقت گردن کاٹتے دیکھا ہے بعض سنی نوکروں نے بھی ہمارے راز سے واقفیت حاصل کر لی تھی اس لیے اب چرچا شروع ہو گیا۔

دادی صاحبہ کی محبت

شیعہ بزرگ دادی صاحبہ پر نرغہ کرنے لگے خبر لیجئے ایسا نہ ہو کہ لڑکا سنی ہو جائے مگر چونکہ ہمارے شباب کا زمانہ تھا اور دادی صاحبہ مرحومہ ہمارے مزاج سے واقف تھیں اس لیے کسی طرح کی سختی کرنا ان کی مصلحت کے خلاف تھا ان کی محبت کا یہ حال تھا کہ ذرہ برابر گزند ہمارے قلب کا ان سے دیکھا نہیں جاتا تھا اور فرمایا کرتی تھیں ”شوہر اور بیٹے کو اللہ نے ہم سے جدا کر کے ان دونوں کی نشانی یہی دو بھائی بہن ہمیں دیے ہیں“ جہاں خود سوتیں وہیں اپنے پلنگ سے متصل ہم دونوں بھائی بہن کے پلنگ بھی بچھواتیں اور ہر کھانا پہلے خود تناول فرما لیتیں بعد میں ہم کو کھلاتیں خدانخواستہ اگر کھانے میں زہر ہو تو ہم دونوں بہن بھائی محفوظ رہیں۔

وہابی ہوگیا ہے

مگر باوجود ان تمام باتوں کے فکر ان کو بھی دامن گیر رہتا کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے جو سنتی ہوں۔ چنانچہ ایک روز جب میں اپنے کمرے میں صاف فرش پر عشاء کی نماز میں مصروف تھا کہ یکا یک کمرہ میں چلی آئیں اور اسی تخت پر بیٹھ گئیں جس پر میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میں روزانہ دروازہ بند کر کے نماز پڑھتا تھا اس روز اتفاق سے بھول گیا تھا میں نے نماز ہی میں محسوس کیا کہ تشریف لائیں ہیں سوچا کیا کروں دل نے فیصلہ کیا کہ نماز تو پوری کرلوں سلام پھیر کر گردن جھکائے بیٹھا رہا دیر تک خاموش رہنے کے بعد غصہ میں بولیں ''سنی بھی نہیں وہابی ہوگیا ہے جانماز بھی نہیں بچھائی''۔

ہماری بڑی سبکی ہوئی

میں خاموش رہا پھر فرمایا ''سر اٹھاؤ ڈرو نہیں ہم کو اس کا شک تھا کہ تم بند کمرہ میں کسی برے افعال کے مرتکب رہتے ہو آج معلوم ہوا کہ جو کچھ تمہارے بارے میں سنا تھا وہ صحیح ہے اور تم نے مذہب بدل دیا۔ خیر یہ تو ایک رشتہ ہے اللہ اور اسکے بندے کے درمیان، ہم کو دخل نہیں دینا چاہیے۔ ہاں اتنی خواہش ضروری ہے کہ جب تک ہم زندہ ہیں تم اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتے تو اچھا ہوتا'' ورنہ ہماری بڑی سبکی ہوئی''۔ دادی صاحبہ تو یہ تقریر فرما کر چلی گئیں مگر ہماری عجب حالت ہوگئی راز فاش ہونے سے حیاء دامن گیر ہوگئی حتیٰ کہ میں اپنے بستر پر سونے کیلئے نہیں گیا اور دوسرے روز بھی کھانا وغیرہ باہر ہی سے منگوا کر کھایا۔ دادی صاحبہ نے زنانخانہ میں بلا بھیجا تو میں بھی حاضر نہ ہوسکا سامنے جانے سے طبیعت عرق عرق ہوتی معلوم ہوتی اور اندر جانے کی ہمت نہ پڑتی۔

حسب دستور رہنے سہنے لگا

دوسرے روز شام کے وقت کمرہ سے باہر سائبان میں بیٹھا تھا کہ دادی مرحومہ کو دیکھا دیوانہ وار باغ میں نکل آئی ہیں اور مردانہ سے ہو کر سڑک کا رخ کرلیا میں لپک کر آگے ہوگیا اور دروازہ روک کر عرض کرنے لگا کہ کہاں تشریف لے جارہی ہیں۔ ارشاد کیا کہ ہم کو چھوڑ دو میں نے ضد کی تو رونے لگیں اور فرمایا کہ ''تم کو اسی دن کیلئے پالا پوسا تھا کہ جوان ہو کر ہم سے کنارہ کشی کرلو اور ہم کو منہ نہ دکھاؤ'' اللہ اللہ ان جملوں نے قلب کو پاش پاش کردیا میں بھی رونے لگا بالاخر منا کر واپس لایا اور اس طرح جو خجالت مجھے دامن گیر ہوگئی تھی زائل ہوئی اور حسب دستور میں رہنے سہنے لگا حتیٰ کہ انٹرنس کا امتحان بخوبی میں نے پاس کیا اور اس کی خوشی میں دادی صاحبہ مرحومہ نے مجلس میلاد منعقد فرمائی۔

کونڈوں کی رسم

ان کی اکثر یہ عادت تھی اور ایسے دستور میں شیعہ و سنی دونوں جماعتوں کے افراد کو مدعو فرماتیں مگر میلاد خواں کو تاکید کردیتیں کہ صحابہؓ کے مناقب نہ پڑھیں چنانچہ وہ مجلس میلاد حسب ہدایت ان کے قائم ہوئی جس کے دو تین روز بعد والدہ مرحومہ نے اسی پاس ہونے کی خوشی میں مجلس برپا کی اور کونڈا بھی کیا اس رسم میں شیعہ لوگ بعد ذکر خیر ائمہ اثنا عشرہ کے دسترخواں پر بیٹھ کر جلیبیاں کھاتے ہیں چنانچہ حسب رواج جب بعد مجلس دسترخواں لگایا گیا تو میں بھی موجود تھا شب کے غالباً گیارہ بجے ہوں گے۔ لوگ جلیبیاں اٹھا چکے تھے ایک میرے ہاتھ میں بھی تھی دفعتاً صفدر حسین جو والدہ مرحومہ کے خلیرے

بھائی تھے حضرت عمرؓ کا نام لے کر لفظ لعنت کو اپنی زبان پر لائے اور گویا کونڈہ کی اس طرح بسم اللہ کی۔ جہاں میں بھی موجود تھا تو میری طبیعت جلیبی کھانے سے رک گئی اس سے پہلے بھی جب ہمارے تبدیل مذہب کا حال دادی صاحبہ مرحومہ سے بھی مخفی تھا تو آٹھویں محرم کو حاضری کی روٹیاں جن کے نیاز کرتے وقت عموماً سب وشتم کے الفاظ مثل درود و دعاء کے پڑھے جاتے ہیں نہیں کھائی جاتی تھیں۔ بلکہ نیاز و نذر کی کوٹھڑی سے اپنا حصہ منگوا کر پوشیدہ طور پر اس کو دفن کر دیتا اور ہمارے رازدان کو جب محسوس ہوتا کہ مجھ پر فاقے گذر چکے ہیں تو کچھ سامان کر کے وہ ہم کو کھلا پلا دیتے۔

ہمیں ستانا مناسب نہیں تھا

بہر حال اب جلیبی ہاتھ میں ہے دل گوارا نہیں کرتا کہ کھاؤں۔ نہیں کھاتا تو راز جو گو اب ویسا راز نہ تھا مگر پھر بھی راز تھا۔ فاش ہوتا ہے اور دادی صاحبہ کی وصیت کے خلاف ہوتا ہے کہ انھوں نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ ان کی زندگی تک ہم بالاعلان اپنے مذہب کو فاش نہ کریں۔ غرض اس کشمکش میں فیصلہ یہی کیا کہ جلیبی نہیں کھائی اور سیدھا اپنے کمرہ میں اٹھ آیا اور عالم خیال میں مستغرق ہو گیا کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے اتنے میں ایک شیعہ بزرگ جن کا میں ادب کرتا ہوں اور وہ بھی اکثر آمد و رفت رکھتے تھے ہمارے پاس آئے اور اپنی ٹوپی اتار کر ہمارے پیروں پر رکھ دی اور فرمایا کہ معاف کرو ہم لوگوں نے صفدر کو ڈانٹا کہ انھوں نے تم کو کیوں گزند پہنچایا میں نے عرض کی کہ آپ بزرگوں سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی ہاں اتنی شکایت ماموں صاحب سے ضرور ہے کہ جب وہ ہمارے جذبات سے واقف تھے تو ہمیں ستانا مناسب نہ تھا۔

علی الاعلان سنی طریقہ سے نمازیں پڑھو

ادھر ایک شیعہ بزرگ واجبات ادا کر کے رخصت ہوئے اور ادھر دادی صاحبہ مرحومہ کو جو بستر علالت پر تھیں بہن سلمہا اللہ نے خبر کر دی کہ بھیا کے ساتھ لوگوں نے ایسا برتاؤ کیا، ماما مجھے بلانے آئی جب ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو والدہ وغیرہ کو بھی متوشوش اور سخت مکدر پایا۔ دادی صاحبہ نے نہایت برہمی کی حالت میں مجھ سے فرمایا کہ ہمارے گھر میں دادا صاحب مرحوم کے وقت سے کبھی اس طرح برملا تبراء کی رسم نہیں برتی گئی تم نے دروازہ بند کر کے سب وشتم کرنے والوں کو زدوکوب کیوں نہ کروایا خیر تم کل سے علی الاعلان نمازیں پڑھو اور ظاہر ہو جاؤ۔ دیکھیں کوئی ”عدو شد سبب خیر گر خدا خواہد“۔ غرض ہماری حالت طشت از بام تو ہو ہی چکی تھی جو کچھ رہا سہا پس و پیش دادی صاحبہ کی وصیت کے باعث دامن گیر تھا وہ بھی جاتا رہا میں اپنے کمرے کے قید خانہ سے گویا آزاد ہو گیا۔

جائیداد سے محروم کرنے کی دھمکی

شیعہ حضرات نے اس بات کی بھڑاس یوں نکالی کہ کلکٹر ضلع کے پاس متعدد دستخط سے ایک عرض داشت گذاری۔ جس میں ہمارے تبدیل مذہب کی کیفیت مندرج کر کے تفتیش حالات کی استدعا کی اور جائداد سے محروم کیے جانے کی دھمکی دلائی۔ بحمد اللہ میں اس آزمائش میں ثابت قدم رہا بلکہ اپنے قلب کو صحابہ کرامؓ کی محبت سے ایسا استوار پایا گویا جائداد سے محروم کیا جانا ایک موہوم امر تھا مگر تاہم گھر بار کو عشاق نبوی ﷺ کے صدقہ میں ان پر نثار کر دینے کا تصور دریا کے موجوں کی طرح لہریں لینے لگا۔

شیعہ پبلک ہمارا بال بھی بیکا نہ کرسکی

بہر حال حسب منشاء درخواست تحقیقات شروع ہوئیں کلکٹر صاحب خود آئے ہم سے کچھ زیادہ پوچھا نہیں بلکہ مجھ سے تو کلکٹر نے میری تعلیمات کے متعلق استفسارات کر کے مجھ کو روانہ کردیا ہاں دادی صاحبہ مرحومہ کا دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا کیوں کہ وہی ہماری ولی تھیں اور نامعلوم اللہ نے ان کی زبان سے کس طرح کا بیان دلوایا کہ درخواست خارج کردی گئی اور شیعہ پبلک ہمارا بال بھی بیکا نہ کرسکی۔

میری بہن بھی سنی ہوگئی

اور تو اور ان تحقیقات سے ایک نیا گل کھلا یعنی بہن سلمھا اللہ کے بھی سنی المشرب ہوجانے کی اسی روز بنیاد پڑگئی۔ وماعلینا الا البلاغ المبین (ماہنامہ خلافت راشدہ)

سراسیمگی پھیل گئی

جام پور شہر وارڈ نمبر ۷ میں ایک عورت نے کافی عرصہ بیمار رہنے کے بعد موت سے دو دن قبل خواب دیکھا خواب کا ذکر کرتے ہوئے رشتہ داروں کو بتایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں جہنم میں پہنچ چکی ہوں اور فرشتے میری پٹائی کر رہے ہیں اور مجھے یاد دلا رہے ہیں کہ تو نے ساری زندگی صحابہ اور ازواج مطہرات پر تبرا بازی کی اور ان تبرائی مجالس میں شرکت کی لہذا تجھے اس بات کی سزا مل رہی ہے میں خواب میں یہ حالت دیکھ کر گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور ساری رات پریشانی میں گذاری اب میں تمہیں یہ خواب سنا رہی ہوں اور اب میں مذہب شیعہ سے براءت کا اعلان کرتی ہوں پھر اس عورت نے کلمہ شریف پڑھا اور مذہب شیعہ سے توبہ کی اپنے رشتہ داروں کو وصیت کی

کہ میرا جنازہ اہل سنت سے پڑھایا جائے دوسرے دن اس کا انتقال ہوگیا تو اس کے رشتہ داروں نے شیعہ عقائد کے مطابق کفن دفن کا انتظام کرنا شروع کیا تو اس کا بیٹا ماں کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے بضد ہوگیا کہ میں اور میرا باپ بھی شیعہ ہونے کے باوجود میں ماں کی وصیت پر عمل کروں گا اور اس کا کفن دفن مذہب اہل سنت کے مطابق کروں گا تو برادری دو دھڑوں میں بٹ گئی آخر اس کا جنازہ سنی مذہب کے مطابق پڑھایا گیا جس میں اہل سنت ہمسائے جو کہ پریشان تھے جب ان کو معلوم ہوا کہ جنازہ اہل سنت کے عقیدہ کا امام پڑھے گا تو کثرت سے شرکت کی تمام انتظام اہل سنت کے مذہب کے مطابق کیا گیا تو شیعہ رشتہ داروں نے ناراض ہوکر جنازہ میں شرکت نہ کی اور اس خواب سے ان کے اندر سراسیمگی پھیل گئی۔

یہ حق ہے

میر منصب علی تھانوی جب شیعہ سے سنی ہوئے ان کی ماں بہت روئی اور تمام عمر ان کی صورت نہیں دیکھی ان کے سنی ہونے کا یہ قصہ ہوا کہ ان کو سنی شیعہ دونوں طرف کی باتیں سن کر تردد ہوگیا جو کسی طرح دفع نہ ہوتا تھا کسی نے کہا کہ پیران کلیر بڑی برکت کی جگہ ہے وہاں حاضر ہو وہ پیران کلیر کی مزار پر جا کر دعا کی اے اللہ اس بزرگ کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ بس یوں ہی میرے قلب میں حق بات آجائے کہ یہ حق ہے اور اس کے خلاف کو دل قبول ہی نہ کرے اس کے بعد تھانہ بھون آئے اور اتفاقاً ایک حافظ صاحب نے آیت وضوء میں إِلَى الْمَرَافِقِ کی تفسیر میں یہ کہا کہ دیکھو اس سے معلوم ہوتا ہے پانی کہنیوں کی طرف لانا چاہیے انھوں نے شیعوں کو

بالعکس کرتے دیکھا انھوں نے اپنے ماموں سے پوچھا جو کہ مجتہد تھے انھوں نے کچھ تاویل کی انھوں نے کہا کہ صاف بات کو چھوڑ کر تاویل کو قبول نہیں کیا جاتا پس معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ قرآن کے تارک ہیں اور پکے سنی ہو گئے (حسن العزیز)۔

ماما نوکرانی

کانپور میں ایک ماما نوکر تھی وہ اپنی بہن کی حکایت بیان کرتی تھی کہ میری بہن شیعہ تھی اور خود میں بھی شیعہ تھی جب میری بہن کا انتقال ہوا تو اس کو غسل کے وقت گز ڈالا گیا میں یہ دیکھ کر سنی ہوگئی کہ میرا بھی یہی حال کریں گے یہ دیکھ کر میں سنی ہوگئی اللہ جانے قیامت میں کیا حالت ہوگی یہاں تو اس کی صورت دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے کہ دوزخی ہے۔

نومسلم شیعہ خاندان کے سربراہ غلام شبیر سے ایک ملاقات

سوال:......غلام شبیر صاحب! کیا آپ نے شیعیت سے توبہ کرلی؟

جواب:......جی ہاں۔

سوال:......آخر کیا وجہ بنی؟

جواب:......اس لیے کہ شیعہ مذہب جھوٹا مذہب ہے اور اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

سوال:......آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ مذہب جھوٹا ہے؟

جواب:......مجھے شیعیت کی حقیقت کا علم مولانا حقنواز جھنگوی شہید کی تقریر کی کیسٹوں سے اور مولانا قاری محمد یعقوب صاحب سرپرست سپاہ صحابہ بلوچاں کی تبلیغ اور ان کے

تعاون سے اور شیعہ مذہب کے کفریہ لٹریچر پڑھ کر پتہ چلا کہ شیعہ مذہب جھوٹا ہے۔

سوال:......کیا آپ کے قریبی رشتہ داروں میں سے بھی کسی نے مذہب حق قبول کیا؟

جواب:......نہیں! صرف میں میری بیوی اور بچوں نے اسلام قبول کیا ہے جبکہ ہمارے دوسرے رشتہ دار ابھی شیعہ ہیں اور ہمارا علاقہ جلا بلوچاں شیعہ کا گڑھ ہے اور یہاں کے بڑے بڑے ذاکر بھی مشہور ہیں۔

سوال:......آپ نے اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے کسی کو مذہب اسلام کی حقانیت سے روشناس کروایا ہے؟

جواب:......جی ہاں؟ کیوں نہیں میں اپنے بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کو اسلام کی حقانیت کے بارے میں بتا رہا ہوں اور انھیں مذہب شیعہ سے توبہ کرنے کیلئے تبلیغ کر رہا ہوں اور دعا بھی کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں ھدایت نصیب کرے۔

(خلافت راشدہ مئی ۱۹۹۱)

شیعہ مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا

چکوال میں ایک نوجوان نے مولانا حقنواز جھنگوی شہید کی کیسٹ سن کر اسلام قبول کرلیا اس نوجوان کا تعلق ایک مشہور شیعہ گھرانے سے ہے اور اس کے گھر میں اکثر مجالس عزا کا اھتمام ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو ایمان کی روشنی عطا کی اور اس نے سپاہ صحابہ چکوال کے سرپرست مولانا عبدالشکور جھنگوی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا اس نوجوان کا نام وسیم عباس تھا اب اس نے اپنا نام وسیم عثمان رکھ لیا ہے وسیم عثمان کو گھر سے دباؤ ڈالا جارہا ہے لیکن یہ نوجوان عظمت صحابہ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔(خلافت راشدہ مئی ۱۹۹۱ ص ۳۴)۔

اہل بیت کو چھوڑے بغیر صحابہ کو پالیا

داستان ہدایت......ابوخلیفہ القضیبی البحرینی

دراصل مذہب شیعی میں جن چیزوں سے مجھے دلی کوفت ہوتی تھی وہ تین چیزیں تھیں۔(۱)......صحابہ کرامؓ کو گالی گلوچ کرنا اور تبرے بازی کرنا۔

(۲)......متعہ جیسے قبیح فعل کے جائز ہونے کا عقیدہ رکھنا۔

(۳)......غیر اللہ سے دعائیں کرنا اور مردہ مخلوق سے حاجت روائی کی امید رکھنا۔یہی وہ تین چیزیں تھیں جنھوں نے درحقیقت میری زندگی کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے لہذا میں نے اس باطل عقیدہ کو چھوڑ کر عقیدہ اہل السنّت والجماعت کو اپنا لیا ہے۔

ابوخلیفہ القضیبی نے اپنی سرگذشت پر ایک کتاب لکھی **ربحت الصحابه ولم اخسر آل البیت** میں نے اہل بیت کو چھوڑے بغیر صحابہ کو پالیا ہم اس کتاب سے چند مختصر سی باتیں قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں

الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه ملا السماوات والارض وملاما شاء ربنا من شيء بعد وصلوات الله وسلامه على صفوة خلقه وخاتم رسله محمد وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين اما بعد

یہ کتاب چند اوراق کا مجموعہ ہے جو درحقیقت میری زندگی کی کہانی ہے اس میں میری زندگی کے گذشتہ لمحات کی داستان رقم ہے گویا میری حیات گم گشتہ کے یہ چند اوراق پارینہ ہیں جس کو میں نے افکار وخیالات کے ضمن میں لکھا تھا میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ حق وباطل کے درمیان رسہ کشی تھی جو موروثی اور حقیقی کشمکش تھی جو انسانی زندگی میں بڑی آزمائش کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ صرف میرا ہی تجربہ نہیں بلکہ بہت سے ان لوگوں کا تجربہ بھی ہے جو عجیب وغریب عقائد کے معاشرے میں پیدا ہوئے اور اپنے سماج کیلئے انھوں نے قربانیاں بھی پیش کیں اور اس کے دفاع میں جان توڑ کوششیں بھی کیں لیکن جب حقائق ان کے سامنے اجاگر ہوئے تو انھیں پتہ چلا کہ حق اس کے خلاف ہے اور وہ جس اعتقاد سے وابستہ ہیں وہ بالکل غلط ہے اور انھیں بخوبی علم ہوگیا کہ خاندان اور سماج کے رسوم ورواج کے نام پر باطل رسومات کا رواج اختیار کرنا گویا بہترین چیز کے بدلے کمتر چیز طلب کرنے کے مترادف ہے حالانکہ جو اللہ تعالی کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی چیز ہے **وما عند الله خير وابقى**

ابوخلیفہ القضیبی ۲۷/۳/۲۰۰۵ء

کچھ یادیں کچھ باتیں

میری پرورش اور پرداخت ایک ایسے مذہبی شیعی گھرانے میں ہوئی جس نے مذہب کی خدمت کو اپنا شیوا بنایا ہوا تھا اور جو علمی وفکری ہر دو میدان میں شیعہ مذہب کی خدمت انجام دے کر قرب الٰہی کا خواہاں تھا، صغرسنی ہی میں میرے والد محترم کا سایہ اٹھ گیا چنانچہ میری اور میری بہنوں کی کفالت میرے ماموں نے اپنے ذمہ لے لی تھی میرے ماموں مذہبی طور پر صاحب جبہ ودستار تھے انھوں نے بحرین میں شیعوں کے ایک مذہبی ادارہ ''جدحفص''میں تعلیم حاصل کی بعد میں ایران کے مشہور شہر قم میں اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کی تھی۔ ماموں ہماری دیکھ بھال میں بڑے چاق وچوبند رہا کرتے تھے ان کی ایک خواہش تھی کہ کہیں ہم بری سوسائٹی میں پڑ کر بے راہ روی کا شکار نہ ہوجائیں اور اس راہ پر نہ چل پڑیں جو ہماری خاندانی نیک نامی پر دھبہ ہو۔ ہمارے دین واخلاق کو غارت کر ڈالے اور ہمارے رب کریم کی ناراضگی کا سبب بن جائے جس کی وجہ سے آپ بڑی سختی سے ہم لوگوں پر نگاہیں رکھتے تھے، ہمارے ماموں کی ہم لوگوں کے بارے میں سختی کا یہ عالم تھا کہ جب ان کو پتہ چلا کہ میں موسیقی کالج میں داخلہ لینا چاہتا ہوں اور میری خواہش بھی تھی کہ میں موسیقی ماسٹر بنوں گا تو اس موقع پر میرے ماموں نے اس کا سختی سے نوٹس لیا انھوں نے شدت کے ساتھ منع کیا اور اس بات کو ذہن سے کھرچ کر نکال دینے کیلئے بھرپور کوشش کی اور کہنے لگے کہ بچپن میں ہمارا کوئی ایسا سرپرست نہ تھا جو ہماری راہنمائی کرتا اور برے کاموں سے ہمیں روکتا یہی وجہ ہے کہ ہم نے بڑی تنگ دستی اور زبوں حالی کی زندگی گذاری ہے لہذا میرے بچو برا نہ مانو اور میری

نصیحت قبول کرو میں کہہ سکتا ہوں کہ موسیقی کے جنون کو ذہن سے نکالنے میں میرے ماموں کا سب سے بڑا ہاتھ ہے اگر ان کی عنایت وشفقت نہ ہوتی تو خدا جانے میں کس حال میں ہوتا اس کے علاوہ اور بھی دوسرے اسباب ہیں جو میرے اس جنون کی راہ میں رکاوٹ بن گئے اور میں اس شیطانی دام میں پھنسنے سے محفوظ رہا۔

ماتم میں حاضری محبوب تھی

جہاں تک میری والدہ کا تعلق ہے وہ دینی محافل میں شرکت کی عادی تھیں اور اس کا بڑا اہتمام کرتی تھیں وہ ان مجالس میں اجر وثواب کی نیت سے شرکت کرتی تھیں ان کا واحد نقطہ نظر یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے امام حضرت حسینؓ کی خوشنودی حاصل کر کے اپنے اعتقاد کی خدمت کر رہی ہیں یہاں تک کہ آپ کو مرض تک کی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ امراض واسقام بھی ان مجالس میں شرکت سے نہیں روک سکتے تھے آپ کا پکا عقیدہ تھا کہ مجالس عزا میں شرکت نہ کرنا معصیت اور گناہ ہے اور اس میں شرکت کرنا بیماریوں کیلئے باعث شفاء ہے اس کی وجہ سے مصائب وآلام دور ہوتے ہیں اور غم واندوہ ختم ہوجاتے ہیں۔

میرے نانا مرحوم کا اپنی زندگی میں ڈھول تاشے بنانے کا پیشہ تھا وہ ڈھولوں کی مرمت کیا کرتی تھے جو ڈھول جلوس حسین میں خراب ہوجایا کرتے تھے وہ ان کی اصلاح ومرمت کیا کرتے تھے اور جو ڈھول رمضان کے آخری عشرے کی راتوں میں استعمال ہوتے تھے آپ کے ہاں ان کی مرمت کی جاتی جس میں بڑھ چڑھ کر ہمارے نانا حصہ لیا کرتے تھے چونکہ میں مذکورہ معاشرے کا پروردہ تھا لہذا مجھے بچپن ہی سے بحرین میں

عباس کے نام سے موسوم ماتم میں حاضری محبوب تھی میں اپنی صغرسنی سے ہی تمام مجالس ماتم میں شریک ہونے میں آگے آگے رہا کرتا تھا تاکہ مجھے اپنے ہاتھوں سے اٹھانے کیلئے وہ علم مل جائے جو حضرت حسینؓ کے نام سے جھانکی کی شکل میں نکالا جاتا ہے۔

جب میں تھوڑا اور بڑا ہوا تو ان ماتمی جلوسوں میں شرکت شروع کردی جن میں اثنائے ماتم پیٹھ پر لوہے کی زنجیریں چلائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے بدن خون آلود ہوجایا کرتے ہیں اسکول میں میں اور میرے ساتھیوں کو دینی پروگراموں میں شرکت کا شوق بڑا تھا کوئی شیعی پروگرام یا مجلس ایسی نہ ہوتی جس میں ہم بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیتے گویا پروگرام تعلیمی مشاغل سے آزادی کا بہانہ تھے ہمیں اس دن آزاد رہنے کا موقع مل جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ مجالس اور محافل والے دن اسکول میں بکثرت غیر حاضری ہوا کرتی تھی اور ایک معقول عذر ہمارے ہاتھ آجاتا تھا اس دن ہماری غیر حاضری پر حوصلہ شکنی کی بجائے دلجوئی کی جاتی تھی اور ہم حوصلہ افزائی کے مستحق قرار دیے جاتے تھے اور بڑے افسوس کے ساتھ ہمیں اس حقیقت کا انکشاف کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم میں سے اکثر نوجوان اس لیے مجالس عزاو ماتم کا شدت کے ساتھ انتظار کیا کرتے تھے کہ ان جیسی مجلسوں اور محفلوں میں لڑکیوں سے چھیڑ خانی کا خوب موقع مل جاتا تھا اور محفلوں میں مردوزن کے اختلاط کا راستہ ہموار ہوجایا کرتا تھا......لاحول ولاقوۃ الا باللہ

عقیل عقلمند نکلا

جہاں تک میرے خاندان کا تعلق ہے تو ان کو نذرونیاز پر بڑا بھروسہ تھا وہ نذرونیاز زیادہ کیا کرتے تھے میری سگی پھوپھی کو ہمیشہ بچہ گرنے کی شکایت رہا کرتی

تھی یا تو بچہ ولادت سے قبل ہی ساقط ہوجایا کرتا تھا یا ولادت کے فوراً بعد فوت ہوجاتا تھا کئی مرتبہ ان کو یہ عارضہ لاحق ہوا حتی کہ ان کے یہاں لوگوں اور ہمارے اہل وعیال کو یقین ہوگیا کہ اب ان کی اولاد بچنا مشکل ہے چنانچہ ان پر اولاد کی طرف سے مایوسی چھا گئی اور ان لوگوں نے حضرت علیؓ کی نذر مانی کہ اگر ان کے ہاں ہر طرح کے عیوب سے منزہ اولاد پیدا ہوئی اور ان کو زندگی بھی ملی تو وہ اپنے مولود کو ہر سال عاشورا کی صبح ماتمی جلوس میں لے جاکر شامل کریں گے اور اس کو کفن پوش کرکے اس میں شریک کیا جائے گا اور چھری کا ماتم کرنے والوں کا خون اس کے کفن پر گرایا جائے گا۔

چنانچہ جب میری پھوپھی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ان کے والد نے اس کا نام عقیل رکھا اور ان کے گھر والوں نے بیٹے کے بارے میں جو نذر مانی تھی وہ اس کو چند سال اسی انداز میں پورا کرتے رہے مگر ابھی اس نذر کو مناتے ہوئے چند ہی سال کا عرصہ گذرا تھا کہ اللہ تعالی نے عقیل کی بصیرت کو کھول دیا اور اس کے دماغ نے یہ بات محسوس کی کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے علاوہ کسی اور کی نذر نہیں مانی جانی چاہیئے اور امام علیؓ جن کی نذر مانی جارہی ہے وہ انسان ہی تھے اور کسی انسان کی ذات سے عبادت کو منسوب نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کی بارگاہ میں دعا کی جاسکتی ہے اور نہ اس سے استغاثہ کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی نذر مانی جاسکتی ہے لہذا عقیل نے سب سے پہلے عقلمندی کا کام یہ کیا کہ اپنی والدہ کو اس نذر کی حرمت کے بارے میں قائل کیا بالآخر یہ رسم انھوں نے چھوڑ دی۔

مزار پر بلڈوزر چلا دیا گیا

میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ایک یادگار قصہ پیش آچکا ہے جس کی حیثیت کسی

لطیفہ سے کم نہیں یہ داستان بھی عقیل بھائی جیسی ہی ہے قصہ یہ ہے کہ بچپن میں میری گردن کا آپریشن ہوا تھا مگر زخم مندمل ہونے کی بجائے پک گیا جس کی وجہ سے دوبارہ آپریشن کرنا پڑا میری والدہ کا کہنا ہے کہ آپریشن کی وجہ سے میری صحت بہت خراب ہوگئی تھی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ میں موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہوگیا۔ میری والدہ کو فکر دامن گیر ہوئی چنانچہ کسی شیعہ ملا نے میری والدہ کو نصیحت کی کہ تم ''منامہ'' کے علاقہ میں واقع مزارات میں سے کسی ایک مزار پر جاؤ اور خصوصی طور پر علی کی دہائی لگا کر نذر مانو کہ وہ مرض سے مجھے نجات دلا دیں اور میں تندرست ہو جاؤں اور آپ کا عقیدہ بھی ہونا چاہیئے کہ یہ اولیاء نفع رسانی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

غیر ارادی حالات کی بناء پر دن گذرتے گئے مگر میری والدہ اس مدت مدیدہ میں اس نذر کو عملی جامہ پہنا نہ سکیں یہاں تک کہ میں بڑا ہوگیا۔ چنانچہ محض اللہ کی ہدایت اور توفیق کی وجہ سے جب میں عقیدہ اہل السنّت والجماعت کے دائرے میں داخل ہوگیا تو میرے گھر والوں نے چاہا کہ مجھے یہ بات باور کرائیں کہ میرے اہل السنّت والجماعت کا مذہب قبول کرنے میں اہل بیت کے حق میں ظلم اور بے ادبی کا ارتکاب پنہاں ہے انھوں نے میری والدہ کی مانی ہوئی نذر کا بھی تذکرہ کیا اور بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی کہ اگر آل بیت کی نظر عنایت اور ان کا کرم خاص شامل حال نہ ہوتا تو تم کبھی شفایاب نہ ہوتے بلکہ تمھارا نام ونشان اور وجود تک نہ ہوتا یہ توانھی کی دَین ہے کہ تم صحت وعافیت سے بہرہ ور ہو کر زندہ ہوگئے ساتھ ہی انھوں نے نذر پر مجھے ڈرایا دھمکایا اور مجھے ترغیب دینا شروع کر دی کہ میں ان کے ساتھ نذر ادا کرنے کی غرض سے مزار پر حاضری دوں تاکہ میں کسی اندوہناک واقعہ سے دوچار نہ ہوں۔

انھوں نے وقفے وقفے سے اپنے ساتھ مزار پر حاضری کیلئے مجھے قائل کرنے کی کوشش کی اور سنی مذہب سے مرتد ہو کر شیعی مذہب قبول کرنے کی تگ و دو کی لیکن ان کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور وہ کسی صورت میں اپنی اس سازش میں کامیاب نہ ہو سکے تاہم اس جدوجہد نے میرے اندر ایمان کی جڑیں مضبوط کر کے اس کو بال وپر عطا کر دیے۔

مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ اس مزار میں دفن صاحب قبر سے استغاثہ اور اس نذر ونیاز کرتے ہوئے ابھی چند ہی سال کا وقفہ ہوا تھا کہ یہ حقیقت سامنے آگئی کہ اس کے بارے میں جو باتیں پھیلائی گئی تھیں ان کی حیثیت اوہام وخرافات سے زیادہ کچھ بھی نہیں حقیقت واضح ہو جانے کے بعد مزار پر بلڈوزر چلا دیا گیا پوری زمین کو ہموار کر کے استعمال کے قابل بنا دیا گیا یہ محض اللہ تعالی کا فضل وکرم اور اس کا لطف واحسان ہے۔

شیعیت سے نفرت کا سبب

سب سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ مجھے یہ خیال نہیں کہ میں اخلاق کی بلندی، عادات کی اس پاکیزگی اور روح کی اس بالیدگی میں پہنچ گیا ہوں جس پر انسان کو پہنچنا چاہیئے لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ انسان خواہ اپنی تہذیب وثقافت اور اپنے دین ومذہب پر قائم ہو، تاہم ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے جس سے تجاوز کرنے والا، فطرت سلیمہ اور اخلاق کریمہ کی ساری حدود تجاوز کر کے انسانیت کا خون کر ڈالتا ہے جس کو کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔

سب سے پہلے میرے درمیان اور اس مذہب کے درمیان جس پر میں گامزن تھا جو ٹکراؤ ہوا وہ مذہب شیعہ کا اخلاقی پہلو تھا دراصل اس مذہب کا اخلاقی پہلو بڑا گھناؤنا اور اتنا گھٹیا ہے کہ عقل انسانی جس کے بارے میں تصور نہیں کر سکتی۔

ابتداء میں میں خود کو یہ کہہ کر مطمئن کر لیتا تھا کہ شیعوں کی غیر اخلاقی حرکات دراصل یہ ان کے ذاتی افعال ہیں اور جن چیزوں کا گاہے بگاہے میں ملاحظہ کرتا رہتا تھا اس کا مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے حتی کہ وہ دن آ گیا جب اللہ تعالی نے میری بصیرت کو کھول دیا اور میں حقیقت سے آشنا ہو گیا۔ دراصل مذہب شیعی میں جن چیزوں سے مجھے دلی کوفت ہوتی ہے وہ تین چیزیں ہیں۔

(۱)......صحابہ کرامؓ کو گالی گلوچ کرنا اور تبرے بازی کرنا۔

(۲)......متعہ جیسے قبیح فعل کے جائز ہونے کا عقیدہ رکھنا۔

(۳)......غیر اللہ سے دعائیں کرنا اور مخلوق سے حاجت روائی کی امید رکھنا

یہی وہ تین چیزیں ہیں جنھوں نے درحقیقت میری زندگی کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے میں نے اس باطل عقیدہ کو چھوڑ کر عقیدہ اہل السنّت والجماعت کو اپنایا ہے دراصل یہی وہ عقیدہ ہے جس کی عداوت ودشمنی میں میری زندگی کے سنہری ایام گذرے تھے اور زمانہ جاہلیت میں جس کی طرف بغض کی نظر سے دیکھا کرتا تھا۔

صحابہ کرام کو گالی دینا اور ان پر تبرا بازی کرنا

میرا حال یہ تھا کہ میں صحابہ کرامؓ سے بغض رکھتا تھا ان کے بارے میں میرا یہ خیال تھا کہ انھوں نے اہل بیت پر ظلم کیا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے کبھی صحابہ کرام کو گالی دینے اور ان پر لعن وملامت کرنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی اس خیال نے مجھے اس عمل بد پر اکسایا تھا اس وقت میرے نزدیک اس مسئلہ کی حیثیت محض اخلاقی تھی صحابہ کرامؓ کے بارے میں اس وقت میری رائے کیا تھی؟

دراصل میں سمجھتا تھا کہ کوئی دین یا مذہب اپنے پیروکاروں کو اس طرح کا رویہ اختیار کرنے کی ترغیب نہیں دے سکتا میں نے کبھی بھی ایسا نہیں سنا کہ کوئی مذہب اپنے پیروکاروں کو مردہ لوگوں کو گالی دینے کی ترغیب دے اور ان پر لعن طعن کو باعث لذت کام سمجھے یہاں تک کہ قضائے حاجت کے دوران وقت گذارنے کا اس کو ذریعہ قرار دے العیاذ باللہ

شیعوں کے عالم محمد التوسیر کانی اپنی کتاب لآلی الاخبار کے صفحہ نمبر ۹۲ پر رقم طراز ہیں ''تم کو اس بات کا بخوبی علم ہونا چاہیئے کہ صحابہ کرام پر لعن وملامت اور گالی وگفتار کیلئے سب سے بہتر وقت اور موزوں مقام قضائے حاجت کا وقت اور مقام ہے چنانچہ استنجاء اور قضائے حاجت کے وقت ہر مرتبہ خوب ٹھنڈے دماغ کے ساتھ یہ کلمات ورد زبان رکھا کرو (نعوذ باللہ) **اللھم العن عمر ثم ابابکر وعمر ثم عثمان ثم معاویة وعمر ......اللھم العن عائشة وحفصة وھندا ام الحکم والعن من رضی بافعالھم الی یوم القیامة** اے اللہ عمر وابوبکر اس کے بعد عثمان اور پھر امیر معاویہ وعمر پر لعنت فرما اے اللہ! عائشہ حفصہ ہندہ ام حکم پر اور جو ان کے کارناموں سے رضامندی کا اظہار کرے ان پر قیامت تک لعنت نازل فرما''۔

نعوذ باللہ چند صحابہ کے علاوہ باقی تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے

میں انگشت بدنداں تھا اور جس وقت مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ ہمارے مذہب شیعی میں جو من گھڑت روایات ہیں اور جو قصے کہانیاں ہیں یہ اسی کی کرشمہ سازیاں ہیں جس نے ہمیں بلاوجہ برانگیختہ کرنے اور صحابہ کرامؓ پر اور جو ان سے

ہمدردی اور تعلق رکھے ان کو گالی دینے اور لعن طعن پر ابھارنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان روایات میں سب سے پہلے صحابہ کرامؓ کی تکفیر اور ارتداد کی تہمت لگا کر مذہب شیعی کے مشن کی ابتداء کی جاتی ہے اس کے بعد مذکورہ روایات کے روبرو اصحاب رسول پر لعن طعن کرنے کا مرحلہ آتا ہے آخر میں ان سے براءت کا اظہار کیا جاتا ہے یہ تمام کی تمام چیزیں قدیم اور جدید کتابوں میں ترتیب کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں اور تمام شیعہ حضرات اس کو چاہتے ہیں ان میں سے ایک روایت یہ ہے جس کو رجال الکشی نے نقل کیا ہے ”حنان بن سدیر اپنے والد سدیر سے رویات کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے فرمایا نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد تین اشخاص کے علاوہ سارے کے سارے لوگ مرتد ہو گئے تھے میں نے کہا کہ وہ تین اشخاص کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا حضرت مقداد بن الاسودؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت سلمان فارسیؓ بعد ازاں چند اور لوگوں کے ایمان کے بارے میں انکشاف ہوسکا اور فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی بیعت پر لوگوں کی نگاہیں جمی ہوئی تھیں ان لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور بہ دل نخواستہ امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت کی (الکافی ج ۸ ص ۲۴۵ کتاب الدرجات ص ۶۱۳)

بعض روایات میں ہے ان تین صحابہ کرام کے ساتھ چار صحابہ اور بھی آ کر مل گئے تھے تاکہ صحابہ کے زمانہ میں شیعوں کے اعتقاد کے مطابق مؤمنین کی تعداد سات تک ہو سکے لیکن سات کے عدد سے زیادہ اس وقت مؤمنین کے تعداد نہیں تھی مراد یہ کہ سات صحابہ ہی ایمان کے دائرے میں محفوظ رہ سکے تھے اور باقی نعوذ باللہ مرتد ہو گئے تھے **(سبحانک ھذا بھتان عظیم)**

اس بارے میں شیعوں کی جو روایات شاہد عدل ہیں ان میں سے حضرت حارث بن مغیرہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عبد الملک بن اعین کو ابوعبداللہ سے سوال کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد لوگ ہلاکت و بربادی کا شکار ہو گئے تو ابوعبداللہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم ایسا ہی ہے اے ابن اعین تمام کے تمام لوگ ہلاکت و بربادی کی وادی میں پڑے تھے ابن اعین کہتے ہیں میں نے کہا کہ اس کے بعد اب مشرق و مغرب میں کون صحیح ایمان پر ثابت قدم بچا تھا؟ تو راوی کا کہنا ہے ابوعبداللہ نے جواب دیا کہ گمراہی و بے راہ روی کے دہانے کھل گئے تھے خدا کی قسم! تین افراد کے علاوہ تمام کے تمام ہلاک ہو گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ مہاجرین وانصار سے راضی ہو گئے

اس پر میں نے شیعی مذہب سے رجوع کا ارادہ کیا اور تفسیر کے مطالعہ کی غرض سے میں نے اللہ کا یہ قول نہایت تدبر وتفکر سے پڑھا۔

والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم (التوبہ ۱۱۰)

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہو گیا اور وہ سب اس سے راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کیلئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار میں

سے سابقین اولین سے راضی ہو گیا ہے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، سعد بن معاذؓ وغیرہ صحابہ کے حق میں یہ بالکل صریح ہے حالانکہ شیعہ ان کو ہدف مطاعن بناتے ہیں۔

چنانچہ میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ کیا ایسا ممکن ہے اور کیا یہ بات قرین قیاس ہے اور کیا کوئی عقل مند یہ باور کرسکتا ہے کہ صحابہ کرام نے حضرت علی پر ظلم روا رکھتے ہوئے غاصبانہ طور پر ان سے زبردستی خلافت چھین لی ہو حالانکہ وہ صحابہ ہیں جن کے بارے میں قرآن کہہ رہا ہے کہ وہ ان سے راضی ہو گیا اور ان کیلئے جنت نعیم بطور مہمانی تیار ہے اگر نعوذ باللہ صحابہ کرام نے حضرت علی پر ظلم کرنا ہوتا یا ان سے زبردستی خلافت غصب کرنی ہوتی تو اللہ تعالی ان سے رضامندی کا کیوں اعلان کرتا؟

چنانچہ صحابہ کرام میں سے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وہ حضرات ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے ہیں کہ وہ ان سے راضی تھے اور ان کی مدح وثنا میں آیات قرآنیہ کا نزول ہوا ہے پھر کیسے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہی لوگ جن کی مدح سرائی قرآن نے کی ہے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کفر کی گندگی میں جا گریں حتی کہ شیعہ نے ان پر بہتان باندھا ہے کہ انھوں نے قرآن کریم میں تحریف کی ہے اور معاملاتِ دین کو تبدیل کر ڈالا ہے احکام شرعیہ میں ترمیم کی ہے۔

شیعہ سے سوال

اس اقدام کی وجہ سے شیعوں نے اپنے آپ کو مجرمین کے کٹہرے میں لے جا کر کھڑا کر لیا ہے ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ کیا اللہ تعالی کے علم میں یہ بات تھی کہ اس کے رسول کی موت کے بعد صحابہ کرام مرتد ہو جائیں گے یا نہیں؟ اگر

جواب ہاں میں ہے اور یقیناً ہاں میں ہوگا تو ہم کہیں گے کہ یہی اعتقاد تمام مسلمانوں کا ہے کہ اللہ تعالی کا علم ماضی حال مستقبل پر محیط ہے اس صورت میں ان آیات کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے گی جن میں اللہ تعالی نے صحابہ کرام کی تعریف کی ہے کیونکہ شیعوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سارے کے سارے صحابہ یا تو منافق ہوگئے ہیں یا مرتد ہوگئے ہیں؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اپنے رسول کی مدح وثنا کر کے اور اصحاب رسول سے رضامندی کا اظہار کر کے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) اپنے رسول کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اور کیا ان اصحاب ثلاثہ کی رسول اللہ ﷺ سے رشتہ داری محض تماشہ تھی اور رسول اللہ ﷺ کا ان صحابہ کرام پر اعتماد محض دکھلاوا تھا کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے (سبحانک ہذا بہتان عظیم) اس قسم کی بیہودہ سوچ دین کے ساتھ مذاق ہے اللہ تعالی کے بارے میں ہرگز زیب نہیں دیتی بلکہ یہ سوچ صریح اور کھلا کفر ہے۔

فرض کریں اگر حقیقت یہی ہے جو شیعوں کا عقیدہ ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی حقیقی صفات کا قرآن کریم میں تذکرہ کر کے اپنے نبی ﷺ کو اس بارے میں آگاہ کیوں نہ کیا؟ رسول اللہ ﷺ کی موت کے بعد عنقریب وہ اپنی دینی حالت سے منہ موڑ کر ارتداد کی راہ اختیار کرلیں گے اس چیز سے اللہ تعالی نے اپنے نبی کو زندگی ہی میں آگاہ کیوں نہیں کیا ہم کہتے ہیں کہ یہ بالکل دروغ گوئی اور اتہام بازی ہے یہ حضرات اپنے اس موقف کی وجہ سے ملت اسلامیہ کا جنازہ نکالنے پر تلے ہوئے ہیں اور دین ومذہب کے نام پر اسلام کا قلع قمع کر دینا چاہتے ہیں۔

متعہ کیا ہے؟

جہاں تک متعہ کا تعلق ہے ہمارے نزدیک ایک شیعی فرد ہونے کی وجہ سے متعہ کے جواز کی آزادی موجود ہے لیکن شروع ہی سے میرے گوشہ دل میں کسک پائی جاتی تھی اور میں کسی صورت میں متعہ کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہو پاتا تھا اگرچہ ابھی تک میں اس کے جواز وعدم جواز کے دلائل سے ناواقف تھا اور میری آنکھوں کے سامنے اس کے عدم جواز کا بیان تک نہیں گذرا تھا لیکن فطرتا نازیبا حرکت میرے نزدیک مردود تھی اور میں جب اس موضوع پر مناظرہ ہوتے سنتا تو مجھے مباحثے میں شرکت سے شرم محسوس ہوتی تھی کیونکہ اس کے جواز کے قائلین سے میرا صرف ایک ہی سوال ہوتا تھی کیا تم اپنی بہن کے ساتھ متعہ کیلئے راضی ہو تو مد مقابل کا شرم وحیاء سے فطری جواب نہیں میں ہوتا تھا حتی کہ بعض لوگ اس کا جواب دیتے ہوئے آگ بگولہ ہوجاتے تھے مگر اس کے بغیر ان کے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہوتا تھا۔

جہاں تک متعہ کی اباحت کا مسئلہ ہے اسلام نے اس کو وقتی طور پر ازراہ ضرورت جائز قرار دیا تھا بعد ازیں رسول اللہ ﷺ نے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام قرار دیدیا مستند روایات اس کی حرمت میں وارد ہوئی ہیں اور عجیب بات ہے کہ مذہب شیعہ میں یہ روایتیں پائی جاتی ہیں جن میں عقیدہ متعہ کی حرمت اور اس کی قباحت کا تذکرہ موجود ہے اس کے باوجود ہماری قوم ان روایات کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں

(۱)......عبداللہ بن سنان سے مروی ہے میں نے ابوعبداللہ سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اپنے نفس کو گندگی سے آلودہ کرنے کی کوشش مت کرو۔

(۲)......علی بن یقطین سے مروی ہے میں نے ابوالحسن سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ تم کو اس بحث سے کیا سروکار ہے جب کہ اللہ تعالی نے تم کو اس سے بے نیاز فرمایا ہے۔

(۳)......امام طوسی نے حضرت علی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھے اور نکاح متعہ کو حرام قرار دیا ہے

(۴)......ہشام بن حکم ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے ہمارے ہاں نکاح متعہ بازاری افراد کیا کرتے ہیں۔

ان روایات کی رو سے متعہ میں کسی قسم کا جواز تلاش کرنا ممکن نہیں ہے لہذا ذاکرین عظام اس موقع پر اپنا آخری حربہ استعمال کریں گے اور وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ہم ان روایات کو تقیہ پر محمول کریں گے کیونکہ یہ اہل السنّت کے مذہب کے موافق ہے شیعہ حضرات ان مذکورہ روایات کو ان کے صحیح اور مستند ہونے کے باوجود ماننے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ یہ اہل السنّت والجماعت کے اعتقاد کے موافق ہیں۔

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ’’**وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدی** (طہ۸۲) بلاشبہ میں انھیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں‘‘ جس صورت حال سے آپ کو آگاہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حقائق ہیں جنھیں ایک ایک کر کے ذکر کرنے کا یہ مقام نہیں ہے بلکہ اجمالا میں جن حقائق کو آپ کے سامنے رکھ سکتا تھا رکھ دیا ہے جس سے یہ بات واضح

ہوجاتی ہے کہ ہم پر ضروری ہے کہ ہم حق کی اتباع کریں میں اس نتیجہ پر اپنے نفس کے ساتھ کئی سال تک مجاہدہ اور کشمکش میں مبتلاء ہونے کے بعد پہنچا ہوں۔

اس وقت میرا حال یہ ہے کہ میں کسی صورت میں بھی اپنے نفس کو اس بات پر قانع نہیں کرسکتا کہ میں اپنے آپ کو اثنا عشری شیعہ کہوں کیونکہ میں اس وقت اس پوزیشن پر کھڑا ہوں کہ مجھے گوارا نہیں ہے اور میرا ضمیر یہ کہنے کیلئے تیار نہیں ہے کہ میں اثنا عشریہ ایمان کا حامل قرار پاؤں کیونکہ اثنا عشری کسی اور وادی میں ہیں اور میں ایمان کے سایہ میں اہل السنّت والجماعت کے ساتھ کسی اور وادی میں ہوں۔ میں نے اسلام کو اس لیے قبول کیا ہے کہ اسلام میں کالے اور گورے کی کوئی تفریق نہیں ہے اس کے اعتقادات کو ہر شخص اپنا کر دائرہ اسلام کے گھنے سائے میں پناہ لے سکتا ہے لہٰذا ہمارے لیے صرف دو ہی راستے ہیں یا تو ہم حق کو قبول کرلیں یا باطل کے کارواں میں شامل ہوجائیں۔

اہل بیت کا دامن بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا

میں نے تھوڑی دیر کیلئے توقف کیا، پھر میرے ذہن میں یہ بات چٹکیاں لینے لگی کہ اگر میں اپنے اس عقیدہ سے کنارہ کش ہوکر جس پر میری نشوونما ہوئی ہے اسلامی عقیدہ کو اختیار کرلوں جس کی تائید میں دلائل وشواہد کی بھرمار ہے اور جس کو فطرت سلیمہ بھی قبول کرتی ہے تو میرا کیا بگڑ جائے گا؟

آخر کار میں نے اہل السنّت والجماعت کے اعتقاد کو پورے شرح صدر کے ساتھ قبول کرلیا اور اس سودے میں ذرہ برابر بھی خسارہ نہیں اٹھایا بلکہ میں نفع مند ہوکر کامیاب ہوگیا۔

میں پورے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے صحابہ کرامؓ سے

موالات اور قلبی تعلق پیدا کرلیا ہے اور اہل بیت کا دامن بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا کیونکہ مجھے اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ صحابہ کرام اور آل بیت کی حیثیت لازم وملزوم ہے گویا یہ لوگ ایک چنے کے دو دیول ہیں۔

اس فیصلہ میں میں ہی منفرد نہ تھا بلکہ اس زمانہ میں اور اس سے قبل کے کتنے ہی لوگ ایسے گذرے ہیں جنھوں نے اس جادہ حق کو پوری قناعت کے ساتھ اختیار کیا ہے اللہ تعالی کی رضا اور اس کی خوشنودی کی امید میں اللہ تعالی کے اس قول ''**وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا** بلاشبہ میں انھیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں'' کو شعار بناتے ہوئے یہ چیز ان کے ذہن ودماغ میں رچ بس گئی تھی انھوں نے اسی کلیہ کو اپنی زندگی کیلئے نصب العین بنالیا اور اسی کو بطور مشعل راہ اختیار کرتے ہوئے حق کی راہ پر گامزن ہوگئے یقیناً ان کی دین ودنیا دونوں سنور گئے۔

دعوتِ غور وفکر

میں اپنے اہل خانہ اور ہمسایہ کو جن سے میں محبت کرتا ہوں اور مجھ سے وہ محبت کرتے ہیں اور ان کو جو آل بیت سے محبت کرتے ہیں اور ان کی اتباع کی عقیدت رکھتے ہیں اور ان کو جو تلاش حق اور نور ہدایت میں سرگرداں رہتے ہیں ان تمام کو صدائے فطرت پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں **فاقم وجهك للدين حنيفا فطرة الله التى فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لايعلمون** (الروم۳۰) لہٰذا آپ یکسو ہوکر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کردیں اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالی کے بنائے کو

بدلنا نہیں یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

میں یہ کہنا چاہوں گا آل بیت رسول ﷺ سے میری محبت صرف اور صرف ان کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت داری اور رشتہ داری کی وجہ سے ہے کیونکہ ان کو اس مقام پر نبی کریم ﷺ سے قرابت ورشتہ داری نے ہی فائز کیا ہے صحابہ کرام کا مرتبہ بھی صحبت اول کی وجہ سے ہے اول الذکر آل بیت رسول اور آخر الذکر اصحاب رسول ﷺ ہیں اور جو لوگ بھی ان سے محبت کرتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتے ہیں اس لیے اس حقیقت کا ادراک ہوجانے کے بعد ضروری ہے کہ ہم آل بیت رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ سے تعلق کا اظہار کریں۔

اس لیے سنی مسلک اختیار کرنے کے بعد اب میں کہتا ہوں **ربحت الصحابة ولم اخسر آل البیت** میں نے جہاں صحابہ کرام کو اپنانے کی سعادت حاصل کی ہے وہیں آل بیت رسول ﷺ کا دامن بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلی الله وسلم علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین الی یوم الدین

ورنہ شیعہ مذہب سے توبہ

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید نے لکھنؤ میں اعلان فرمایا کہ کل ہم شیعوں کی عیدگاہ میں وعظ کریں گے، چنانچہ آپ حسب اعلان وعظ کہنے کیلئے عیدگاہ تشریف لے گئے، اس اعلان کی اطلاع عام طور پر ہوچکی تھی اس لیے دونوں فریق کے لوگ جمع ہوگئے اور بہت بڑا مجمع ہوگیا، مولانا منبر پر تشریف لائے اور وعظ شروع فرمایا۔ مولوی عبدالقیوم صاحب مولوی عبدالحی صاحب کے صاحبزادے آپ کے پاؤں کے پاس

بیٹھے تھے، وعظ میں آپ نے مذہب تشیع کی دھجیاں اڑائیں۔

اس وعظ میں دو نوعمر اور نوجوان لڑکے جو آپس میں بھائی بھائی تھے جن میں سے ایک کا نام محمد ارتضی اور دوسرے کا نام محمد مرتضی تھا مولانا کے قریب بیٹھے ہوئے تھے ان پر مولانا کے اس وعظ کا اثر ہوا اور ان میں سے چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا!

"مولانا کی تقریر سن کر میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ اس شہر میں ہماری حکومت ہے اور یہ شخص جو مذہب تشیع کی اس بے باکی سے تردید کررہا ہے محض ایک معمولی اور دبلا پتلا آدمی ہے، نہ کہیں کا بادشاہ ہے، نہ نواب، نہ اس کے پاس فوج ہے، نہ ہتھیار، پھر باوجود اس بے بسی و بے کسی کے جو اس قدر یہ جرات دکھلا رہا ہے تو وہ کون سی بات ہے جو اس کو اس بے باکی اور سرفروشی پر آمادہ کررہی ہے، وہ صرف اس کا ایمان ہے، اور اب ہم اپنے ائمہ پر نظر کرتے ہیں، ہمارے مذہب کی روایات کے مطابق ہمارے ائمہ اس قدر قوی اور شجاع تھے کہ ان کی قوت کو نہ کسی فرشتے کی قوت پہنچتی تھی اور نہ جن کی، پھر اس کے ساتھ ہی وہ تقیہ بھی اس قدر کرتے تھے کہ مخالف تو درکنار خود اپنے شیعوں سے بھی صاف بات نہ کہتے تھے اسی سے میں سمجھتا ہوں کہ مذہب تشیع تو کسی طرح حق نہیں ہوسکتا کیونکہ یا تو ان کی بہادری کے افسانے جھوٹے ہیں یا ان کے تقیہ کی کہانی غلط ہے، اب صرف دو مذہب سچے ہوسکتے ہیں یا مذہب خوارج جو ان کو کافر کہتے ہیں، یا مذہب اہل السنّت والجماعت جو کہتے ہیں کہ ائمہ نہایت راست گو اور نہایت باایمان تھے، اور ان کی شان "**لایخافون فی الله لومة لائم**" تھی اور ان کا مذہب وہی تھا جو اہل السنّت کا مذہب ہے، اور جو باتیں شیعہ ان کی طرف نسبت کرتے ہیں، وہ ان کا افتراء ہے اور مذہب تشیع بالکل افسانہ ثابت ہوتا ہے اور میں حق سے خوارج اور اہل السنّت کے مذہب کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو مجھے اہل السنّت کا مذہب درست معلوم ہوتا ہے"۔

اس کو سن کر بڑے بھائی نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہے۔

جب وہ دونوں متفق ہو گئے تو چھوٹا بھائی اٹھا اور کہا:

مولانا!......ذرا منبر سے اتر جایئے مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔

مولانا سمجھے شاید یہ میری تردید کرے گا اور یہ خیال کر کے آپ نیچے تشریف لائے اس لڑکے نے منبر پر جا کر تمام شیعوں سے مخاطب کر کے کہا۔

صاحبو!......آپ کو معلوم ہے کہ یہ مولانا جو اس جرات سے مذہب تشیع کی تردید فرما رہے تھے نہ ان کو بادشاہ کا خوف ہے، نہ ارکان دولت کا، نہ عام رعایا کا، محض ایک معمولی شخص ہیں کہ ان کی نہ کوئی جسمانی قوت ہم سے ممتاز ہے اور نہ ان کے پاس کوئی فوجی قوت ہے پھر باوجود اس بے کسی اور بے بسی اور کمزوری کے جو وہ اس قدر جرات دکھلا رہے تھے اس کا سبب کیا ہے؟، اور وہ کون سی قوت ہے جس نے ان کو اس قدر جان باز اور جری بنا دیا ہے؟۔ میرے نزدیک وہ قوت صرف قوت ایمانی ہے۔

میں دریافت کرتا ہوں کہ ہمارے ائمہ جو عمر بھر تقیہ کرتے رہے حتی کہ خود اپنے شیعہ سے بھی ڈرتے رہے تو اس کمزوری کا کیا سبب ہے؟ اگر اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں قوت نہ تھی، اول تو مذہب تشیع اس کا انکار کرتا ہے اور ان کے اندر انسانی طاقت سے زیادہ طاقت بتلاتا ہے، اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ قوت میں مولوی اسماعیل صاحب سے کسی صورت کم نہ ہوں گے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ایمان میں مولوی اسماعیل صاحب سے بھی کمزور تھے؟

یہ میرا شبہ ہے اگر کسی شیعہ کے پاس اس کا جواب ہو تو اس کا جواب دے، ورنہ میں مذہب تشیع سے تائب ہوتا ہوں اور میرے ساتھ میرا بڑا بھائی بھی تائب ہوگا،

اس مجمع میں مجتہدین بھی تھے مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

اس نے پھر کہا......کہ یا تو کوئی صاحب جواب دیں ورنہ میں مسلمان ہوتا ہوں اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا۔ آخر وہ منبر سے اترا اور مولانا سے عرض کیا کہ میں اپنا کام کر چکا آپ وعظ فرمائیں۔

مولانا نے کہا......وعظ سے جو میرا مقصود تھا وہ حاصل ہو گیا اس لئے اب مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہی...... یہ دونوں لڑکے کسی بڑے وثیقہ دار کے لڑکے تھے جب مسلمان ہو گئے تو انھوں نے اپنا سب گھر بار چھوڑ دیا اور مولانا کے ساتھ ہو گئے اور انھی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ جہاد میں مولانا کے ساتھ شہید ہو گئے

(ارواح ثلاثہ)

کیا ائمہ اہل بیت عالم الغیب تھے یا یہ عقیدہ ان کے نام پر گھڑا گیا ہے؟

اتی المغیرۃ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین فقال له اقر بعلم الغیب حتی اجبی لك العراق فقال اعوذ بالله ثم اتی محمد بن علی بن الحسین فقال له مثل ذلك فزجره وشتمه (انساب الاشراف ج ۳ ص ۱۷۲، الکامل لابن الاثیر ج ۲ ص ۴۱۹)

مغیرہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا آپ علم غیب کا اقرار کر لیں تا کہ میں آپ کیلئے عراق کے لوگوں کو جمع کر دوں تو امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا میں اس (دعوی) سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھر وہ امام محمد بن علی باقر رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان کو وہی بات کہی تو امام باقر نے اس کو ڈانٹا اور اس کو برا بھلا کہا۔

اللہ کا کرم

داستان ہدایت......حضرت مولانا سید محمد علی شاہ صاحب

تعارف اور تعلیمی مراحل

بہاولپور کے ایک قدیمی قصبہ کا نام پہلی راجن ہے جہاں سادات کی زیادہ آبادی ہے جو اکثر شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں یہاں پر ایک بزرگ عالم دین مولانا سید محمد علی شاہ صاحب ہوتے تھے۔مولانا سید محمد علی شاہ صاحب حسنی حسینی سید تھے آپ کا پورا خاندان رافضی تھا حق تعالی نے کرم کا معاملہ کیا آپ نے حضرت مولانا مفتی واحد بخش صاحب سے احمد پور شرقیہ میں دینی تعلیم حاصل کرنی شروع کی، بلا کے ذہین تھے،اعلی تعلیم کیلئے شاہ صاحب نے جامعہ عباسیہ بہاولپور (موجودہ اسلامیہ یونیورسٹی) میں داخلہ لیا مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب شیخ الجامعہ تھے ،حضرت امام العصر سید محمد انور شاہ کشمیری کے شاگرد رشید مولانا محمد صادق بہاولپوری صاحب

بہاولپور میں ناظم امور مذہبی تھے آپ نے ان سے اکتساب علم کیا اس زمانہ میں جامعہ عباسیہ کی ایم اے کی ڈگری کو علامہ کہا جاتا تھا شاہ صاحب نے جامعہ کی انتہائی ڈگری ''علامہ'' اعلی نمبروں سے حاصل کر کے جامعہ میں پہلی پوزیشن حاصل کی شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب نے بخاری شریف کے پرچہ پر سو فیصد نمبر دے کر اس پر نوٹ دیا ''میں اصول کی رو سے سو سے زیادہ نمبر نہیں دے سکتا ورنہ مولانا سید محمد علی شاہ اس سے بھی زیادہ نمبروں کے مستحق تھے'' اپنے وقت کے شیخ کی شاہ صاحب کے متعلق یہ رائے آپ کیلئے بہت بڑا اعزاز تھی۔

نیم ملا تو شیعہ، عالم دین تو سنی

جس زمانہ میں شاہ صاحب جامعہ عباسیہ میں زیر تعلیم تھے اس وقت ایک شیعہ زمیندار نے سنی زمیندار سے کہا کہ ہمارا نوجوان (سید محمد علی شاہ) علم دین پڑھ رہا ہے جو ہماری طرف سے سنیت کا مقابلہ کرے گا سنی زمیندار نے کہا کہ اگر تو محمد علی شاہ نے کتب پوری نہ پڑھیں نیم ملا رہا تو پھر تمھارا ہے اگر پوری کتابیں پڑھ لیں عالم دین بن گئے تو پھر یہ ہمارے عالم ہوں گے تمھارے نہیں اللہ رب العزت نے کرم کیا مولانا سید محمد علی شاہ بہت بڑے سنی عالم، نامور مناظر، حق گو، مجاہد فی سبیل اللہ، متبحر عالم دین ثابت ہوئے۔

دینی خدمات

تب شیعہ برادری نے مخالفت کی آپ نے نوعمری میں فارغ التحصیل ہو کر قصبہ پہلی راجن سے ترک سکونت کر کے نہر کے کنارے رہائشی مکانات بنوائے اس نئی

آبادی کا نام انھوں نے عثمان پور رکھا یہاں ایک مدرسہ قائم کیا جو رفیق العلماء بستی عثمان پور کے نام پر تھا یہ ریاست بہاولپور کا سرکاری سکول تھا اس زمانہ میں ان سکولوں میں جامعہ عباسیہ کا نصاب پڑھایا جاتا تھا۔ یہ جامعہ عباسیہ کے زیر اہتمام تھا اور اس کا ریاست میں مڈل کے برابر درجہ تھا۔

مدرسہ رفیق العلماء عثمان پور کے صدر المدرسین مولانا محمد علی شاہ صاحب تھے سکول کی ڈیوٹی کے علاوہ طلبہ کو دوسرے اوقات میں دینی کتب ''درس نظامی'' پڑھاتے تھے آپ کے سینکڑوں شاگرد اس وقت دین متین کی خدمت کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کا فریضہ بھی سرانجام دیتے تھے ایسے مخلص بے لوث انسان تھے کہ شب وروز میلوں کا پیدل یا سائیکل پر سفر کر کے دور دراز تک تبلیغ اسلام کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ حق گو، مجاہد، نڈر اور بے باک خطابت سے علاقہ میں آپ نے دھاک بٹھا رکھی تھی بدی کو روکنے میں آپ کا وجود درہ عمر کی حیثیت رکھتا تھا، رفض و بدعت کے مقابلہ میں اللہ کی تلوار تھے

جرات مند انسان

شجاع آباد کے مولانا قاضی محمد یاسین، مولانا محمد واصل اور مولانا محمد علی شاہ تینوں حضرات کی ایک جماعت تھی جو مجاہدین فی سبیل اللہ تھے ان کے نام سے کفر اس طرح بھاگتا تھا جس طرح حضرت عمرؓ کے سایہ سے شیطان۔ آپ کی زندگی حق گوئی اور بے باکی کی علامت تھی ایک دفعہ علاقہ کے تمام زمینداروں نے مشترکہ میٹنگ میں فیصلہ کیا کہ اپنے علاقہ میں کسی عالم دین کی تقریر نہ ہونے دیں گے ان دنوں بستی فقیراں میں ایک تبلیغی جلسہ تھا زمینداروں نے پولیس سے مل کر سپیکر پر پابندی اور باہر

کے علماء کا داخلہ بند کرا دیا جو حضرات آ گئے ان کی زبان بندی کرا دی مولانا دوست محمد قریشی (جو شیعہ کے خلاف خوب تبلیغی تقریری و تحریری کام کر رہے تھے انھوں نے شیعہ کے خلاف کئی کامیاب اور فیصلہ کن مناظرے کیے اور شیعہ کے رد میں کئی لاجواب اور ٹھوس کتابیں لکھیں وہ) اور دوسرے حضرات پہنچ گئے ان سے زبان بندی کے احکامات کی تعمیل کرائی گئی ظہر تک جلسہ نہ ہو سکا تمام انتظامات مکمل ہیں سپیکر لگا ہوا ہے علماء موجود ہیں مگر جلسہ شروع نہ ہو سکا ظہر کے قریب مولانا محمد علی شاہ صاحب تشریف لائے نماز پڑھائی اسپیکر لگوایا اور خطاب شروع کر دیا علاقہ کی پولیس اور زمیندار موقع پر موجود ہیں مگر شاہ صاحب کی حق گوئی اور بہادری کے سامنے کسی کی نہ چلی آپ نے زمینداروں اور جاگیرداروں کو للکارا شرم کے مارے ان کے منہ لٹک گئے ندامت کے مارے سر جھک گئے اس طرح کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

ایک دفعہ کسی نے کبڈی کا دنگل رکھا ہزاروں کا اجتماع ہو گیا پروگرام شروع ہو گیا شاہ صاحب ساتھی کے ہمراہ سائیکل پر کسی تبلیغی سفر سے واپس آ رہے تھے سائیکل موڑی اور دنگل میں جا پہنچے ان کو دیکھتے ہی لوگ پریشان ہو گئے پہنچتے ہی آپ نے اذان کہی لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی نماز باجماعت ادا کی اور وعظ شروع کر دیا جو لوگ بچ گئے وعظ کی مجلس میں شامل ہو گئے۔

مناظرہ جھوک وڑھیل

یہ ہمیشہ کیلئے فیصلہ کن مناظرہ ہے جو کہ ضلع بہاولپور میں مناظر اعظم اہل السنّت حضرت العلامہ مولانا محمد عبد الستار تونسوی اور شیعہ مناظر مولوی محمد اسماعیل گوجروی کے

درمیان ہوا جس میں مولوی محمد اسماعیل لاجواب اور مبہوت ہو کر میدان مناظرہ چھوڑ گیا جس پر علاقہ کے شیعہ وسنی ہزاروں مسلمان گواہ ہیں اور جس سے سب حاضرین کو یقین کامل ہو گیا کہ واقعی شیعہ حضرات کی کتابوں میں ائمہ کرام کے معتبر ارشادات سے سے ثابت ہے کہ حضور پر نور ﷺ کی حقیقی بیٹیاں چار تھیں مناظر شیعہ کوئی ایک معتبر روایت پیش نہ کر سکا جس سے ثابت ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراءؓ تھیں۔

مولانا اللہ وسایا صاحب لکھتے ہیں......راقم عینی گواہ ہے کہ ۱۹۶۸ء ماہ شوال کی سات تاریخ کو جھوک وڑھیل تھانہ نوشہرہ جدید ضلع بہاولپور میں مناظرہ تھا حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ مناظر تھے معین مناظر مولانا سید محمد علی شاہ صاحب پپلی راجن، مولانا حافظ اللہ بخش گروان اہل سنت کی طرف سے تھے شیعہ حضرت کی جانب سے مولانا محمد اسماعیل گوجروی مناظر تھے ان کے معاون مولوی قاضی سعید الرحمٰن تھے مناظرہ میدان میں ہونا تھا سامعین، شائقین اور ناظرین کے دونوں جانب سے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے، شیعہ نمائندے اہل سنت نمائندوں سے بات طے کر کے جاتے لیکن مولوی محمد اسماعیل پھر مکر جاتے دن بھر یہ کیفیت رہی لیکن شام تک شیعہ مناظر اپنے رہائشی مکان سے باہر نہ آئے مولانا علامہ تونسوی صاحب رحمہ اللہ صبح سے میدان میں سٹیج پر براجمان ہو گئے جب مولوی محمد اسماعیل گوجروی کسی طرح مناظرہ پر تیار نہ ہوئے تو شیعہ، سنی رہنماؤں نے مولانا تونسوی رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ وہ تقریر کریں مولانا تونسوی صاحب کی داڑھی کالی، بیالیس سال عمر، شباب کا جوبن، بھرپور قد کاٹھ، چہار پہلو والی ٹوپی، سفید کپڑے، سینہ پر پستول آویزاں ہوا، خطاب

کیا کیا، جادو کر دیا ان کی ایک ایک للکار شیر کی دھاڑ معلوم ہوتی تھی ایک ہی خطاب میں ہزاروں لوگوں کے عقائد کو صحیح کر گئے'' (ماہنامہ لولاک فروری ۱۴۳۴)

ایک دفعہ رافضیوں سے مباہلہ طے ہوا آپ اپنے اہل وعیال ورفقاء کو لے کر مقام مباہلہ پر پہنچ گئے مگر دوسرے فریق نے بھاگ جانے میں ہی عافیت سمجھی۔

عالم بے بدل

آپ مناظر، خطیب، علم وفضل، دلائل کی پختگی، غضب کا حافظہ، فقہ کی جزئیات پر عمیق نظر، اور آپ کے مجاہدانہ کردار نے آپ کو مقبول عام بنا دیا تھا علاقہ کے عوام آپ سے دلی محبت کرتے تھے ان کے چشم ابرو کے اشارہ پر جان بازی کی لگانے پر تیار ہو جاتے تھے آپ کے فتوی کو حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔

مولانا سید محمد علی شاہ صاحب سائیکل پر سوار جا رہے ہیں راستہ میں کسی نے روک لیا سائیکل سے اترے اس نے فتوی پوچھا جیب سے قلم کاغذ نکالا صورت مسئولہ لکھی خود ہی جواب لکھا دستخط کئے دنیا کے کسی دارالافتاء یا ہائیکورٹ تک وہ فتوی جاتا اس میں ایک لفظ کی کوئی تغلیط یا ترمیم نہ کر سکتا اتنے ذہین تھے کہ کتابوں کی طرف مراجعت کے بغیر زبانی سب کام چلاتے تھے تمام پڑھی ہوئی کتب کا کتب خانہ ان کا اپنا ذہن ہوتا تھا جس میں کمپیوٹر کی طرح پر ڈیٹا جمع ہوتا تھا۔

میں جانا فرض سمجھتا ہوں

راقم (حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب شاہین ختم نبوت) کے استاذ محترم حضرت مولانا حافظ اللہ بخش صاحب آپ کے شاگرد رشید ہیں فقیر راقم خان پور سے دورہ

حدیث شریف کر کے گھر آیا تو میرے والد صاحب مرحوم نے استاذ محترم حضرت مولانا حافظ اللہ بخش صاحب سے فرمایا کہ اسے دین کے کام پر لگانا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں تو زمیندار ہوں میرا کام حاضر ہے آج سے شروع کردے حضرت مولانا حافظ اللہ بخش صاحب اپنے استاذ حضرت مولانا سید محمد علی شاہ کے پاس تشریف لے گئے حضرت شاہ صاحب نے حضرت مولانا محمد علی جالندھری کو خط لکھا کہ ہمارے علاقہ سے ایک نوجوان اس سال فارغ التحصیل ہوئے ہیں آپ ان کو جماعت میں شامل کرلیں۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھری نے حضرت شاہ صاحب کو خط لکھا کہ حضرت مولانا لال حسین اختر نے فجی آئی لینڈ سے ایک عالم دین کو بھیجا ہے ان کیلئے اسپیشل (شوال المکرّم میں) تربیتی کلاس کھولنی ہے آپ ان کو بھی بھیج دیں چنانچہ مولانا عبدالمجید فجی آئی لینڈ مولانا بشیر احمد مہتمم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ اور فقیر راقم پر مشتمل سہ رکنی جماعت نے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات سے رد قادیانیت کا دو ماہی کورس مکمل کیا۔ امتحان ہوا۔ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا امتحان سے فراغت کے بعد حضرت اقدس مولانا محمد علی جالندھری نے فرمایا کہ (۱) آپ امتحان میں اچھے نمبروں پر کامیاب ہوئے (۲) آپ کے استاذ حضرت مولانا محمد حیات نے آپ کو جماعت میں شامل کرنے کی سفارش کی ہے (۳) آپ کے متعلق مولانا محمد علی شاہ صاحب نے خط لکھا ہے۔

مولانا محمد علی شاہ صاحب میرے (مولانا محمد علی جالندھری کے) نزدیک اس لیے قابل احترام ہیں کہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب ان کا احترام اور ان کی رعایت کرتے تھے۔ آل انڈیا مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس چھوڑ کر پیلی راجن کے جلسہ میں حضرت امیر شریعت شریک ہوتے تھے چوہدری افضل

حق، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی حضرت امیر شریعت سے اصرار کرتے کہ آپ اجلاس کو بھگتا کر جائیں تو حضرت شاہ جی فرماتے تھے کہ پورا خاندان اور علاقہ رافضی ہے وہاں ایک سید ہے (محمد علی شاہ صاحب) اس کے جلسے پر میں جانا فرض سمجھتا ہوں

حضرت مولانا محمد علی جالندھری نے یہ تین باتیں ارشاد فرما کر مجھے حکم فرمایا کہ آپ تیاری کریں آج سے ہی میرے ساتھ جماعت کے پروگرام پر چلنا ہے اس لحاظ سے مجلس میں فقیر کی شمولیت کا باعث بھی حضرت مولانا سید محمد علی شاہ صاحب تھے۔

کلمہ پڑھتے ہوئے کوچ کر گئے

۹۳ سال کی عمر پائی داڑھی کے بال دوبارہ سیاہ ہونا شروع ہو گئے تھے آخری وقت تک تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے اتنی بڑی عمر کے باوجود بڑے مضبوط قویٰ کے انسان تھے۔ قدرت نے علم وعمل کی طرح صحت کی دولت سے بھی نوازا تھا ۔ ۱۷ جنوری کو مبارک پور کے قریب کسی گاؤں میں خطاب کیا مغرب کی نماز کی امامت شروع کی پہلی رکعت میں جب انعمت علیھم پر پہنچے تو خاموش ہو گئے کچھ دیر خاموش کھڑے رہے مقتدی پریشان ہو گئے آپ نے زور سے اللہ! اللہ! کہا اور لوگوں کے دل ہلا دیے نماز توڑ کر ساتھی آگے بڑھے اور آپ کو پکڑ کر بٹھا دیا فرمایا تم اپنی نماز پوری کرو ساتھی نماز سے فارغ ہوئے فرمایا مجھ پر فالج کا حملہ ہوا ہے آپ لوگ گواہ بن جائیں کہ میں تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور پھر کلمہ شریف کا بار بار ورد کرتے رہے لوگوں کو کہا تم بھی کلمہ پڑھو کلمہ پڑھتے پڑھتے فالج کا اثر زبان پر پہنچا سواری کرا کے گھر لایا گیا صبح پانچ بجے راہی ملک بقاء ہوئے۔

آپ کی وصیت کے مطابق اسلامیہ مشن بہاولپور کے شیخ الحدیث مولانا محمد

حنیف نے نماز جنازہ پڑھائی بلا مبالغہ ہزاروں کا اجتماع تھا مرد، عورتیں، چھوٹے بڑے، سب ان کے انتقال پر رو رہے تھے یہ ان کی قبولیت عامہ اور مقبولیت عنداللہ کی دلیل ہے وصیت کے مطابق عام قبرستان میں ہمیشہ کیلئے محو خواب ہو گئے اللہ رب العزت ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں

(فراق یاراں ص ۳۰۱ تا ۳۰۴ مؤلفہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب شاہین ختم نبوت)

ہدایت کی کہانی اپنی زبانی

داستان ہدایت......سابق شیعہ مجتہد آیت اللہ

علامہ ابوالفضل برقعی

میں جوانی میں شیعہ امامیہ میں سے تھا اور اپنے آباء کا مقلد تھا باوجود اس کے کہ میں طالب علم اور علوم دینیہ کے حصول میں مگن تھا میری یہی حالت رہی حتی کہ میں نے ان کے علماء اور مراجع کی تصدیق سے مجتہد کا درجہ حاصل کر لیا میں متعصب قسم کا شیعہ تھا اور اس مذہب کا مبلغ اور داعی شمار ہوتا تھا ہم اور ہمارے جیسے دوسرے مجتہدین شیعہ مذہب کی خرافات کو صحیح ثابت کرنے کیلئے کمزور توجیہات کا سہارا لیتے تھے جن پر ہم خود بھی مطمئن نہیں ہوتے تھے میں نے اپنے سابقہ مذہب کے مطابق بہت ساری تصانیف کی ہیں ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے مذہب کے علماء ہادی اور مہدی ہیں یہاں تک کہ جب میری عمر چالیس سال کو پہنچی تو میں نے کتاب اللہ کی آیات میں تدبر اور غور وفکر شروع کر دیا، میں نے دیکھا کہ میرے مذہب کے بہت سے مسائل قرآنی آیات کے موافق نہیں ہیں بلکہ میرے مذہب کی اکثر روایات بھی آیات قرآن کے خلاف ہیں تو اللہ تعالی نے اپنی آیات کی برکت سے مجھے ہدایت دی اللہ تعالی اپنی کتاب کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ان کی کہانی ان کی اپنی زبانی سنئے......

الحمد لله الذی هدی عبده الفقیر العاجز الی نور التوحید واخرجه من الظلمات الداکنة الی المحجة البیضاء التی لیلها کنهارها فادرك الحق ونبذ الباطل فقد هدانی ربی الی صراط مستقیم فله الحمد وله الشکر الحمد لله الذی هدانا لهذا وماکنا لنهتدی لولاان هدانا الله، الهی وخالقی ورازقی انت دللتنی الیك ولولاانت لم ادر ماانت والصلاة والسلام علی الرسول المحمود محمد المصطفی وعلی اهله واصحابه واتباعه الذین اتبعوه باحسان الی یوم لقاء ه بعدد خلق الله ورضی نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته

امابعد......میرے بعض دوستوں اور محبت رکھنے والوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ میں اپنی زندگی کے واقعات اور اپنے گذشتہ دنوں کے حالات لکھ دوں جن میں اپنے عقائد اور اس حق کی وضاحت کردوں جس تک میں اپنی زندگی کے مراحل میں پہنچا، تاکہ میرے مرنے کے بعد میرے دشمن مجھ پر کوئی تہمت نہ لگاسکیں اور خواہشات اور توہمات کے پجاریوں اور بدعات وخرافات میں مبتلاء لوگوں میں سے جس نے مجھ پر زبان درازی کی ہے اور مجھ پر طعن وتشنیع کی ہے وہ مجھ پر کوئی جھوٹی بات نہ گھڑ سکے۔

کوئی شک نہیں کہ جو آدمی بھی اسلام کا جھنڈا بلند کرتا ہے اور شرک وبدعت اور بتوں کے پھینکنے کی دعوت دیتا ہے تو اس کے سامنے اتنی ہی تعداد میں دشمن آتے ہیں جتنی کہ بدعتیں اور خواہشات ہیں جو نہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور نہ ان میں تقوی وخشیت ہے اس لیے وہ اپنے مخالفین کو کافر کہنے اور فسق وفجور سے متہم کرنے سے باز

نہیں آسکتے بلکہ وہ اپنے ان اعمال سے اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مذہب کے اصول میں سے ہے اور اس پر اجر وثواب ملے گا اور انھوں نے ان جیسے اعمال شنیعہ کیلئے جن کو نہ عقل پسند کرتی ہے اور نہ کوئی انسانی احساس قبول کرتا ہے جھوٹی حدیثیں اور من گھڑت روایات اپنی کتب حدیث میں درج کی ہوئی ہیں۔ جاہل اور عام لوگ بہت زیادہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ صحیح حدیثیں ہیں پھر ان پر عمل کر کے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔

اگرچہ میں اپنے آپ کو عظیم خالق کے سامنے ایک حقیر اور کمزور بندہ سمجھتا ہوں اور مجہول لوگوں میں سے شمار کرتا ہوں اس لیے مناسب تو نہیں ہے کہ میں اپنی ذاتی سیرت لکھوں تاکہ اس کے ذریعے میں زمانہ میں اپنی شہرت کا طالب بن جاؤں لیکن میں اپنے دوستوں کے اصرار کو چھوڑ نہیں سکتا اس لیے میں ان کی بات قبول کرتے ہوئے مجبور ہوں کہ میں اپنے کچھ حالات لکھوں اگرچہ میں نے اپنی دوسری تصنیفات میں بعض حالات کی طرف بطور وعظ ونصیحت کے اشارہ کر دیا ہے

نسب نامہ

میری ولادت ایران کے شہر قم میں ہوئی تین نسلوں سے میرے آباء اسی شہر میں رہ رہے ہیں میرے جداعلی جو اس شہر میں آکر ٹھہرے تھے وہ امام موسی مبرقع بن امام محمد تقی بن امام السید علی بن موسی الرضا ہیں ان کی قبر آج بھی قم شہر میں مشہور ومعروف ہے چونکہ ہمارا شجرہ نسب امام موسی مبرقع تک پہنچتا ہے اس لیے ہمیں برقعی کہا جاتا ہے اور چونکہ ہم امام رضا کی اولاد سے ہیں اس لیے ہمیں رضوی یا ابن الرضا کہا جاتا ہے میں نے بھی اسی وجہ سے اپنے شناختی کارڈ پر اپنا نام ابن الرضا لکھوایا ہے۔

میرا شجرہ نسب جیسا کہ کتابوں میں ہے اور میں نے اپنی کتاب تراجم الرجال میں لکھا ہے وہ یہ ہے ابوالفضل بن حسن بن احمد بن رضی الدین بن میر یحیی بن میر میران بن امیران الاول ابن امیر صفی الدین بن میر ابوالقاسم بن میر یحیی بن میر السید محسن الرضوی الرئیس بمشہد الرضا من اعلام زمانہ بن رضی الدین بن فخر الدین علی بن رضی الدین حسین بادشاہ بن ابی القاسم علی بن ابی علی محمد بن احمد بن محمد الاعرج ابن احمد بن موسی المبرقع ابن الامام محمد الجواد رضی اللہ عن آبائی وعنی وغفرلھم ولی۔

میرے والد سید حسن نے دنیا کی زیب وزینت اور ساز وسامان کو چھوڑ کر فقیرانہ زندگی گذاری ہے اور وہ انتہائی زاہد تھے، وہ عمر بھر کام کر کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے رہے زندگی کے آخر تک وہ کام کرتے رہے اور اپنی حلال کمائی کو ہی خوراک بنائے رکھا حالانکہ وہ بڑھاپے میں بیمار اور کمزور ہوگئے تھے لیکن اس کے باوجود انھوں نے محنت ومشقت کو نہیں چھوڑا حتی کہ وہ سخت سردیوں میں بھی کام کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ بڑے سعادت مند، عبادت گذار انسان تھے انھوں نے تہجد کو کبھی نہیں چھوڑا، انھوں نے زندگی شرافت وسخاوت اور تواضع کے ساتھ گذاری ہے ، میرے دادا جان سید احمد مجتہد تھے اور صاف گو اور کھرے انسان تھے، منافقت اور ریاء کاری کو تو جانتے ہی نہیں تھے، وہ میرزا شیرازی کے قابل اور معتمد ترین شاگرد تھے جب انھوں نے درجہ اجتہاد حاصل کرلیا تو سامراء کو چھوڑ کر قم تشریف لائے اور دینی امور میں لوگوں کیلئے وہ ایک مرجع بن گئے، عوام کے مال کو انھوں نے کبھی لالچ کی نگاہ سے نہیں دیکھا زاہدانہ شان کے مالک تھے ان کے گھر کی حالت ایسے تھے جیسے حضرت سلمان فارسیؓ کے گھر کی حالت تھے اور ان کی زندگی زہد میں حضرت ابوذرؓ کی زندگی

کے مشابہ تھی میں نے ان کی تفصیلی حالات ''تراجم الرجال'' میں ذکر کردیے ہیں۔

ابتدائی تعلیم

میرے والد میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ میری تعلیم کا خرچہ ایک لمبے عرصہ تک برداشت کرسکیں البتہ میری والدہ ہماری تعلیم کی بڑی خواہش مند تھی، وہ اسی کی خاطر دن، رات کو جاگا کرتی تھی اور اسی کوشش میں لگی رہتی تھی کہ ہمارے استاذ کیلئے وہ ایک ریال کا انتظام کرسکے تاکہ میری تعلیم کا سلسلہ جاری رہ سکے، میں نے اس طرح ابتدائی تعلیم کا مرحلہ طے کیا ہے۔

میری والدہ جس کا نام سکینہ سلطان تھا وہ ایک عبادت گذار، زہد وقناعت کرنے والی خاتون تھی، وہ شیخ غلام رضا القمی جو ''ریاض الحسینی'' کے مصنف ہیں کی بیٹی تھی اور شیخ غلام حسین واعظ جو ''فائدۃ الممات'' کے مصنف ہیں اور الحاج شیخ علی محرر کی بہن تھی۔ وہ ایک دانا اور عقلمند عورت تھی اس نے اپنی اولاد کو جہالت، ہلاکت اور قحط سے بچانے کی خوب کوشش کی، پہلی عالمی جنگ میں جب روسی فوج ایران میں داخل ہوئی تو اس وقت میری عمر پانچ سال سے زیادہ نہیں تھی اس وقت جو میرے استاذ تھے انھوں نے کلاس میں میری طرف کبھی توجہ اور خاص اہتمام نہیں کیا لیکن جب وہ دوسرے طلبہ کی طرف توجہ اور خاص خیال کرتے تھے تو میں بھی ان کے ساتھ ساتھ لگا رہتا تھا اور جب طالب علم سبق کا تکرار کرتے تھے تو میں غور سے سنتا تھا اس طرح میں نے ابتدائی لکھنا پڑھنا سیکھا، اس وقت تمام طلبہ کی بڑی کلاسیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ استاذ ایک ایک کر کے طالب علموں کو پڑھاتا تھا چونکہ میرے پاس استاذوں کو وظیفہ دینے کیلئے کوئی

انتظام نہیں تھا اس لیے میرا کوئی خاص استاذ نہیں تھا حتی کہ کتابوں، کاغذوں اور کاپیوں کے خریدنے کی بھی میرے پاس طاقت نہیں تھی اور میں باقی بچوں کے سبق میں جاتا تھا اور دکانوں والے جو استعمال شدہ کاغذ پھینک دیتے تھے، میں ان کو استعمال کرتا تھا اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت مزین کلاسیں اور خاص چیزوں وردی وغیرہ کے ساتھ مزین تعلیم نہیں ہوتی تھی کہ جو صرف مالدار بچوں پر بند ہو جائے اور تنگ دست وغریب لوگ حاصل ہی نہ کر سکیں جیسا کہ آج کل شروع ہو چکی ہے، آج کل تو طالب علم کو کلاس میں اس وقت تک بیٹھنے کی اجازت ہی نہیں ملتی جب تک کہ اس کے پاس کتابوں، کاپیوں قلموں اور بستے کی گٹھری نہ ہو میں نہیں جانتا کہ جیسے میں نے زندگی گذاری ہے اسی طرح کی زندگی والا طالب علم آج ان چیزوں کو کیسے حاصل کرتا ہوگا کیونکہ میں تو پورا پورا سال ایک قلم اور ایک کاپی کے خریدنے پر بھی قادر نہیں ہوتا تھا۔

علوم شرعیہ کی تعلیم

میں نے ان مشکل حالات میں قرآن اور فارسی کے اسباق مکمل ہی کیے تھے کہ ایک مشہور عالم شیخ عبدالکریم الحائری الیزدی جو اراک شہر کے بڑے علماء میں سے تھے، ہمارے شہر قم والوں کے بلانے پر قم میں آئے، انھوں نے علوم شرعیہ کیلئے ایک ادارہ قائم کیا، اس وقت میری عمر بارہ سال سے زیادہ نہیں تھی میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی علوم شرعیہ کے اسباق میں شریک ہو جاؤں چنانچہ میں پرانی بازار میں موجود مدرسہ رضویہ میں گیا شاید کہ وہاں مجھے رہائش مل جائے اور میں مدرسہ میں داخلہ لے سکوں، مدرسہ کے نگران میری والدہ کے خالہ زاد سید محمد صحاف تھے لیکن

انھوں نے مجھے چھوٹی عمر کی وجہ سے رہائش نہ دی، البتہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو چند میٹر لمبا اور چوڑا تھا جس میں مدرسہ کا چوکیدار صفائی کے آلات جھاڑو وغیرہ رکھا کرتا تھا اس چوکیدار نے احسان کرتے ہوئے مجھے اجازت دے دی کہ میں رات یہاں گذار لیا کروں اس کا چونکہ دروازہ نہیں تھا تو اس چوکیدار نے مزید احسان کرتے ہوئے اس کمرہ پر ایک ٹوٹا ہوا دروازہ کھڑا کر دیا، چنانچہ میں اپنی والدہ کے گھر سے چٹائی کا ایک ٹکڑا اور بستر لایا اور پڑھائی شروع کر دی۔

میں رات دن اسی جگہ میں گذارتا تھا جو نہ مجھے سخت گرمی سے بچاتا تھا اور نہ ہی سخت سردی سے، کیونکہ دروازہ ٹوٹا ہوا تھا اور جگہ جگہ اس میں سوراخ تھے۔ زندگی سے مقابلہ کرتے ہوئے اور حصول علم میں محنت کرتے ہوئے میں نے اس میں دو سال گذارے، میں کبھی کبھی بعض تاجروں یا بعض دکانوں پر کچھ کام کر لیتا تھا جس سے کچھ مال کما کر میں اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کر لیتا تھا میں نے ان دنوں میں نہ اپنے والد کی طرف سے کوئی تعاون حاصل کیا نہ رشتہ داروں کی طرف سے اور نہ شہر والوں کی طرف سے کہ جس سے مجھے اس علم کے راستہ پر جاری رہنے میں تقویت ملتی، میں المغنی اور شرح جامی یعنی صرف ونحو کا سبق اسی طرح مکمل کیا۔

میں شیخ عبدالکریم حائری اور دوسرے علماء کے سامنے امتحان کیلئے پیش ہوا تو میں نے ممتاز نمبروں سے امتحان میں کامیابی حاصل کی جس کی وجہ سے انھوں نے میرے لیے ماہانہ پانچ ریال مقرر کیے لیکن یہ مقدار میرے پورے مہینہ کے مصارف کیلئے ناکافی تھی تو میں نے ایک آدمی کے واسطہ سے شیخ عبدالکریم حائری سے بات کروائی کہ میرا وظیفہ آٹھ ریال تک بڑھا دیں اگرچہ یہ مقدار بھی گذارے لائق تھی

لیکن میں اس پر اکتفاء کر کے حصول علم کیلئے فارغ ہو سکتا تھا۔

میں نے اسی طرح تعلیم جاری رکھی یہاں تک کہ میں فراغت کے آخری درجہ تک پہنچ گیا اور فقہ اور اصول فقہ بھی پڑھ لیا تعلیم کے ساتھ ساتھ میں نئے آنے والے طالبعلموں کو بھی پڑھاتا تھا زندگی کا پہیہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ میں حوزہ علمیہ میں علوم شرعیہ کا مدرس بن گیا حالانکہ میں کتابوں کا مالک نہیں تھا میں طالبعلموں کو فقہ، اصول فقہ، صرف، نحو، منطق زبانی پڑھایا کرتا تھا۔

(قم میں آپ کے مشہور اساتذہ میں سے چند یہ ہیں آیۃ اللہ شیخ عبدالکریم الحائری الیزدی، آیت اللہ العظمی حجت کوہ کمری اور دونوں سے سند اجازت حاصل کی پھر طالب علموں کی عادت کی طرح اعلی تعلیم کیلئے نجف اشرف کی طرف سفر کیا اور وہاں کے بڑے بڑے علماء سے شاگردی حاصل کی خاص طور پر شیخ عبدالنبی نجفی عراقی، آیت اللہ سید ابوالحسن اصفہانی ان دونوں سے اور ان کے علاوہ دوسرے متعدد مجتہدین سے اجتہاد کی اجازت حاصل کی مثلاً ابوالقاسم کاشانی، آغا بزرگ طہرانی وغیرہ۔)

طہران کے جنوب شاہپور روڈ میں مشہور مسجد وزیر دفتر میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے شروع کیے یہ مسجد ڈاکٹر محمد مصدق کے والدین اور خالہ نے بنوائی تھی اس مسجد کا انتظام پہلے محمد ولی میرزا کے پاس تھا اس نے آیت اللہ کاشانی سے کہا کہ اس مسجد کی امامت کیلئے کوئی عالم ہمیں دیدیں تو علامہ برقعی کہتے ہیں کہ آیت اللہ کاشانی مجھے اس مسجد میں اپنے ساتھ لے گیا اور مجھے امامت کرنے کا کہا اور بذات خود اس مسجد میں انھوں نے میری اقتدا میں نماز پڑھی اور مجھے اس کے بعد امام بنا دیا گیا۔ علامہ برقعی نے اس مسجد میں دروس دینا شروع کیے

۔ خالد بن محمود بدیوی لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ انقلابی تحریک سے پہلے میں ان کی زیارت کرنے گیا اور ان کے ایک درس میں شریک ہوا اس درس تفسیر میں جو طالب علموں کی تعداد تھی وہ تقریبا دو سو تھی۔

علامہ برقعی جب تیس سے چالیس سال کے درمیان میں تھے تو امامیہ اثنا عشریہ مذہب کے بنیادی عقائد سے آہستہ آہستہ دور ہونے لگے ان کے اس سفر ہدایت کی ابتداء کی ایک وجہ علامہ مصلح مصطفیٰ الحسینی طباطبائی اور استاذ قلمداران سے متاثر ہونا تھا یہ دونوں شیعہ مذہب کے مضبوط عالم تھے پھر انھوں نے شیعہ مذہب چھوڑ کر سنی مذہب اختیار کر لیا تھا ان کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے دوسرے حصے میں آئیں گے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ انھوں نے ایک کتاب درسی از ولایت لکھی ۔ اس کتاب میں نظریہ ''ولایت تکوینیہ'' کا مفصل اور مدلل رد ہے اس کتاب کے آنے کی دیر تھی شیعہ حلقوں میں کھل بلی مچ گئی کچھ موافق تھے اور کچھ مخالف تھے یہ مسئلہ معرکۃ الآراء بن گیا۔

اس کے جواب میں غالی شیعوں کی طرف سے کتابیں لکھی گئیں اور تقریریں کی گئیں خاص طور پر آیت اللہ میلانی نے ایک فتوی دیا کہ یہ کتاب ضلالت اور گمراہی ہے اس کا مصنف گمراہ ہے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ آیت اللہ کاظم شریعتمداری کی زیر نگرانی قم کے چند مشائخ کا اجلاس ہوا اور انھوں شاہ کی طرف چھ ہزار دستخط کرا کر بھیجے ۔ کہ یہ راہ راست سے منحرف ہو گیا ہے اور اور یہ اہل بیت کے مذہب کو گرانا چاہتا ہے ۔ تو انھیں گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا گیا مگر ان پر جو تہمتیں لگیں تھیں ان کا ثبوت پیش نہ کر سکے تو ان کو چھوڑ دیا گیا چنانچہ وہ دوبارہ اپنی مسجد میں آ گئے لیکن پھر بھی ان

شیعہ علماء کی سازشوں سے نہ بچ سکے چنانچہ کچھ دنوں کے بعد انھوں نے علامہ برقعی کی مسجد پر حملہ کردیا اوباش قسم کے نوجوانوں اور عوام کو بھڑکا کران کو مسجد سے نکال دیا گیا۔

علامہ برقعی نے مزید تحقیق شروع کردی چنانچہ انھوں نے کئی علمی وتحقیقی واصلاحی رسالے لکھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اثناعشری مذہب کے بنیادی عقائد سے نکل گئے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ان سالوں میں میں نے فارغ وقت پایا جس کی وجہ سے مطالعہ، بحث وتحقیق اور تصنیف وتالیف اور کتاب اللہ میں غور وفکر کرنے میں مجھے کافی مدد ملی چنانچہ میرے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا میں اور میرے مذہب کے تمام علماء خرافات میں غرق ہیں اور اللہ تعالی کی کتاب سے غافل ہیں اور شیعہ علماء کی آراء اور مسائل قرآن کے مخالف اور معارض ہیں۔

چنانچہ شیعہ مذہب کے جو بنیادی خاص اور اختلافی عقائد ونظریات ہیں ان کو چھوڑ دیا مثلاً امام علی اور دوسرے ائمہ کی امامت کے منصوص ہونے،ان کے معصوم ہونے اوران کی رجعت کا انکار کیا،شیعہ کا جو بارھواں امام مہدی منتظر غائب ہے اس کا انکار کیا،متعہ کے حلال نہ ہونے کا قول اختیار کیا اسی طرح جن جن لوگوں نے ان کو خمس میں سے اگر کچھ دیا تھا تو اعلان کر کے ان کو بلایا اوران کا دیا ہوا مال ان کو واپس کیا اور مال غنیمت کے علاوہ دوسرے اموال سے خمس لینے کی حرمت پر فتوی دیا جبکہ دوسرے تمام شیعہ مجتہدین خمس کا مال لیتے ہیں اور یہ ان میں مشہور اور رائج ہے۔

علامہ برقعی فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین اور احادیث کے اکثر راوی غالی قسم کے تھے یا باطل عقیدہ رکھتے تھے یا مجہول ہیں لہذا ان کی طرف رجوع کرنا اوران پر اعتماد کرنا ممکن نہیں ہے حالانکہ شیعہ مذہب کی بنیاد ہی انھی پر اعتماد کرنے پر ہے کیونکہ

اگر ان پر شیعہ علاء اعتماد نہ کریں تو شیعہ مذہب ختم ہوجاتا ہے پھر شیعہ مذہب کی تمام بنیادی کتابیں چھوڑنی پڑیں گی نیز نہ وہ علماء اور مجتہدین تھے بلکہ وہ تو تاجر اور محنت مزدوری کرنے والے تھے قرآن نہیں سمجھتے تھے اس لیے ان کی نقل کردہ روایات کے مضامین کو پرکھے بغیر ان کی جو بعض توثیقیں منقول ہیں ہم ان پر اکتفاء کیسے کرسکتے ہیں حتی کہ شیخ صدوق المتوفی ۳۸۱ھ یہ علامہ برقعی کے نزدیک صرف چاولوں کا ایک تاجر تھا جو کچھ اس نے کسی سے سنا یا کہیں پایا اس نے جمع کر کے رکھ دیا۔

علامہ برقعی کو اخیر زندگی میں سنہ ۱۹۸۷م میں طہران کے شمالی جانب ایوین کی جیل کے اندر چھ ماہ قید رکھا گیا پھر قید سے آزادی ملی تو کچھ مدت بعد ان کو وسط ایران میں واقع شہر یزد کی طرف جلاوطن کردیا گیا پھر جب ان کی آزادی کا حکم ملا تو وہ واپس طہران آگئے اور طہران کی شمالی جانب شہر کن میں اپنے بیٹے کے گھر میں ٹھہر گئے اور وہیں ان کی ۱۹۲۲م میں وفات ہوئی اور امامزادہ شعیب کی قبر کے پاس ان کو دفنا دیا گیا۔

علامہ برقعی کے اساتذہ

علامہ برقعی لکھتے ہیں اب میں اپنی اسناد اجازت اور مدارک اجتہاد ذکر کرتا ہوں اور اللہ تبارک وتعالی جانتے ہیں کہ ان کے ذکر کرنے سے میرا مقصد فخر کرنا بالکل نہیں ہے بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ میرے دشمن مجھ پر جھوٹ نہ گھڑ دیں اور حقائق کا انکار نہ کردیں اس لیے کہ جن علماء کے عقائد صحیح نہیں اور جو خرافات میں مبتلا ہیں ان سے اجازت حاصل کرنا کوئی فخر کی بات نہیں ہے، مجھے یقین ہے کہ یہ اجازت کی سندیں اور مدارک اجتہاد قیامت کے دن مجھے کوئی نفع نہیں دیں گی۔

بہر حال میں نے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے شیعہ علماء سے تعلیم حاصل کی ہے مثلاً سید محمد تقی خوانساری موسوی یہ شیخ عبدالکریم حائری کے شاگرد ہیں ایک مدت تک نجف اشرف میں رہے ہیں اور آقا ضیاء الدین عراقی سے علم کی تکمیل کی ہے، ان کے علاوہ شیخ ابوالقاسم کبیر قمی، الحاج الشیخ محمد علی قمی کربلائی، سید میرزا محمد سامرائی، سید محمد حجت کوہ کمری، الحاج الشیخ عبدالکریم الحائری، السید ابوالحسن اصفہانی، سید آقا شاہ آبادی، وغیرہ مشائخ اور مراجع عظام سے اسباق پڑھے ہیں اور انھوں نے مجھے اجازتیں دی ہیں بلکہ بعض نے تو مجھے اجتہاد کی شہادت اور سند دی ہے، ''الاشارات والدلائل'' اور ''مستدرک البحار'' کے مصنف محمد بن رجب علی طہرانی سامرائی نے مجھے اجتہاد کی شہادت دی ہے اب ان کی اسناد اور شہادات ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن رجب علی طہرانی سامرائی کی شہادت واجازت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة على عباده الذين اصطفى محمد وآله الطاهرين

وبعدفيقول العبد الجانى محمد بن رجب على الطهرانى عفا عنهما وأوتيا كتابهما بيمينهماقد استجازنى السيد الجليل العالم النبيل فخر الأقران والأوائل أبو الفضل البرقعى القمى أدام الله تعالى تأييده رواية ما صحت لى روايته وساغت لى إجازته، ولما رأيته أهلاً لذلك وفوق ما هنالك استخرت الله تعالى وأجزته أن يروى عنى بالطرق

المذكورة فى الاجازة المذكورة والطرق المذكورة فى المجلد السادس والعشرين من كتابنا الكبير مستدرك البحار وهو على عدد مجلدات البحار لحبرنا العلامة المجلسى قدّس سره وأخذت عليه ما أخذ علينا من الاحتياط فى القول والعمل، وأن لا ينسانى فى حياتى وبعد وفاتى فى خلواته ومظان استجابة دعواته كما لا أنساه

فى عصر يوم الإثنين، الرابع والعشرين من رجب الاصب من شهور سنه خمس وستين بعد الثلاثمائه وألف حامداً مصلياً مستغفراً

اجازت وسند شیخ آیت اللہ بزرگ طہرانی

شیعہ کی مشہور کتاب ''الذریعہ الی تصانیف الشیعہ'' کے مصنف شیخ حاج آیت اللہ آقا بزرگ طہرانی نے علامہ برقعی کو جو سند واجازت دی وہ درج ذیل ہے

بسم الله الرحمن الرحيم وبه ثقتى

الحمد لله وكفى، والصلاة والسلام على سيدنا ومولانا ونبينا محمد المصطفى وعلى أوصيائه المعصومين الائمه الاثنى عشر، صلوات الله عليهم أجمعين إلى يوم الدين

وبعد فإن السيد السند العلامة المعتمد صاحب المفاخر والمكارم جامع الفضائل والمفاخم، المصنف البارع والمؤلف الماهر، مولانا الأجلّ السيد أبو الفضل الرضوى نجل المولى المؤتمن السيد حسن البرقعى القمى دام أفضاله وكثر فى حماة الدين أمثاله قد برز من

رشحات قلمه الشريف ما يغنينا عن التقريظ والتوصيف قد طلب منى لحسن ظنه إجازة الروايه لنفسه ولمحروسه العزيز الشاب المقبل السعيد السديد السيد محمد حسين حرسه الله من شر كل عين فأجزتهما أن يرويا عنى جميع ما صحت لى روايته عن كافّة مشايخى الأعلام من الخاص والعام، وأخص بالذكر أول مشايخى وهو خاتمة المجتهدين والمحدثين ثالث المجلسيين شيخنا العلامة الحاج الميرزا حسين النورى، المتوفى بالنجف الأشرف فى سنه 1320، فليرويا أطال الله بقاء هما عنى عنه بجميع طرقه الخمسه المسطورة فى خاتمة كتاب مستدرك الوسائل والمشجرة فى مواقع النجوم لمن شاء وأحبّ مع رعاية الاحتياط، والرجاء من مكارمهما أن يذكرانى بالغفران فى الحياة وبعد الممات،

حررته بيدى المرتعشه فى طهران فى دار آية الله المغفور له الحاج السيد احمد الطالقانى، وأنا المسىء المسمى بمحسن والفانى الشهير بآقا بزرك الطهرانى فى سالخ ربيع المولود 1382 (مہر)

آیت اللہ عراقی کی اجازت

مرزا حسین کے قابل ترین شاگرد اور مشہور مصنف ''عوالی اللالی فی فروع العلم الاجمالی'' کے مصنف سید عبدالنبی نجفی عراقی نے علامہ برقعی کے متعلق لکھا ہے

الحمد لله رب العالمين الذى فضل مداد العلماء على دماء الشهداء ،

والصلاة والسلام على محمد وآله الأمناء على أصحابه التابعين الصلحاء إلى يوم اللقاء .

أما بعد ..أشهد بأن الجناب المستطاب العالم الفاضل؛ جامع الفضائل والفواضل، قدوة الفضلاء والمدرسين، معتمد الصلحاء والمقربين، عماد العلماء العالمين، معتمد الفقهاء والمجتهدين، ثقة الإسلام والمسلمين، السيد سيد أبو الفضل القمى الطهرانى المعروف والملقب بالعلامة الرضوى، حضر دروس العبد الفقير فى درس الخارج فى النجف الأشرف سنين متمادية، كما أنه حضر دروسى لعدة سنوات فى الحوزة فى قم، وقد اجتهد كثيراً فى تحصيل المعارف الإلهية والعلوم الشرعية والمسائل الدينية والنواميس المحمدية، فاجتهد وبالغ فى الكد والمكافحة فى سبيل العلم حتى بلغ بحمد الله إلى قوة الإجتهاد، ويجوز له استنباط الأحكام الشرعية على النهج المعهود بين الأصحاب رضوان الله عليهم أجمعين.وقد أجزت له أن ينقل رواياتى بالطرق التسعة من هذا العبد الفقير إلى الأئمة المعصومين، كما أجيز له نقل فتاواى، كما أجيز له التصرف فى الأمور الشرعية التى لا يجوز التصرف فيها إلا بإذن المجتهدين وإجازتهم، ويجوز له قبض الحقوق والمال ولاسيما حق الإمام ، وكل ذلك مشروط بالحيطة والتقوى.

بتاريخ:ذى الحجة الحرام من عام .1370

من الفانی الجافی النجفی العراقی (الختم)

آیت اللہ کاشانی کی اجازت اجتہاد

آیت اللہ سید ابوالقاسم کاشانی نے سید علامہ برقعی کو ان الفاظ سے اجازت دے

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة على رسوله وعلى آله الطاهرين المعصومين.

وبعد :فإن جناب العالم العادل حجة الاسلام والمسلمين السيد العلامه أبو الفضل البرقعي الرضوى، قد صرف أكثر عمره الشريف فى تحصيل المسائل الأصولية والفقهية حتى صار ذا القوة القدسية من رد الفروع الفقهيه إلى أصولها، فله العمل بما استنبطه واجتهده، ويحرم عليه التقليد فيما استخرجه وأوصيه بملازمة التقوى ومراعاة الاحتياط والسلام عليه وعلينا وعلى عباد الله الصالحين.

الأحقر أبو القاسم الحسينى الكاشانى (الختم)

اجازت آیت اللہ العظمی سید ابوالحسن الاصفہانی

علامہ برقعی نے جس دن نجف اشرف سے واپس قم آنے کا ارادہ کیا اس آخری دن آیت اللہ العظمی سید ابوالحسن اصفہانی نے ان کو یہ سند واجازت لکھ کر دی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله

الطيبين الطاهرين، واللعنة الدائمة على أعدائهم أجمعين، من الآن إلى يوم الدين.

وبعدفإن جناب الفاضل الكامل والعالم العادل مروّج الأحكام قُرّة عينى الأعز السيد أبوالفضل البرقعي دامت تأييداته ممن بذل جهده فى تحصيل الأحكام الشرعيه والمعارف الإلهيه برهة من عمره وشطراً من دهره، مجدًّا فى الاستفادة من الأساطين، حتى بلغ بحمد الله مرتبة عالية من الفضل والاجتهاد، ومقروناً بالصلاح والسداد، وله التصدى فيها وأجزته أن يأخذ من سهم الإمام بقدر الاحتياج وإرسال الزائد منه إلى النجف وصرف مقدار منها للفقراء والسادات وغيرهم وأجزته أن يروى عنى جميع ما صحت لى روايته واتضح عندى طريقه وأوصيه بملازمة التقوى ومراعاة الاحتياط وأن لاينسانى من الدعاء فى مظان الاستجابات، والله خير حافظاً وهو أرحم الراحمين.

22ذى الحجه 62، أبوالحسن الموسوى الاصفهانى (الختم)

اجازت آیت اللہ شہاب الدین مرعشی

آیت اللہ سید شہاب الدین مرعشی المعروف سید نجفی صاحب نے شجرات اور انساب میں علامہ برقعی کو یہ اجازت لکھ کردی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله على ما من نعمة وأجاز، والصلاة والسلام على محمد وآله

مجاز الحقيقة وحقيقه المجاز .

وبعد :فإن السيد السند والعالم المعتمد شم سماء النبالة وضحيها وزين الاسرة من آل طه، علم الفخار الشامخ ومنار الشرف الباذخ، قاعدة المجد المؤثل وواسطة العقد المفصل، جناب السيد أبو الفضل ابن الشريف العابد السيد حسن الرضوى القمى السيدانى - دام علاؤه وزيد فى ورعه وتقاه -أحبَّ ورغب فى أن ينتظم فى سلك المحدثين والرواة عن أجداده الميامين ويندرج فى هذا الدرج العالى والسمط الغالى، ولما وجدته أهلاً وأحرزت منه علماً وفضلاً أجزت له الرواية عنى بجميع ما صحت روايته وساغت إجازته تم سنده وقويت عنعنته عن مشايخى الكرام أساطين الفقه وحملة الحديث، وهم عدة تبلغ المائتين من أصحابنا الإمامية، مضافاً إلى مالى من طرق سائر فرق الإسلام الزيدية والإسماعيلية والحنابلة والشافعية والمالكية والحنفية وغيرها، ولا يمكننى البسط بذكر تمام الطرق فأكتفى بتعداد خمس منها تبركاً بهذا العدد، وأقول ممن أروى عنه بالإجازة والمناولة والقراء.ة والسماع والعرض وغيرها من أنحاء تحمل الحديث إمام أئمة الرواية والجهبذ المقدام فى الرجال والدراية مركز الإجازة مسند الآفاق علامة العراق أستاذى ومن إليه فى هذه العلوم إستنادى وعليه اعتمادى حجة الإسلام آية الله تعالى بين الأنام مولاى وسيدى أبومحمد السيد حسن صدرالدين الموسوى المتوفى سنه

.......1354هذا ما رمت ذكره من الطرق وهى ستة.

فلجناب السيد أبى الفضل -ناله الخير والفضل -أن يروى عن مشايخى المذكورين بطرقهم المتصله المعنعنة إلى ائمتنا إلى الرسول وسادات البرية مراعياً الشرائط المقررة فى محلها من التثبت فى النقل ورعاية الحزم والاحتياط وغيرها.

وفى الختام أوصيه -دام مجده وفاق سعده وجد جده -أن لا يدع سلوك طريق التقوى والسداد فى أفعاله وأقواله، وأن يصرف أكثر عمره فى خدمة العلم والدين وترويج شرع سيد المرسلين، وأن لا يغتر بزخارف هذه الدنيا الدنية وزبرجها، وأن يكثر من ذكر الموت فقد ورد أن أكيس المؤمنين أكثرهم ذكراً للموت، وأن يكثر من زيارة المقابر والاعتبار بتلك الأجداث الدواثر، فإنه الترياق الفاروق والدواء النافع للسل وعن الشهوات وأن يتأمل فى أنهم من كانوا .. وأين كانوا ..وكيف كانوا ..وإلى أين صاروا ..وكيف صاروا .. واستبدلوا القصور بالقبور، وأن لا يترك صلاة الليل ما استطاع وأن يوقت لنفسه وقتاً يحاسب فيه نفسه، فقد ورد من التأكيد منه ما لا مزيد عليه فمنها قوله حاسبوا قبل أن تحاسبواوقوله حاسب نفسك حسبة الشريك شريكه

فإنه -أدام الله أيامه وأسعد أعوامه -إن عين لها وقتاً لم تضيع أوقاته فقد قيل :توزيع الأوقات توفيرها -ومن فوائد المحاسبه أنه إن وقف على زلة فى أعماله لدى الحساب تداركها بالتوبة وإبراء الذمة وإن

اطلع على خير صدر منه حمد الله وشكر له على التوفيق بهذه النعمة الجليلة .وأوصيه -حقق الله آماله وأصلح أعماله -أن يقلل المخالطة والمعاشرة لأبناء العصر سيما المتسمين بسمة العلم فإن نواديهم ومحافلهم مشتملة على ما يورث سخط الرحمن غالباً إذأكثر مذاكرتهم الاغتياب وأكل لحوم الإخوان، فقد قيل :إن الغيبة أكل لحم المغتاب ميتاً وإذا كان المغتاب من أهل العلم كان اغتيابه كأكل لحمه ميتاً مسموماً، فإن لحوم العلماء مسمومة .عصمنا الله وإياك من الزلل والخطل ومن الهفوة فى القول والعمل إنه القدير على ذلك والجدير بما هنالك، وأسأله تعالى أن يجعلك من أعلام الدين ويشد بك وأمثالك أزر المسلمين آمين آمين .

وأنا الراجى فضل ربه العبد المسكين أبوالمعالى شهاب الدين الحسينى الحسنى المرعشى الموسوى الرضوى الصفوى المدعو بالنجفى، نسابة آل رسول الله عفا الله عنه، وكان له وقد فرغ من تحريرها فى مجالس آخرها لثلاث مضن من صفر 1358 ببلدة قم المشرفه .حرم الأئمة (الختم)

اسی طرح شیخ عبدالکریم الحائری ،آیت اللہ سید حجت کوہ کمری سے بھی اجتہاد کی اجازات ملی تھیں جووزارۃ الثقافۃ کے رجسٹروں میں محفوظ ہیں۔

علامہ برقعی دوسرے علماء کی نظر میں

آیت اللہ شریعتمداری

میں زمانہ طالب علمی میں آیت اللہ شریعتمداری کا دوست تھا اور ہم قم میں اکٹھے تھے مجھے کبھی گمان نہیں ہوا کہ وہ بھی میری مخالفت کریں گے وہ میرے قریب ہی رہا کرتے تھے یہاں تک کہ میری کتاب ’’درسی از ولایت‘‘ شائع ہوئی تو انھوں نے اس بارے میں میری تائید کی بلکہ اس پر تقریظ بھی لکھ دی جس میں انھوں نے میری تعریف کی اور میرے اس اقدام پر مجھے سراہا میں نے اس کتاب میں جو کچھ ذکر کیا تھا ان کو مقبول اور شرعی امور قرار دیا لیکن ایک لمبی مدت کے بعد ڈھال کی پشت تبدیل ہوگئی اور اور وہ میرے مخالف ہوگئے حتی کہ میری کتاب کے متعلق ایک استفتاء میں صاف انکار کردیا۔

آیت اللہ المحلاتی

اسی طرح آیت اللہ الحاج الشیخ ذبیح اللہ المحلاتی نے میری کتاب ’’درسی از ولایت‘‘ کو عین حق قرار دیا چنانچہ اپنے ایک استفتاء میں لکھتے ہیں میں نے کتاب ’’درسی از ولایت‘‘ کا مطالعہ کیا ہے جو امام عادل حجۃ الاسلام السید البرقعی کی ہے اور میں اس کے عقیدے کے صحیح ہونے کا اقرار کرتا ہوں اور اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ وہ وہابیت کی طرف دعوت نہیں دے رہے اور جو کچھ ان کے بارے میں لوگ کہتے ہیں وہ بہتان بازی اور من گھڑت باتیں ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں ہے تم اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔علامہ برقعی کہتے ہیں کہ ہمارے لیے یہ کہنا صحیح

نہیں کہ لایضیع العالم الا اذا اھلکه علی ولاتقوم الساعة الا اذا اقامها علـــی کہ عالم (جہاں) ضائع نہیں ہوگا مگر اس وقت جب اس کو حضرت علی ہلاک کریں اور قیامت قائم نہیں ہوگی مگر اس وقت جب حضرت علی اس کو قائم کریں گے ''میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اس جیسے اشعار صحیح نہیں ہیں۔

علامہ مشکینی

اسی طرح الشیخ علی المشکینی النجفی نے بھی میری تائید کی چنانچہ وہ لکھتے ہیں ۔میں نے کتاب ''درسی از ولایت'' کا مطالعہ کیا ہے اور میں نے اس کے اندر ایک گہرا علم اور اہم موضوعات کو پایا ہے جو عقل سلیم اور دین قویم کی منطق کے مطابق ہیں۔

حجۃ الاسلام المرعشی

سید حجۃ الاسلام وحید الدین مرعشی نجفی لکھتے ہیں۔سید علامہ برقعی دامت افاضاتہ العالیہ ایک عالم، مجتہد عادل امامی المذہب ہیں اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آدمی کی تصنیفات اور کتابیں اس کی عقل جانچنے کیلئے بہترین دلیل ہیں اور اس کے عقیدے کی وضاحت کیلئے بہترین آئینہ ہیں مؤلف محترم (علامہ برقعی) نے اپنی کتاب ''عقل ودین'' اور ''تراجم رجال'' جو ابھی چھپی ہے اور دوسری تصانیف میں سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب اور دوسرے ائمہ دین کے مقام کے بارے میں انتہائی درجہ کے غلو کرنے کے متعلق کئی امور ذکر کئے ہیں۔ان کی مفید کتاب ''درسی از ولایت'' کے بارے میں غافل، احکام میں جلد باز، طعن وتشنیع کرنے والے افراد کے مجموعہ نے جو چیخ وپکار اور شور شرابا برپا کر رکھا ہے اس کی کوئی صحیح بنیاد نہیں ہے یہ کتاب پڑھتے نہیں اور حکم لگانے میں جلد بازی کرتے ہیں اسی وجہ سے اپنا ایمان بھی ضائع کر دیتے ہیں یہ لوگ

اپنی بے بنیاد طعن وتشنیع کے ساتھ اس عظیم آدمی پر ظلم کر رہے ہیں ان کے فیصلے کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور نہ بڑے علماء کی طرف سے کوئی تائید ہے۔ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو ائمہ ہدی کی اس پاک اولاد کو تکلیف دیتا ہے اور اس شخص کیلئے جو اس مجتہد عالم کو تکلیف دیتا ہے جس نے کئی عظیم مراجع سے اجتہاد کی سند وشہادت حاصل کی ہے ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو اس مجتہد، فقیہ، عالم پر اس جیسے بہتان لگاتا ہے اور اس کو متہم کرتا ہے......خادم الشرع المبین سید وحید الدین مرعشی نجفی

آیت اللہ الخولی

آیت اللہ خولی مجھے اچھی طرح جانتے ہیں اور مجھے بہت پسند کرتے تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں خرافات اور توہم پرستی میں غرق تھا اور میں شہر نجف میں محاضرات (دروس) دیا کرتا تھا تو وہ میرا بہت شکریہ ادا کیا کرتے تھے بہت زیادہ پسندیدگی کا اظہار کرتے تھے جب میں منبر سے اترتا تو وہ میری پیشانی پر بوسہ دیا کرتے تھے۔

آیت اللہ شاہرودی

اسی طرح سید شاہرودی بھی مجھے پسند کرنے والوں میں سے تھے اور ہمیشہ میرا شکریہ ادا کیا کرتے تھے، میری تعریف کر کے مجھے برانگیختہ کرتے تھے جس دن گمراہی میں ڈالنے والے فلسفہ کے درس کی نجف شہر میں ابتداء ہوئی اور بعض طلبہ فلسفہ سیکھنے اور فلسفیوں کے افکار پڑھنے کی طرف جلدی سے جانے لگے تو نجف کے مراجع نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں ان طالبعلموں کو جو قرآن وسنت سے جاہل ہیں کچھ دروس دوں اور ان کے سامنے بیان کروں کہ فلسفیوں کے افکار دین کے متضاد ہیں سید آیت

اللہ شاہرودی نے اپنے گھر کا صحن پیش کیا تا کہ میں اپنا درس دوں اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں منبر پر چڑھ کر درس دے کر طالب علموں کے سامنے واضح کروں چنانچہ میں نے اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ان طلبہ کے سامنے دین کے حقائق بیان کیے انھوں نے میرے درس کو بہت پسند کیا اور وہ میرا ہمیشہ اکرام اور احترام کرتے رہے۔

لیکن اخیر وقت میں جب مجھے اللہ تعالی نے ہدایت دی اور مجھے توفیق دی کہ میں خرافت کے ختم کرنے اور بدعات وشرکیہ افعال کے پھینک دینے کی تبلیغ کرنے لگا تو یہ سارے جو میری پشت پناہی کیا کرتے تھے کھسک گئے اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا وہ ایسے ہو گئے جیسے مجھے پہچانتے ہی نہیں بلکہ بعض نے تو میری مخالفت شروع کر دی۔

آیۃ اللہ الخمینی

جب شاہ کی حکومت ختم ہوئی اور آیت اللہ خمینی نے حکومت کی باگ وڈور سنبھالی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں آیت اللہ خمینی سے ملاقات کروں تقریباً تیس سال سے ہماری دوستی رہی تھی ہم ایک ہی مدرسہ میں پڑھاتے رہے ہیں وہ مجھے اچھی طرح جانتے تھے اور میری تعریف کیا کرتے تھے حتی کہ ایران واپس آنے سے پہلے اور اس شہر میں علماء کے جدید حالات پر مطلع ہونے سے پہلے اپنے ایک خطاب میں میری تعریف کی جو انھوں نے اپنے بڑے بیٹے آیت اللہ سید مصطفی خمینی کی وفات پر دیا تھا اگر چہ انھوں نے میرا نام ذکر نہیں کیا تھا لیکن میری طرف اشارہ کیا تھا چنانچہ اس نے کہا: علماء اپنے معاملہ میں غفلت میں پڑ چکے ہیں ان کی عقلیں جامد ہو چکی ہیں کوئی شک نہیں کہ کوئی خفیہ ہاتھ ہیں جو ان کو غفلت کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں یہ خفیہ ہاتھ

کچھ کام کرتے ہیں پھر ان کے پیچھے سے شور شرابا برپا کر دیتے ہیں اور یہ واعظ اور علماء خطباء انھی واقعات کی طرف سمٹ جاتے ہیں اور اپنے آپ کو انھی میں ضائع کر دیتے ہیں وہ زید کو کافر کہتے ہیں اور عمرو کو مرتد کہتے ہیں اور اس کا نام وہابی رکھ دیتے ہیں حالانکہ وہ ایسا نہیں یہ لوگ ایک ایسے عالم کو وہابی کہتے ہیں جس نے اپنی عمر کے چالیس سال دعوت اور فقہ میں گذار دیے ہیں اور وہ اپنے تمام معاصرین سے زیادہ فقیہ اور فقہ ودین کو زیادہ جاننے والا ہے، یہ ان علماء کی بہت بڑی غلطی ہے تم لوگوں کو اپنے آپ سے دور نہ کرو اور صفوں میں افتراق پیدا نہ کرو تم ایسی باتیں نہ کرو کہ یہ وہابی ہے، وہ ملحد ہے، وہ ایسے ہے اگر تم نے ایسا شروع کر دیا تو تمہارے لیے کیا بچے گا۔

آیۃ اللہ خمینی کو پیغام

میں نے آیت اللہ خمینی کو ایک خط لکھا جو میری بیٹی لے کر اس کے پاس گئی جب اس نے میرا نام سنا تو میری بیٹی کا استقبال کیا اور اس کا خوب احترام کیا اور اس سے خط لے لیا پھر میری بیٹی خمینی کے گھر چلی گئی خمینی کی بیوی نے اسے کہا ہم سید خمینی صاحب سے آپ کے والد صاحب کے خط کا جواب لے کر آپ کے پاس طہران پہنچا دیں گے جب چند دنوں بعد خمینی کی بیوی طہران آئی تو میری بیٹی نے جواب کا مطالبہ کیا تو اس کے پاس لکھا ہوا کوئی جوابی خط نہیں تھا لیکن وہ کہنے لگی ”سید خمینی نے تمھارے والد صاحب کے خط کے جواب میں کہا کہ ”سید برقعی مجتہد اور صاحب رائے ہیں مگر لوگ ان سے اچھا معاملہ نہیں کرتے“۔

آیت اللہ طالقانی

جب وہ بغاوت کی ابتداء میں جیل سے نکلے تھے تو میں نے ان سے ملاقات

کی تھی جب میں ان سے گفتگو کر رہا تھا تو اسی اثناء میں انھوں نے اپنا منہ میرے کان کے قریب کیا اور آہستہ سے کہا ''جو کچھ آپ کہہ رہے ہو وہ سب کچھ حق ہے لیکن ابھی ان حقائق کو ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف ہے''۔ مجھے کوئی شک نہیں کہ اگلے جہاں اللہ تعالی ان سے پوچھیں گے کہ مصلحت کب اجازت دے گی جب تم حق بات کہو گے۔

المہندس بازرجان

جن دنوں میں زیر علاج تھا تو میری عیادت کرنے کیلئے میرے گھر پر المہندس مہدی بازرجان ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے جن میں ڈاکٹر صدر اور مہندس توسلی شامل تھے، انھوں نے میری صحت کے متعلق پوچھا میں نے انھیں ان زخموں کی طرف اشارہ کیا جو میرے چہرے پر تھے میں نے انھیں کہا یہ اندھی تقلید کے نتائج ہیں یہ سب کچھ میرے ساتھ ایک مقلد آدمی نے کیا ہے جو اپنے آیت اللہ کے احکام کی بغیر سوچے سمجھے اور بغیر ان سے احکام کی دلیل طلب کیے اطاعت کرتا ہے میں تم سے امید کرتا ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی دیندار لوگوں کی اندھی تقلید سے دور ہو جاؤ اور اپنی عقلوں کی لگام ان کے ہاتھوں میں نہ دو۔

آیت اللہ فیض

اس بغاوت کے زمانہ میں مصلحت پسند خفیہ ہاتھ علماء کی صفوں میں کھیل رہے تھے اور جہاں ان کی مصلحتیں ہوتیں وہیں ان کو ہانک کر لے جاتے ایک مرتبہ میں آیت اللہ فیض کے گھر ان سے تعزیت کرنے گیا وہ بھی قم شہر کے تھے اور میرے رشتہ داروں میں سے تھے اور اپنے آپ کو مرجع شمار کرتے تھے اس دن انھوں نے

تعزیت، دعاء اور رونے دھونے کی مجلس قائم کی تھی لیکن میں اس وقت چونک اٹھا جب وہ میرے سامنے آئے اور مجھ سے اچھے سلوک سے پیش نہ آئے حالانکہ وہ میرا ہمیشہ احترام کیا کرتے تھے ایسا لگتا تھا جیسے وہ مجھ سے ناراض ہیں اور ان کے دل میں میری مخالفت ہے تو میں نے ان سے ان کے غصے کی وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا کہ مجھے توقع نہیں تھی کہ آپ جیسی شخصیت بھی ایسا کام کرے گی؟ میں نے کہا: میں سمجھا نہیں آپ کس چیز کے متعلق بات کر رہے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ اس خط کے متعلق جو آپ نے مجھے لکھا تھا اور اس میں مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے آیت اللہ بروجردی کو مرجعیت کی تربیت نہ دی تو آپ مجھے قم کے اندر بھری مجلس میں رسوا کریں گے۔ میں نے ان سے کہا: اللہ کی قسم میں نے ایسا نہیں کیا اور نہ مجھے اس قسم کی بات کے متعلق خبر ہے اگر آپ احسان کریں اور وہ خط مجھے دکھا دیں کہ اس پر میرا نام اور میرے دستخط ہیں یا نہیں؟ اور میں آپ کے سامنے قسم اٹھاتا ہوں کہ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگوں نے میرا جھوٹا نام گھڑ کر لکھ دیا ہو اور اس کے پیچھے ان کے خطرناک ارادے ہوں۔

جب میں اس کے پاس سے باہر آیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہاں کوئی خفیہ ہاتھ ہیں جو کسی ایسے آدمی کو لوگوں کیلئے مرجع بنانا چاہتے ہیں جو ان کی مصلحتوں پر پورا اترے اور یہ صرف خط کا قصہ اور ہم دو آدمیوں میں ہونے والا واقعہ نہیں بلکہ کوئی لمبی پلاننگ ہے اس وقت میں نے اچھی طرح یقین کر لیا کہ مرجعیت ایک کھیل بن چکی ہے لوگ اپنی مصلحتوں کی خاطر اس کی قیمت بڑھا دیتے ہیں اور میرے تصورات سچ ثابت ہوئے اور ان خفیہ ہاتھوں نے آیت اللہ بروجردی کو مرجع تقلید بنا دیا اور اس

کے پیچھے فائدہ اٹھانے کی اور مذموم مقاصد حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

علامہ برقعی کی نورِ ہدایت کی طرف آمد اور آزمائشات

تو اچھی طرح جان لے کہ میں جوانی میں شیعہ امامیہ میں سے تھا اور اپنے آباء کا مقلد تھا باوجود اس کے کہ میں طالب علم اور علوم دینیہ کے حصول میں مگن تھا میری یہی حالت رہی حتی کہ میں نے ان کے علماء اور مراجع کی تصدیق سے مجتہد کا درجہ حاصل کرلیا میں متعصب قسم کا شیعہ تھا اور اس مذہب کا مبلغ اور داعی شمار ہوتا تھا ہم اور ہمارے جیسے دوسرے مجتہدین شیعہ مذہب کی خرافات کو صحیح ثابت کرنے کیلئے کمزور توجیہات کا سہارا لیتے تھے جن پر ہم خود بھی مطمئن نہیں ہوتے تھے ہم ان کو رائج کرنے کی کوشش میں لگے رہتے اور بعید تاویلیں کرتے تھے میں نے اپنے سابقہ مذہب کے مطابق بہت ساری تصانیف کی ہیں ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے مذہب کے علماء ہادی اور مہدی ہیں یہاں تک کہ جب میری عمر چالیس سال کو پہنچی تو میں نے کتاب اللہ کی آیات میں تدبر اور غور وفکر شروع کردیا تو اللہ تعالی نے اپنی آیات کی برکت سے مجھے ہدایت دی اللہ تعالی اپنی کتاب کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے میں نے دیکھا کہ میرے مذہب کے بہت سے مسائل قرآنی آیات کے موافق نہیں ہیں بلکہ میرے مذہب کی اکثر روایات آیات قرآن کے خلاف ہیں جیسا کہ کلینی کی کتاب ''کافی'' کی روایات اور علامہ مجلسی کی ''بحار الانوار'' کی روایات ہیں اسی لیے میں نے اصول کافی ،فروع کافی کے رد میں ''کسر الصنم'' کتاب لکھی اور اس کی روایات کو قرآن اور عقل کے خلاف ثابت کیا میں نے قرآن کی آیات کے ترجمہ اور اس کے نکات اور حقائق کھولنے

پر (احکام القرآن اور تابشی از قرآن) لکھی جس کی وجہ سے شیعہ مذہب کے متعصب علماء میرے دشمن بن گئے اور مجھے ان کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے سے روک دیا اور اپنی مسجد میں مجھے جماعت کرانے سے بھی روک دیا جب اللہ تعالی نے مجھے بیدار کر کے سیدھے راستہ پر گامزن کیا تو انھوں نے مجھ پر تہمتیں لگانی شروع کردیں اور دشمنی اور مخالفت کے تیر چلانے شروع کردیے حتی کہ کئی مرتبہ مجھے قتل کرنے کی کوشش بھی کی۔

جب میری عمر اسی (۸۰) سال ہوئی تو شیعہ مذہب کے علماء اور ایرانی شیعی حکومت کے افسران نے میرے خون کو رائیگان قرار دے دیا۔ اور میرے اپنے وطن میں صرف اسلام کا نام باقی رہ گیا انھوں نے مجھے قتل کرنے کیلئے کئی حکومت کے لوگ بھیجے وہ میرے گھر میں داخل ہوئے میری اجازت کے بغیر دروازے کھول دیے میں عشاء کی نماز کی دوسری رکعت میں مشغول تھا انھوں نے مجھے گولی ماری میں بے ہوش ہوکر گر پڑا میرے چہرے سے خون کے فوارے بہہ پڑے اور مجھے بالکل ہوش نہ رہا باوجود اس کے کہ میں بڑھاپے کو پہنچ چکا تھا ایسی حالت میں انھوں نے مجھے ظلم کا نشانہ بنایا لیکن اللہ تعالی نے میری حفاظت فرمائی اور میں زندہ رہا......الحمد للہ رب العالمین

کتاب الغدیر کے بارے میں علامہ برقعی کا تبصرہ

جب میں جیل میں تھا تو علامہ عبدالحسین امینی تبریزی کی ''کتاب الغدیر'' پر دوسری مرتبہ مطالعہ کیا اس کے بارے میں جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ ''امینی نے اپنی کتاب میں حدیث غدیر پر چند سندوں کے اضافہ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا'' میں کہتا ہوں کہ انھوں نے سچ کہا ہے اور وہ حق پر ہیں۔

اس کتاب کی کوشش ہے کہ بعض جاہلوں پر حقیقت کو مشتبہ کر کے ان کو دھوکا دیدے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ طالب علموں اور محققین کے نزدیک اس کتاب کا کوئی وزن اور کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔بعض اہل فن اور متعصب قسم کے لوگ اپنی خواہشات پر سوار ہو گئے اور اس کتاب کی تعریف کر دی تا کہ لوگوں کو اس بارے میں دھوکہ دیں اور لوگوں کی عقلوں پر ہنسا کریں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے استاذ سید ابوالحسن اصفہانی حق پر تھے جب انھوں نے عشر زکاۃ کے مال سے اس کتاب کو چھاپنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ شاید کہ امام راضی نہ ہو کہ اس کے مال سے ایک شعروں کی کتاب کو چھاپا جائے۔

اس کتاب میں اکثر حصہ میں ایسی کتابوں سے روایت اور دلائل لیے گئے ہیں جو غیر معتبر ہیں اور جن کا اہل علم اور محققین کے نزدیک کوئی وزن اور قدر و قیمت نہیں ہے علماء نے اس کتاب کی اکثر روایات کو رد کر دیا ہے اور بیان کر دیا ہے کہ اس کی اکثر روایتیں صحیح نہیں ہیں لیکن مؤلف اگلے ایڈیشنوں میں اس کے ثابت کرنے پر ہی لگا رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ شیعہ سنی اختلافات پر لکھنے والے شیعہ علماء نے کافی عرصہ پہلے یقین کر لیا تھا کہ وہ حدیث غدیر کی جو صحیح احادیث ہیں ان سے اپنے عقائد اور افکار ثابت نہیں کر سکتے۔اسی لیے انھوں نے اس کتاب کے مداحین کی لگام کو چھوڑ دیا کہ وہ اس کتاب کی تعریف میں مبالغہ کر لیں چونکہ انھی لوگوں کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہے اس لیے وہ کسی حال میں بھی اجازت نہیں دیتے کہ اس موضوع پر جو قیمتی اور علمی کتابیں لکھی گئی ہیں ان کو کوئی آنکھ دیکھ سکے جیسے

(۱)''کتاب طریق اتحاد یا نصوص امامت'' جس میں علمی اور معتبر بحث کی گئی ہے

(۲)''الباقیات الصالحات'' علماء ہند میں سے مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحب نے اردو زبان کی کتاب ''آیات بینات'' کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے ،اور'' آیات بینات'' ہندوستانی شیعہ کے ایک بڑے عالم نواب محسن الملک سید محمد مہدی علی کی لکھی ہوئی ہے نواب محسن الملک نے بدعات وخرافات کو چھوڑ کر قرآن وسنت کو اپنایا اور چار جلدوں میں یہ کتاب لکھی جس سے ان کا مقصد اپنی قوم کو حق کی اتباع کی دعوت دینا ہے (ان کے حالات ہم نے اسی کتاب میں درج کر دیے ہیں مؤلف)

(۳)''تحفہ اثناعشریہ'' یہ کتاب امام محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی بن شاہ ولی اللہ احمد الدہلوی کی ہے

(۴) رسالہ ''راز دلبراں'' عبدالرحمٰن سربازی کا ہے اس کے اندر انھوں نے اصول دین اور راہ حق میں جو بنیادی شبہات ہیں ان کا رد کیا ہے

(۵) منہاج السنۃ کا جو میں نے فارسی ترجمہ کیا ہے۔

اسی طرح ان کے علاوہ دوسری کتابیں جو ایک فارسی زبان والے قاری کیلئے مفید ہیں ۔حکومتی لوگوں نے ہمیشہ فارسی عوام تک ان کتابوں کے پہنچنے میں رکاوٹیں کھڑی کی ہیں حتی کہ ان کتابوں کے نام تک نہیں پہنچنے دیتے۔

اگر یہ شیعہ لوگ حق پر ہوتے تو ایک لحہ بھی یہ لوگ نہ رکتے اور لوگوں کیلئے میدان کھلا چھوڑ دیتے تا کہ لوگ علامہ امینی کی کتاب الغدیر اور اس جیسی دوسری کتابوں کو پڑھیں اور اپنی عقلوں سے فیصلہ کریں پھر جس کو ان کی عقلیں درست اور حق سمجھیں اس کو اختیار کر لیں یا اس بارے میں وہ علماء کی طرف رجوع کریں اور حقائق کی وضاحت طلب کریں اور لوگوں کے شبہات کا جواب جان لیں اور بالآخر

سیدھے راستے پر گامزن ہوجائیں اور اللہ تعالے کے اس قول پر عمل کر کے کامیابی سے ہمکنار ہوجائیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں " **الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لاظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب (الزمر۱۷)** اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے" آج کے دن ہر نفس کو اس کے کیے کا بدلہ دیا جائے گا آج کسی پر ظلم نہ ہوگا بیشک اللہ جلد حساب لینے والے ہیں"

لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ شیعہ حکومتی لوگ یہ واجب اور ضروری کام نہیں کر سکتے اور نہ لوگوں کو اس بارے میں آزاد چھوڑ سکتے ہیں بلکہ جو آدمی بھی حق کی دعوت دیتا ہے اس کو یہ لوگ جیل خانوں کے اندھیروں میں ڈال دیتے ہیں یا اپنی وحشی بندوقوں کا نشانہ بنا دیتے ہیں جیسا کہ انھوں نے میرے ساتھ کیا ہے۔

علامہ عبدالحسین شرف الدین کی کتاب المراجعات پر تبصرہ

میرے بعض دوستوں نے میری طرف ایک کتاب بھیجی جس کا نام مراجعات تھا اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس کتاب کو دیکھوں اور اس کے توہمات کو حقائق سے جدا کروں، یہ کتاب شیعہ امامیہ کی ایک عالم سید عبدالحسین شرف الدین کی ہے اس کتاب کے اندر مصنف نے یہ دعوی کیا ہے کہ شیعہ کا مذہب عترت اور اہل بیت والا ہے اس کتاب کے اندر اہل السنّت کے ایک عالم کی طرف سے سوالات ذکر کر کے جوابات دیے ہیں اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کا ہر گروہ دوسرے گروہ کے ساتھ بغض اور عناد رکھتا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں " یہ بھائی جن کی بنیاد ایک ہے جن کا عقیدہ ایک ہے جب یہ جمع ہوتے ہیں تو افسوس ہے کہ ان کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوتا ہے......یہی چیز افسوس غم اور فکر کا باعث ہے اس کی کیا تدبیر ہوسکتی ہے" پھر

آگے جا کر لکھتے ہیں" چنانچہ میں مصر گیا اور میری اچھی قسمت نے مجھے ایک عالم دین کے ساتھ جمع کر دیا میں نے اس سے اپنے غم کا اظہار کیا اور اس نے مجھ سے اسی چیز کی شکایت کی وہ بڑی اچھی گھڑی تھی جس نے ہمیں ایسے طریقے کے متعلق سوچنے پر مجبور کر دیا کہ جس کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت متحد ہوجائے اور امت کی پراگندگی ختم ہوجائے پس جس چیز پر ہمارا اتفاق ہوا وہ یہ تھی کہ شیعہ سنی دونوں مسلمان ہیں دونوں کا دین اسلام ہے ان کے درمیان کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے ان کے درمیان اختلاف ایسے ہے جیسا کہ مجتہدین کی درمیان بعض احکام میں اختلاف ہے"

علامہ برقعی فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس کتاب میں غور وفکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ جیسے شرف الدین عبدالحسین کہہ رہے ہیں حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ بہت سارے مذاہب کا وجود میں آنا اور عقائد باطلہ کا پیدا ہونا یہ سب کچھ دشمنان اسلام کی جانب سے تھا کہ جب انھوں نے دیکھا کہ اسلام کی شوکت بڑھتی جارہی ہی اور لوگ اس دین اسلام کے اصول وفروع کو کثرت سے قبول کر رہے ہیں تو انھوں نے فاسد عقائد اور باطل جھوٹی احادیث گھڑ کر اسلام اور ائمہ دین کی طرف منسوب کر دیں خاص طور پر ائمہ اہل بیت کی طرف اور انھوں نے اپنے لیے ائمہ اہل بیت کو ڈھال کے طور پر استعمال کیا اور ان کے مبارک ناموں کے نیچے چھپے رہے ائمہ اہل بیت کے ناموں کا جھنڈا لے کر اس کے نیچے خرافات اور کفریہ عقیدے پھیلاتے رہے اور جب ائمہ اس سے براءت ظاہر کرتے تو یہ دشمنان اسلام کہتے کہ یہ ائمہ تقیہ کرتے ہیں،

اسلام کی عمارت گرانے کیلئے سب سے بڑا ہتھیار جو انھوں نے استعمال کیا وہ یہ تھا مسلمانوں کی درمیان تفرقہ بازی ڈال دو، من گھڑت حدیثیں پھیلا دو اور ائمہ

اہل بیت کے نام سے مختلف مذاہب پیدا کردو، شیعہ مذہب کے راوی انھی دشمنان اسلام میں سے ہیں کیونکہ اس مذہب کے اکثر راوی مجہول اور کذاب جھوٹے ہیں یا ضعیف وکمزور ہیں یا ایسے لوگ ہیں جن کا کوئی دین ہی نہیں تھا یا غالی قسم کے گمراہ لوگ تھے جو جھوٹ اور تفرقہ بازی میں مشہور تھے۔

چنانچہ شیخ علامہ حر عاملی لکھتے ہیں ''**الثقات الاجلاء كاصحاب الاجماع ونحوهم يروون عن الضعفاء والكذابين والمجاهيل حيث لايعلمون حالهم ويروون عنهم ويعلمون بحديثهم يشهدون بصحته** ''(وسائل الشیعہ ج۳۰ص۲۰۶) ثقہ ترین علماء جیسے اجماع والے اور ان کے علاوہ وہ ضعیف کذاب اور مجہول لوگوں سے روایت کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کے حالات نہیں جانتے مگر ان سے روایت کرتے ہیں اور ان کی حدیث کو پڑھتے پڑھاتے ہیں اور اس حدیث کے صحیح ہونے کی گواہی دیتے ہیں

شیخ ابو جعفر طوسی لکھتے ہیں ''**ان كثيرا من مصنفي اصحابنا واصحاب الاصول ينتحلون المذاهب الفاسدة وان كانت كتبهم معتمدة** (الفہرست ص۳۲) بیشک ہمارے شیعہ مذہب کے اکثر مصنف اور اصولی محققین فاسد مذہب رکھتے تھے اگرچہ ان کی کتابیں معتبر ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت علی اور تمام اہل بیت کے افراد نے کوئی نیا مذہب نہیں گھڑا اور نہ ہی انھوں نے کبھی دعوی کیا ہے کہ ان کا مذہب امامی ہے یا اسماعیلی، زیدی ہے یا باطنی، شیخی ہے یا اثنا عشری، جتنے بھی شیعہ کے مذاہب آج موجود ہیں ان میں سے کسی کو انھوں نے اپنا مذہب قرار نہیں دیا اور نہ ان کی نیک اولاد نے اپنے آپ کو

کسی کی طرف منسوب کیا ہے بلکہ سارے کے سارے کتاب وسنت کے تابع تھے ،انھوں نے اپنے نانا کی سنت کے علاوہ کسی نئی سنت کا دعوی نہیں کیا لیکن شیعہ امامیہ کہتے ہیں کہ بارہ سنتیں ہیں ہر امام کی اپنی سنت ہے۔

کتاب مراجعات کے مصنف کو کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اپنی اس بات میں سچا ہے '' کہ ہم نے اپنے اوپر لازم کرلیا کہ ہم اس مسئلہ کو دونوں فریقوں کے دلائل میں غور وفکر کر کے حل کریں گے'' تو وہ (عبد الحسین شرف الدین) اپنے مذہب کی کتابوں کو غور سے کیوں نہیں دیکھتا خاص طور پر اپنی عظیم ترین اور مضبوط ترین کتاب یعنی کلینی کی اصول کافی کو کیوں غور سے نہیں دیکھتا تاکہ وہ اپنا امامیہ مذہب اچھی طرح جان لے؟ بلکہ اس نے یہ کتاب پڑھی ہے اور جان بوجھ کر جاہل بن رہا ہے ۔اس کتاب میں مہاجرین اور انصار پر لعنت اور طعن وتشنیع بھری ہوئی ہے اس کے ہر باب میں عقل اور قرآن کے مخالف روایات ہیں نیز اس میں یہ روایات بھی ہیں کہ قرآن محرف ہے اور مصنف نے اپنی اس کتاب میں بے شمار ایسی آیات کا ذکر کیا ہے اور دعوی کیا ہے کہ ان میں تحریف ہوئی ہے اور اس کتاب میں فاسد عقائد اور باطل نظریات کو ذکر کیا ہے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص اسلام کا دشمن تھا۔

سنی علماء پر لازم ہے کہ وہ کتاب ''اصول کافی یا اس کے علاوہ شیعہ کی دوسری کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کا مطالعہ تو کریں تاکہ ان کو شیعہ مذہب کے کفریہ عقیدے اور شیعہ مذہب کی خرافات نظر آسکیں اور وہ جان لیں کہ شیعہ کی اسلام سے کیسے دشمنی تھی؟ اسی طرح وہ ان کی کتابوں میں غالی اور بے دینوں کی روایات کو پڑھیں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ اختلاف صرف امامت کی وجہ سے نہیں ہے؟ اور نہ

کسی فروعی جزئی مسئلے کی وجہ سے ہے؟ بلکہ اختلاف کئی دوسری وجوہات کی وجہ سے ہے ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا اتحاد اور اسلام کی شان وشوکت کا مسلسل بڑھنا دشمنان اسلام کو پسند نہیں تھا۔

سید شرف الدین اپنے مذہب کی کتابوں سے جاہل ہے اسی لیے وہ اپنی کتاب مراجعات میں لکھتا ہے ”امت کے درمیان جو بڑا اختلاف رونما ہوا وہ امامت کا اختلاف تھا اسلام میں کسی دینی مسئلہ وقاعدے پر تلوار کو نہیں سونتا گیا سوائے امامت کے لہذا امامت کا معاملہ ایک بڑا سبب ہے جو اس اختلاف کا سبب بنا “علامہ برقعی اس پر تبصرہ کرتے ہیں ......حقیقت اس طرح نہیں ہے جیسا کہ شرف الدین بیان کر رہا ہے بلکہ اصل اختلاف دشمنان اسلام نے ڈالا اور امامت کے مسئلہ کو ایک ڈھال کے طور پر استعمال کیا ان کافروں نے مسلمانوں کی سادگی اور جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے احساسات کو فلاں فلاں کی امامت کے نام سے حرکت دی اس طرح ان میں اختلاف پیدا کر کے اتحاد کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی ورنہ زید یا عمرو کی امامت میں کیا فرق ہے جب دونوں میں سے ہر ایک کی امامت کا مقصد اسلام کو رائج کرنا اور اس کے قوانین کی اشاعت کرنا ہے۔

حق بات یہ ہے کہ پہلی صدی میں کسی کی امامت کا دسویں یا پندرھویں صدی والوں سے کیا تعلق ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں **تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسالون عما كانوا يعملون**

اے موجودہ امت کے لوگو! کیا اس زمانے میں امامیہ شیعوں کی حکومت گذشتہ حکومتوں سے زیادہ سخت ہیں یہ حکومتی لوگ تمہاری اولاد کو قتل کر رہی ہے اور تمہاری عورتوں کو زندہ

رکھ رہی ہے تمھارے تمام معاملات حکومت کے اختیار میں ہیں تمہارے اختیار میں نہیں ہیں تم نہ اپنے مالوں کی طرف سے مطمئن ہو اور نہ تم اپنے گھروں اور تجارت کی طرف سے مطمئن ہو، تمھاری حج، تمھارے معاملات تمام کے تمام تمھارے اختیار میں نہیں حکومت کے اختیار میں ہیں تمھاری کتابوں پر پابندی ہے تمھارے دین کے حقائق چھاپنے کی اجازت نہیں اگر تمھارے پاس عقل اختیار اور طاقت ہے تو پہلے اپنی موجودہ حکومتوں کو درست کرو ورنہ گذشتہ حکومتوں کو اب درست کرنا تو محال ہے کیا تمھارے پاس اتنی طاقت ہے کہ گذشتہ حکومتوں کے عوض کوئی دوسری حکومتیں بنا سکو؟ کیا ممکن ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابوبکر کو ہم زندہ کریں اور حضرت ابوبکر کو معزول کر کے حضرت علی کو خلیفہ اور امام بنا دیں؟

کیا ہم سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال کیا جائے گا پہلے زمانہ میں امامت وخلافت کے متعلق جو بحث کرتا ہے وہ بے وقوف ہے ہاں یہ بحث دشمنان اسلام نے جاہلوں کے درمیان ڈالی تھی تاکہ مسلمانوں کا اتحاد زائل ہو جائے اور پھر اس بحث کی آڑ میں ان دشمنان اسلام نے خرافات اور جھوٹ اور خاص مقاصد سے بھری ہوئی روایت اور احادیث گھڑیں اور ان کو ائمہ مسلمین خاص کر ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب کیں اور دین کو فاسد وخراب کر دیا اور مسلمانوں کی غفلت سے خوب فائدہ اٹھایا اور اہل بیت کے نام سے منافقت مخالفت اور عداوت کی آگ بھڑکا دی حالانکہ اہل بیت نے کوئی مذہب نہیں گھڑا بلکہ وہ اس سے بری تھے۔

سید شرف الدین نے کتاب المراجعات مذہبی تعصب کی وجہ سے لکھی ہے حالانکہ دین اسلام ایک ہے اس میں کوئی مختلف مذاہب نہیں ہیں اور ائمہ اہل بیت کا

ایک مذہب تھا یا کئی مذاہب تھے وہ مسلمان تھے یا غیر مسلم؟

کیا ان کا مذہب جعفری تھا یا امامی، شیخی تھا یا باطنی، فاطمی تھا یا نصیری؟ حالانکہ یہ سارے اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

وکل یدعی وصلا بلیلی ......ولیلی لاتقر لھم بذلك

یہ سارے لیلی سے وصال کا دعوی کرتے ہیں، حالانکہ لیلی ان کے اس دعوی کا انکار کرتی ہے

شیعہ امامیہ مغلوں اور ہلاکو خاں وغیرہ کی حکومتوں پر تو راضی ہیں لیکن یہ شیعہ لوگ خلفاء راشدین کی حکومتوں پر راضی نہیں ہیں۔ خواجہ نصیر الدین جو شیعہ کا بڑا عالم تھا اور اس کا شاگرد علامہ حلی اور ان کے پیروکار مغلی بادشاہوں کے ہمنشین تھے اور انھی حالات میں وہ نبی ﷺ کے خلفاء پر سب وشتم کرتے تھے اور ان کا اعتقاد تھا کہ مہاجرین اور انصار مرتد ہو گئے تھے اور اپنے ائمہ سے نقل کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ مرتد ہو گئے تھے سوائے تین کے حالانکہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں تقریبا سو آیات میں صحابہ کی تعریف کی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں **کتب فی قلوبھم الایمان** (المجادلہ ۲۲) کیا اہل بیت اور عترت رسول قرآن کریم کی ان آیات سے جو صحابہ کی تعریف میں نازل ہوئی تھیں جاہل تھے؟ کیا یہ ائمہ اہل بیت ان مہاجرین اور انصار صحابہ کو کافر کہتے تھے جن کی کتاب اللہ میں تعریف کی گئی ہے؟

علماء امامیہ کہتے ہیں کہ صفوی بادشاہ جو نصاری کے مددگار تھے وہ خلفاء راشدین سے بہتر ہیں اور شاہ طہماسب صفوی اور شاہ عباس کی مجلس علماء امامیہ سے بھری رہتی تھی حالانکہ یہ بادشاہ عیسائیوں کے دوست اور معاون تھے۔ یہ صفوی بادشاہ

اسلام دشمن عیسائیوں سے اسلحہ خریدتے تھے اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کی آگ بھڑکا دیتے تھے اور شیعہ علماء جنگ اور قتل وقتال کی نگرانی کرتے تھے بلکہ اہل السنّت والجماعت کو کافر قرار دیتے تھے۔

علامہ مجلسی جو صفوی بادشاہوں کے دور میں شیخ الاسلام تھا وہ صفوی حکومت کی تعریف میں لکھتا ہے **شیدھا اللہ ووصلھا بدولۃ القائم** اللہ اس حکومت کو مضبوط کرے اور اس کو امام مہدی کی حکومت کے ساتھ ملادے۔ حالانکہ صفوی حکومت نے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا تھا اور دین اسلام کو بدل کر رکھ دیا تھا۔

اگر سید عبدالحسین شرف الدین مسلمانوں کا خیر خواہ اور خادم ہے اور اس کے دل میں کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے تو اس کے لائق اور مناسب یہ ہے کہ وہ دونوں گروہوں کو محمدی جماعت کی طرف دعوت دے اور جو عترت وائمہ اہل بیت کے نام سے مذاہب منسوب ہیں ان کو چھوڑ دے۔ کیا وہ جانتا نہیں کہ شیعوں کے تقریبا ستر مذہب بنے ہوئے ہیں اور ہر مذہب والا دوسرے کو کافر ٹھہراتا ہے۔

اے شیعہ مذہب کی طرف دعوت دینے والے! ذرا یہ تو بتا کہ شیعہ کے ان ستر مذاہب میں سے کون سا مذہب اتباع کے زیادہ لائق ہے؟ کیا اس نے شیعہ کے ایک بڑے عالم سعد بن عبداللہ اشعری القمی کی کتاب ''المقالات والفرق'' نہیں پڑھی؟ اسی طرح الشیخ المتکلم ابی محمد الحسن بن موسی النوبختی کی کتاب ''فرق الشیعہ'' اور ابو عیسی وراق کی کتاب ''المقالات'' وغیرہ نہیں پڑھیں انھوں نے شیعوں کے مختلف مذاہب ذکر کیے ہیں اور ان کی گنتی ذکر کی ہے جو ستر تک جا پہنچتی ہے سعد بن عبداللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ امام ابو محمد حسن العسکری کی وفات کے بعد شیعوں کے پندرہ

فرقے بن گئے تھے۔ کیا ہم اب بھی یہی کہیں گے کہ یہ سارے فرقے اور مذہب ائمہ اہل بیت کے بنائے ہوئے تھے؟ لہذا شیعہ مذہب کی طرف دعوت دینا ایسا ہے جیسے تفرقہ بازی کی طرف دعوت دینا۔ اور سید شرف الدین تو اس تفرقہ بازی کی وجہ سے مغموم اور پریشان ہیں تو شیعہ مذہب کی طرف دعوت کیسے دے رہے ہیں؟

اہل بیت نے نیا مذہب نہیں گھڑا

شیعوں کے مذاہب ستر یا اس سے بھی زائد ہیں اور ہر مذہب والے اپنے مذہب کو عترت یعنی ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور وہ ائمہ اہل بیت مسلمان تھے ان کی زندگی پہلی اور دوسری صدی میں گذری ہے اور ان دونوں صدیوں میں کوئی ایسا شخص نہیں جو ان میں سے کسی مذہب کی ساتھ اپنا نام منسوب کرتا ہو اور اہل بیت نے کوئی نیا مذہب نہیں گھڑا اور نہ اپنے نانا محمد ﷺ کی سنت کے علاوہ کوئی نئی سنت بنائی ہے یہ امیر المؤمنین تمام ائمہ کے والد گرامی ہیں نہج البلاغۃ (خطبہ نمبر ۲۰۵) میں فرماتے ہیں

"نظرت الی کتاب الله وما وضع لنا وامرنا بالحکم به فاتبعته وما استن النبی ﷺ فاقتدیته"

میں نے کتاب اللہ کو دیکھا اور جو کتاب اللہ نے ہمارے لیے احکام مقرر کیے اور جس کے ساتھ ہمیں فیصلہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ میں نے اس کی اتباع کی اور جو نبی ﷺ نے سنت جاری فرمائی میں نے اس کی اقتداء کی"

اور نہج البلاغۃ خط نمبر ۲۳ میں فرماتے ہیں!

"میں تمھیں اللہ تعالی کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ تم اس کے ساتھ

شریک مت ٹھہرانا اور حضرت محمد ﷺ کے بارے وصیت کرتا ہوں کہ اس کی سنت کو ضائع مت کرنا"

سنت نبی ﷺ کے قول، عمل اور تقریر کا نام ہے لیکن شیعہ لوگوں کا اعتقاد اور مذہب یہ ہے ان کے ائمہ معصوم ہیں اور انھوں نے ہر امام کی دوسرے امام سے علیحدہ ایک سنت بنا رکھی ہے ان کا عقیدہ یہ ہے ان ائمہ میں سے ہر ایک کا قول، عمل اور تقریر حجت ہے، یہ لوگ اپنے ائمہ کی سنتوں سے استدلال کرتے ہیں اور ان کے فقہی احکام انھی ائمہ سے منسوب کرتے ہیں اسی لیے اسباق، بحث مباحثہ اور علمی مجالس میں آپ دیکھیں گے کہ ان کے علماء کہتے ہیں یہ عمل مکروہ ہے، یہ مستحب ہے، یہ واجب ہے، کیوں؟ اس لیے کہ امام نے اسی طرح کیا ہے، امام نے اسی طرح فرمایا ہے، انھوں نے نبی ﷺ کی سنت کے علاوہ بارہ سنتیں بنا ڈالی ہیں اور پھر ان کے ائمہ کی سنتوں میں بھی اختلاف اور مغایرت ہے ان کے علماء کی کتابوں میں ائمہ سے مختلف اور متضاد روایات مروی ہیں اور پھر مزید یہ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ائمہ کی اکثر روایات تقیہ پر محمول ہیں اور ان کے اقوال کی حقیقت واضح نہیں ہے اور ان کی اکثر احادیث خبر واحد اور ضعیف ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کی سنت کے علاوہ کسی کی سنت بھی حجت نہیں ہے یہ شیعوں کی بدعات میں سے ہے، اسلام کے اندر سنت صرف نبی ﷺ کی سنتوں کے اندر منحصر ہے کیونکہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں" **لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة** "تمھارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے یہ نہیں فرمایا کہ امام جعفر صادق یا امام باقر کی سنت میں بہترین نمونہ ہے، تو شیعہ کتابوں

میں دیکھ یعنی کافی، وسائل الشیعہ، بحارالانوار، اور دوسری فقہ کی کتابیں ان کی تمام یا اکثر روایات ائمہ سے مروی ہیں اور انھی کے اقوال اور افعال کی طرف منسوب ہیں۔

علامہ برقعی کی تصانیف

مرآۃ الآیات یا راہنمائے مطالب قرآن جو کئی بار چھپ چکی ہے

گنج سخن کلمات امام حسن

کلمات قصار سید الشہداء

خزینہ جواہر کلمات امام باقر

گنج حقائق کلمات امام صادق

گنج گوہر یا ہزار و پانصد سخن از پیامبر

رسالہ حقوق در بیان حق خالق ومخلوق

عشق وعاشقی از نظر عقل ودین

شعر وموسیقی ومصالح ومفاسد آں

حکم محاسن وشارب

عقائد امامیہ اثنا عشریہ

عقائد شیخیہ وتضاد آں با اسلام...... یہ ایک مرتبہ چھپی ہے اس کتاب میں شیعوں کے فرقہ شیخیہ کے عقائد کی تردید ہے کہ ان کے عقائد اسلام کے خلاف ہیں۔

حواشی بر کفایۃ الاصول

حواشی بر کتاب صلاۃ ہمدانی

حواشی بر المکاسب المحرمہ

حواشی بر کتب حدیث

تحفۃ الرضوی ابو الصلت ہروی کے حالات میں

شیخ صدوق کی کتاب توحید کے ایک حصہ کا ترجمہ

وسائل الشیعہ کے ایک حصہ کا ترجمہ

اربعین از احادیث خاتم النبیین

فقہ استدلالی

مجموعہ ای از اخلاق

پند خردمند برائے فرزند دلبند

رسالہ پیشاہنگی

ترجمہ مختار ثقفی

جبر وتفویض

جداول در ارث

مجالس المؤمنین

پاسخ بہ کسروی

الفیہ در صرف ونحو

منظومہ در اسماء الٰہی

ترجمہ جامع الدروس

ترجمہ کتاب الشبہات

تراجم النساء......تین جلدوں میں

تراجم الرجال...... یہ دس جلدوں پر مشتمل ہے اس میں شیعہ علماء کے حالات ہیں

جوابی بہ اجمال بہ کتاب بیست وسہ سال

ترجمہ کتاب الفقہ علی المذاہب الخمسہ

فریب جدید یا تثلیث وتوحید

گلشن قدس یا عقائد منظوم

مثنوی منطقی

دعبل خزاعی وقصیدہ تائیہ او

اسلام دین کار وکوشش است

عقیدہ اسلامیہ

تعدد زوجات رسول خدا ومصلحت آن

ترجمہ مسند امام زید بن علی

ترجمہ صحیفہ علویہ

عقل ودین...... یہ کتاب اصول دین پر ہے دو جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد عدل اور توحید کے بارے میں ہے دوسری جلد نبوت امامت اور معاد کے بارے میں ہے۔

عقائد عرفا وصوفیہ......انھوں نے قم شہر میں جو غالی صوفی رہتے تھے ان کی خرافات، بدعات اور غلو کے بارے میں لکھی ہے

ان دونوں کتابوں کو بہت شہرت ملی خاص وعام نے ان دونوں کتابوں کو پسند کیا۔

التفتیش در بطلان مسلک صوفی و درویش

درسی از ولایت ......اس کتاب میں نظریہ "ولایت تکوینیہ" کا مفصل اور مدلل رد ہے اس کتاب کے آنے کی دیر تھی شیعہ حلقوں میں کھل بلی مچ گئی کچھ موافق تھے اور کچھ مخالف تھے یہ مسئلہ معرکۃ الآراء بن گیا۔ اس کے جواب میں غالی شیعوں کی طرف سے کتابیں لکھی گئیں اور تقریریں کی گئیں خاص طور پر آیت اللہ میلانی نے ایک فتوی دیا کہ یہ کتاب ضلالت اور گمراہی ہے اس کا مصنف گمراہ ہے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ آیت اللہ کاظم شریعتمداری کی زیر نگرانی قم کے چند مشائخ کا اجلاس ہوا اور انھوں شاہ کی طرف چھ ہزار دستخط کرا کر بھیجے۔ کہ یہ راہ راست سے منحرف ہو گیا ہے اور اور یہ اہل بیت کے مذہب کو گرانا چاہتا ہے۔ یہ کتاب علامہ برقعی کے سنی مذہب کی طرف آنے میں پہلی سیڑھی کی حیثیت رکھتی ہے۔

اشکالات بہ کتاب درسی از ولایت وداوری در آں

جواب اشکالات بر کتاب درسی از ولایت

علامہ آیت اللہ برقعی نے شیعہ مذہب چھوڑنے کے بعد بہت زیادہ کتابیں اور رسائل لکھے۔ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱)......تابشی از قرآن ......قرآن کریم کی مکمل تفسیر ہے بارہ جلدوں میں۔

(۲)......دیوان حافظ شکن یا گفتگوئی با حافظ ......اس کتاب میں حافظ شیرازی کے دیوان کا اشعار کی صورت میں رد ہے

(۳)......تحریم متعہ در اسلام

(۴)...... بت شکن یا عرض اخبار اصول بر قرآن وعقول یا سیری در اصول کافی ......اس کتاب میں اصول کافی کی روایات پر جرح کی گئی ہے دو حیثیت سے (۱) ان روایات

کے راوی ضعیف یا مجہول یا کذاب یا بدعقیدہ و گمراہ تھے (۲) یہ روایات قرآن اور عقل کے خلاف ہیں۔اس کا عربی میں ترجمہ کسر الصنم کے نام سے ہو چکا ہے۔

(۵)...... بررسی خطبہ غدیریہ

(۶)......نقد المراجعات ...... یہ کتاب عبد الحسین شرف الدین کی کتاب المراجعات کا مختصر رد ہے۔

(۷)......اصول دین از نظر قرآن

(۸)......تضاد مفاتیح الجنان با آیات قرآن ...... یہ کتاب شیعہ کی مشہور دعاؤں کی کتاب مفاتیح الجنان کا جواب ہے۔

(۹)......دعاہائی از قرآن۔

(۱۰)...... بررسی علمی در احادیث مہدی ......اس رسالہ میں امام مہدی کے متعلق شیعی روایات کے بارے میں تحقیق ہے۔

(۱۱)......خرافات وفور در زیارات قبور ......اس کتاب میں شیعہ مذہب میں جو زیارات کے حوالہ سے خرافات اور بدعات ہیں ان کا رد ہے

(۱۲)......علامہ ابن العربی کی کتاب العواصم والقواصم کا ترجمہ

(۱۳)حدیث الثقلین یا نصب الشیخین ......

(۱۴)رہنمود سنت در رد اہل بدعت......علامہ ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ النبویہ کا

(۱۵)اختصار علامہ ذہبی نے المنتقی کے نام سے کیا تھا علامہ برقعی کی یہ کتاب رہنمود سنت اس المنتقی کا فارسی ترجمہ ہے۔

(۱۶)جامع المنقول فی سنن الرسول (عربی)

(۱۷)ترجمہ جامع المنقول فی سنن الرسول (فارسی)

(۱۸)ترجمہ وشرح یکصد و ہشتاد و دو خطبہ از نہج البلاغۃ

(۱۹)مقدمہ وحواشی بر کتاب شاہراہ اتحاد یا بررسی نصوص امامت

(۲۰)ترجمہ احکام القرآن شافعی

(۲۱)حکومت جمہوری اسلامی

(۲۲)احکام القرآن

(۲۳)سوانح ایام......اس کتاب کے اندر علامہ برقعی نے اپنی سوانح خود لکھی ہے۔

اصول دین علامہ برقعی کی نظر میں

علامہ برقعی فرماتے ہیں

میں قم کے حوزہ علمیہ میں تعلیم کے دوران سے ہی آقائی شریعتمداری کو اچھی طرح جانتا ہوں وہ مجھے بھی اچھی طرح جانتے ہیں اور میرے احوال سے واقف ہیں ان کے ساتھ بہت سی یادیں وابستہ ہیں ایک واقعہ نقل کرتا ہوں جو فائدہ سے خالی نہیں ہے۔

ایک دن میں چند دیگر فضلاء کے ساتھ آقائی شریعتمداری کے گھر میں مہمان تھا کہ میں نے اصول دین کے متعلق بات چھیڑ دی اور میں نے ان سے پوچھا حضرت آیت اللہ صاحب اصول دین کتنے ہیں؟ انھوں نے کہا پانچ۔ میں نے پوچھا کہ کیا کوئی آیت یا حدیث بھی ہمارے پاس ہے کہ اصول دین پانچ ہیں۔اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر کس دلیل سے ہم کہتے ہیں کہ اصول دین پانچ ہیں تین یا چار یا چھ نہیں ہیں۔ وہ میرے سوال سے ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ٹھیک ہے کہ ہمارے پاس کوئی صریح آیت یا

حدیث نہیں ہے جس میں ہو کہ اصول دین پانچ ہیں لیکن ہمارے علماء تحقیق کے بعد عقلی دلائل اور علمی براہین سے اس نتیجہ تک پہنچے ہیں میں ان کے اس جواب پر ہنس پڑا۔ وہ تعجب کرنے لگے اور پوچھا آقائی برقعی کیوں ہنستے ہو؟ میں نے کہا یہ بات ہے بھی ہنسی کی کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے پیغمبر کو بھیجا اور اس پر کتاب نازل کی اور لوگوں کو کہا ایمان لے آؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر لوگوں سے جہاد کرو تا کہ وہ ایمان لائیں لیکن اپنی کتاب میں یہ بیان نہ کیا کہ لوگ کتنی چیزوں پر ایمان لائیں۔ بلکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ مزید چند صدیاں صبر کرو حوزہ علمیہ کے علماء تمھیں دلائل عقلیہ اور براہین علمیہ سے تمہیں بتائیں گے کہ اتنی چیزوں پر ایمان لے آؤ۔ کیا ایسے مذہب پر ہنسنا نہیں چاہیئے اس وقت آقائی شریعتمداری خود بھی ہنسنے لگ گئے۔

محترم قارئین !......تم جان لو کہ اصول دین اور ان کی تعداد کے بارے میں میں نے بہت سارے شیعہ علماء سے سوال کیا اور وہ تمام کے تمام جن میں آیت اللہ شریعتمداری بھی تھے آیات قرآن کے ساتھ مدلل کافی اور وافی جواب دینے سے بھاگتے تھے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر انھوں نے اصول دین کی وضاحت اور اصول دین کی تعیین میں قرآن کریم کی طرف رجوع کیا تو توحید نبوت اور معاد (آخرت) پر تو بہت سی آیات پیش کر دیں گے لیکن بقیہ اصول دین عدل اور امامت کے بارے میں وہ مشکلات سے دوچار ہو جائیں گے

اسی وجہ سے وہ یہ بحث کرتے ہوئے ہرگز قرآن کریم کی طرف نہیں جائیں گے تا کہ سردردی میں مبتلا نہ ہوں اس لیے اگر وہ قرآن سے دلائل دیں گے تو پہلے وہ آیات ذکر کرتے ہیں جو توحید نبوت اور معاد پر دلالت کرتی ہیں اس کے بعد اگر چاہیں

گے کہ وہ آیات جو اللہ تبارک وتعالی سے ظلم کی نفی کرتی ہیں ان کو اپنے اصل دین عدل کے بارے میں بطور دلیل کے پیش کریں تو لامحالہ ان پر اعتراض ہوگا کہ قرآن کریم میں کتنی آیات ہیں جو اللہ تبارک وتعالی سے جہالت ،غفلت اور کمزوری وغیرہ کی نفی کرتی ہیں تو پھر ان آیات کی وجہ سے علم احاطہ اور قدرت کو اصول دین میں شامل کیوں نہیں کرتے ؟

تو وہ لاچار ہو کر کہتے ہیں کہ چونکہ عدل کے معنی میں ہماری اشاعرہ کے ساتھ موافقت نہیں ہے ان سے امتیاز کی خاطر ہم نے عدل کو اصول دین میں داخل کیا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ عدل کے بارے مناظرے شروع ہو گئے بہر حال واضح ہو گیا کہ مسلمانوں میں جو علم کلام کے لحاظ سے اختلاف پیدا ہوا اس سے پہلے صدر اسلام صحابہ واہل بیت کے زمانہ کے ساتھ اس اصول عدل کا کوئی تعلق نہیں ہے حالانکہ اصول دین وہی ہوتے ہیں جو صدر اسلام سے لے کر اب تک برابر چلے آرہے ہوں اور خود شارع نے ان کو بیان کیا ہو نہ یہ کہ پہلے زمانہ میں اصول دین اور ہوں اور بعد والے زمانہ میں اور ہو جائیں نیز بہت ساری آیات ہیں جو آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانے کو لازم کرتی ہیں حالانکہ یہ ان شیعوں کے اصول دین میں نہیں ہیں۔

اہم ترین بات یہ ہے کہ شیعہ علماء امامت کے بارے بہت مشکلات سے دوچار ہیں کیونکہ قرآن کریم میں اس اصل دین کا کوئی واضح نشان نہیں ہے اس لیے جب ان سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس اصل دین کی تمھاری نظر میں بہت اہمیت ہے اور اس کے بغیر دین کامل ہی نہیں ہوتا دوسرے اصول دین کے برخلاف اس اصل دین کے بارے میں ہم آیات نہیں جانتے یا کم از کم کوئی ایک واضح آیت پیش کر دو جو روایات کی محتاج نہ ہو اور نہ وہ پیچ در پیچ علم کلام کی تفصیلات کی محتاج ہو جیسا کہ قرآن

کریم توحید معاد نبوت اور آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانے کو صراحتاً کھول کھول کر بیان کیا ہے اسی طرح پیغمبروں کے بعد معصومین کی امامت کو واضح بیان کیوں نہیں کیا؟ اس کے جواب میں بے چارے شیعہ علماء پریشان ہو جاتے ہیں۔

اس لیے جب اصول دین پر بات ہوتی ہے تو وہ قرآن کریم کو درمیان میں لاتے ہی نہیں اور ابتداء یہی بات کرتے ہیں ''ہمارے علماء نے تحقیق سے اور عقلی دلائل اور علمی براہین کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اصول دین پانچ ہیں'' اس مشکل کو دور کرنے کیلئے اور لوگوں کو بتانے کیلئے کہ ان کے اصول دین کتنے ہیں میں نے ایک رسالہ بیس صفحات کا لکھا ہے جس کا نام رکھا ہے ''اصول دین از نظر قرآن'' جو میں نے محدود تعداد میں چھپوا کر اپنے دوستوں میں تقسیم کروایا ہے میں نے اس میں اصول دین جو تین ہیں توحید نبوت اور معاد ان کو قرآن کریم کی آیات کے ساتھ مدلل کر کے بیان کیا ہے۔

آیت اللہ بروجردی

مجھے یاد ہے کہ ایک دن میں چند دیگر لوگوں کے ساتھ آیت اللہ بروجردی کی مجلس میں تھا انھوں نے مجھے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تمھیں مجھ پر کوئی اعتراضات ہیں ہیں میں نے کہا ہاں بالکل سینکڑوں اعتراضات ہیں آیت اللہ بروجردی نے تعجب کیا اور کہا کہ کچھ اعتراض ہمیں بھی بتاؤ میں نے کہا کہ ایک اعتراض یہ ہے کہ آپ نے اپنے رسالہ میں تصویر کو مکروہ لکھا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ایک علمی رسالہ کی بیک سیڈ پر آپ کی تصویر چھپی ہوئی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ آپ مساجد کی زیب و زینت کو ناجائز جانتے ہیں جیسا کہ آپ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے حالانکہ آپ نے قم کی بڑی مسجد کی زیب

و زینت پر لاکھوں روپے خرچ کر دیے ہیں لہذا لامحالہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیا مجتہد کا ظلم ہے جو اپنے فتوی پر خود ہی عمل نہیں کرتا۔ جب میں نے یہ بات کی تو ہا ہو اور قیل وقال بحث مباحثہ شور شرابا شروع ہو گیا اور لوگوں نے میری بات کاٹ دی کہ یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ آیت اللہ بروجردی نے بھی انھیں خاموش نہ کرایا تو میں نے کہا کہ آقا آپ خود جو چاہیں کہیں اگر آپ مجھے دوست نہیں سمجھتے تو میں بھی کچھ نہیں کہتا۔!

آیت اللہ میلانی

آیت اللہ سید ہادی میلانی ایک عالم تھے جنھوں نے نجف اشرف میں اپنی ساری عمر فلسفہ میں گذار دی جب وہ مشہد میں آئے تو ان کے پاس سوائے ایک پرانے جبہ کے کچھ نہ تھا مشہد میں جو ان کے پاس طالب علم رہتے تھے انھوں نے آیت اللہ میلانی کو کہا آپ مشہد میں رہیں ہم آپ کے واسطے تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ آیت اللہ میلانی مشہد میں رہتے وہاں سے باہر نہ جاتے اور طالب علم چپہ چپہ قریہ قریہ بستی بستی جا جا کر وعظ و نصیحت کرتے اور لوگوں کو کہتے کہ یہ شیعہ عوام کیلئے مرجع تقلید ہیں اور لوگوں کو گروہ در گروہ کر کے لاتے تا کہ یہ آیت اللہ ان کے مال کو حلال کر دے جب دس سال بعد ان کی وفات ہوئی تو یہی شیخ جن کے پاس سوائے پرانے جبہ کے کچھ نہ تھا جب فوت ہوئے تو انھوں نے اپنی اولاد کیلئے کروڑوں کا مال چھوڑا۔

آقائی فلسفی

علامہ برقعی لکھتے ہیں

ایک مرتبہ میں روڈ پر گاڑی کی انتظار میں کھڑا تھا اچانک ایک گاڑی میرے سامنے آ کر رکی اور میرے نام سے آواز دی آقائی برقعی! تشریف لائیں۔ جب میں

نے دیکھا تو وہ مشہور واعظ و ذاکر آقائی فلسفی تھے میں سوار ہو گیا سلام اور حال احوال پوچھنے کے بعد

اس نے کہا......آقائی برقعی آپ کہاں رہتے ہو؟ کیا کرتے ہو؟ تمھاری کوئی خبر ہی نہیں سنی؟

میں نے کہا......اپنے عقائد کی وجہ سے میں تقریبا خانہ نشین ہو گیا ہوں اگر تم جان لیتے کہ میرے عقائد کیا ہیں تو تم مجھے سوار نہ کرتے۔

اس نے کہا......آپ کیا کہتے ہو؟

میں نے کہا......میں کہتا ہوں مجلس پڑھنا حرام ہے۔مجلس پڑھنے کی مدد کرنا حرام ہے مجلس کیلیئے مال خرچ کرنا حرام ہے۔

اس نے کہا......وہ کیوں؟

میں نے کہا......جو ذاکر مجلسیں پڑھتے ہیں اور مجلس کے اندر جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں وہ اکثر قرآن کے مخالف ہوتی ہیں اور وہ حقیقت میں پیغمبروں اور ائمہ اہل بیت کے دشمن ہیں۔

آقائی فلسفی نے کہا......کیا منبر پر تقریر کرنا بھی حرام ہے؟۔

میں نے کہا......ہاں جی حرام ہے۔

اس نے کہا......کیوں؟

میں نے اس کو سمجھانے کیلیئے کہا......آقائے فلسفی آپ کو یاد ہے کہ دس محرم کو آپ نے بازار میں منبر پر بیٹھ کر تقریر کی تھی؟

اس نے کہا......جی ہاں۔

میں نے کہا......میں بھی اس روز بازار سے واپس لوٹ رہا تھا جب تمھاری آواز میں نے سنی تو میں رک گیا تاکہ آپ کی بات سن سکوں میں نے سنا آپ کہہ رہے تھے ''امام اپنی ماں کے پیٹ میں ہی سب کچھ جان لیتے ہیں''

اس نے کہا...... بالکل یہ بات ہماری کتابوں میں مذکور ہے۔

میں نے کہا......کہ یہ اولاً......تو قرآن کے خلاف ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں **واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لاتعلمون شیئا** اللہ تعالی نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔اور ثانیاً......تم نے اسی تقریر کے آخر میں کہا تھا کہ جب امام حسین کوفہ کی طرف آئے تو گرمی کی شدت ان کے سامنے آ گئی اور کوفہ کی طرف جانے سے مانع بن گئی امام حسین نے بالآخر دوسرا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ امام حسین ایک ایسی جگہ جا پہنچے جہاں جا کر امام کا گھوڑا رک گیا اور قدم نہیں اٹھاتا تھا امام حسین نے خوب کوشش کی اس کو ایڑی مارتے، باگیں کھینچتے، لکڑی مارتے اور ششکارتے لیکن گھوڑے نے حرکت نہ کی امام حسین حیران ہو گئے کہ گھوڑے کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ حرکت ہی نہیں کرتا وہاں ایک عربی آدمی نظر سے گذرا آپ نے اس کو آواز دے کر بلایا اور اس سے پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہے؟

اس عربی نے جواب دیا......غاضریہ

امام حسین نے سوال کیا......اس کا دوسرا نام کیا ہے؟

اس عربی نے کہا......شاطی فرات

امام نے پھر پوچھا......کہ اس کا اور نام کیا ہے؟

اس عربی نے کہا......نینوا

امام نے پھر پوچھا......کہ اور کیا نام ہے؟

اس نے کہا......کربلا

امام حسین نے فرمایا...... ہاں میں نے اپنے نانا سے سنا تھا وہ فرماتے تھے تمھاری آرامگاہ کربلا ہے۔

اس کے بعد میں نے فلسفی کو کہا آقائی فلسفی! یہ امام جس کے بارے میں تو نے تقریر کے شروع میں کہا تھا کہ یہ اپنی ماں کے پیٹ میں سب چیزیں جان لیتے ہیں اور قرآن پڑھ لیتے ہیں جب وہ اس جگہ پہنچتے ہیں تو پہلے ان کا گھوڑا وہ جگہ پہچانتا ہے اس کے بعد امام کو پتہ چلتا ہے اور وہ بھی ایک دیہاتی سے پوچھنے کے بعد۔ فلسفی صاحب! یہ کیسا امام ہے کہ تم اس کے بارے میں یہ کہتے ہو کہ اس سے پہلے اس کا گھوڑا جان لیتا ہے کیا ائمہ کی محبت یہی ہے؟ کیا اسلام کے معارف یہی ہیں؟ آپ نے ان روایات میں غور وفکر کیوں نہیں کیا؟

آیت اللہ برقعی کے زندگی کے تین مراحل

علامہ برقعی کی زندگی کے تین مرحلے ہیں

پہلا مرحلہ......علامہ برقعی پیدائش سے لے کر ۱۹۴۹ء تک جو علامہ برقعی کی جوانی کا زمانہ ہے اس زمانہ میں علامہ برقعی متعصب شیعہ امامی تھے کیونکہ شیعہ کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے اور شیعوں سے ہی تعلیم حاصل کی حتی کہ کئی شیعہ مجتہدین سے اجتہاد کی ڈگری حاصل کر لی اس زمانہ میں جو بھی شیعہ مذہب پر تنقید کرتا تو علامہ برقعی اس کا جواب دیتے اور شیعہ مذہب کا دفاع کرتے تھے چنانچہ احمد کسروی کی کئی

تنقیدات کا جواب لکھا ہے۔

دوسرا مرحلہ......۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۳ء تک علامہ برقعی نے اپنی زندگی کے ان ایام میں شیعہ مذہب کی رو سے عوام اور سیاسی لوگوں میں انحراف پایا جارہا تھا اس کی اصلاح کا قدم اٹھایا۔ اس وقت حالات یہ تھے کہ برطانیا اور امریکا کی کوشش یہ تھی کہ ایران میں اقتصادی نظام آجائے اور روس اپنی کوششوں میں لگا ہوا تھا ایران میں کئی سیاسی جماعتیں متحرک تھیں۔ ۱۹۴۸ء میں جب اسرائیل کی حکومت کا اعلان ہوا تو ایران کی شاہ حکومت نے اسرائیل کی حکومت کو تسلیم کرلیا برطانیا کو خوش کرنے کیلئے اور یہ بتانے کیلئے کہ ایران میں مذہبی حکومت نہیں ہے بلکہ روشن خیال حکومت ہے۔ اس وقت ایک قومی دنیاوی وسیاسی آدمی ڈاکٹر مصدق اور دینی اصلاحی آدمی آیت اللہ کاشانی انتخابات میں کھڑے ہوئے جو ایرانی قوم کے خیر خواہ کے طور پر سامنے آئے۔ چنانچہ انھوں نے بڑی محنت سے سیاسی نوجوانوں کی جماعت بنائی۔ جس کی وجہ سے آیت اللہ کاشانی کو گرفتار کر کے جلاوطن کر دیا گیا جب ووٹ ہوئے تو علامہ کاشانی کے ساتھیوں نے دن رات ایک کر کے محنت کی ووٹوں کے دنوں میں پوری پوری رات ووٹوں کی صندوقوں کے پاس جاگتے رہتے تا کہ دھاندلی نہ ہوجائے

چنانچہ آیت اللہ کاشانی اور ڈاکٹر مصدق دونوں جیت گئے جس کی وجہ سے حکومت آیت اللہ کاشانی کو واپس بلوانے پر مجبور ہوگئی۔ دوسال تین مہینہ طہران میں ڈاکٹر مصدق وزارت کے عہدے پر رہے اور برطانیا کے خلاف کئی فیصلے کیئے جس کی وجہ سے شاہ محمد پہلوی نے ان کو پیغام بھیجا کہ وہ وزارت سے استعفاء دیدیں ڈاکٹر مصدق اور آیت اللہ کاشانی نے اس کو چھوڑ دیا اور شاہ کے خلاف انقلابی تحریک شروع کردی لوگ بھی ان کے ساتھ ہوگئے شاہ روم کی طرف بھاگ گیا جس سے امریکا کو خطرہ ہوا کہ

حکومت پر دینی لوگ آجائیں گے اس نے اس تحریک کو دبانے کیلئے کروڑوں ڈالر خرچ کردیے چنانچہ شاہ واپس آگیا اور ڈاکٹر مصدق کو گرفتار کرلیا گیا اس وقت شاہ نے کئی احکام نافذ کیے جس کا مقصد ان تحریکوں کو دبانا اور علماء کو محصور کردینا تھا

علامہ برقعی کہتے ہیں اس وقت اکثر علماء سیاست سے دور تھے اس تحریک میں علامہ برقعی بھی پیش پیش تھے چنانچہ ۱۹۴۹ء میں علامہ برقعی طہران آئے اور آیات اللہ کاشانی سے مل گئے اس وقت دوسرے علماء یا خاموش تھے یا دن بدن روٹیاں کھا رہے تھے اور شاہ کے ظلم کے موافق تھے علامہ برقعی نے لوگوں میں خوب محنت کی کہ وہ کاشانی اور ڈاکٹر مصدق اور خمینی کی اس جماعت و تحریک کا ساتھ دیں ان دنوں میں آیت اللہ کاشانی نے علامہ برقعی کو ایک خط لکھا جس میں وہ لکھتے ہیں ”اے برقعی تو مسجد کو دوسرے مشائخ کی طرح تجارت کا اڈا نہ بنانا بلکہ لوگوں کو بیدار کرو اس بات کی بالکل پرواہ نہ کرنا جو لوگوں میں مشہور ہے کہ شیخ صالح وہ ہے جو لوگوں کے معاملات سے کٹ کر بیٹھ جائے اور اس کو عوام کی پرواہ نہ ہو تم نے خوب محنت اور کوشش کرنی ہے کہ ڈاکٹر مصدق ووٹوں میں جیت جائے

تیسرا مرحلہ......۱۹۵۳ء سے لے کر ۱۹۹۲ء تک اس مرحلہ میں علامہ برقعی دینی خرافات اور بدعات وغلو کے خلاف کھڑے ہو گئے خالص مذہبی نقطہ نظر سے جس میں سیاست کا کوئی حصہ نہ تھا۔

اس دور میں علامہ برقعی نے وقت فارغ پا کر خوب تحقیق اور مطالعہ کیا جس کی وجہ سے وہ بہت سارے حقائق پر واقف ہوئے

اس مرحلہ میں علامہ برقعی نے کوشش کی کہ لوگوں کی اصلاح تصنیف تالیف

کے ذریعے کریں وہ فرماتے ہیں پھر میں نے لوگوں کی عقلوں اور ان کے نظریات کی اصلاح کیلئے کتابیں لکھنے کیلئے کھڑا ہو گیا ان کتابوں کی تالیف سے میرا مقصد یہ تھا کہ میں لوگوں کو کتاب اللہ اور عقائد اسلامیہ قرآنیہ کا تعارف کراؤں اور اپنی عوام کو بدعتیوں اور غالیوں و گمراہ لوگوں سے ہٹا کر سیدھے راستے پر لے آؤں ۔ جب علامہ برقعی کے سامنے شیعہ مذہب کو جو خلل اور نقصان لاحق ہو گیا تھا واضح ہو گیا تو وہ واضح طریقے سے لوگوں کو غور وفکر کرنے کی اور اپنی عقلوں کو استعمال کرنے کی اور غلط اعتقادات وخرافات کے چھوڑنے کی دعوت دینے لگے

ابوالفضل علامہ برقعی نے اپنی اس دعوت کی ابتداء مسجد وزیر دفتر سے شروع کی ۔علامہ برقعی اس مسجد میں درس دیا کرتے تھے اور آپ کے درس میں شریک ہونے والوں کی تعداد تقریبا دوسو ہوا کرتی تھی علامہ برقعی رحمہ اللہ تصنیف وتالیف اور درس قرآن کے علاوہ دوسرے شہروں میں جا کر بھی اسلامی حقائق کی تبلیغ اور ان کی نشر واشاعت کرتے تھے۔

جب شاہ ایران کے خلاف تحریک چلی تو علامہ برقعی کے تحریک چلانے والوں کے ساتھ اگرچہ بہت سے مسائل میں اختلاف تھا اور ان کی عمر ستر سال کے قریب تھی لیکن اس کے باوجود انھوں نے شاہ کی حکومت ختم کرنے کیلئے اس انقلابی تحریک کا ساتھ دیا ۔جب انھوں نے اسلامی تحریک میں کئی خلاف شرع باتیں دیکھیں تو انھوں نے ایک کتاب لکھے جس کا مقصد اسلامی احکام بتانا تھا اس امید پر لکھی کہ شاید جب خمینی حکومت حاصل کرلیں گے تو ان شرعی احکام کو نافذ کردیں گے۔

جب ان کی اصلاحی کوششیں تیز ہوئیں تو شیعہ علماء کی طرف سے ان پر فتوے

لگنا شروع ہوگئے بعض نے ان کو منحرف اور گمراہ کہا اور بعض نے ان کو کافر تک کہہ دیا علامہ برقعی کو کئی مرتبہ قتل کی دھمکی دی گئی اور ان کی کتابوں کے چھاپنے پر پابندی لگادی گئی علامہ برقعی کو کئی مرتبہ جیل میں بھیجا گیا آخری عمر میں ایوین کی جیل میں ایک سال کیلئے قید رکھا گیا پھر رہا کر کے آپ کو یزد شہر کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور پانچ دن بعد دوبارہ جیل میں بھیج دیا گیا اور بالآخر جیل میں ہی آپ کی ۱۹۹۲ء کو وفات ہوئی۔

علامہ برقعی کی آراء

☆......علامہ برقعی اور علم غیب......شیعہ کہتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت کو ما کان وما یکون کا علم کامل اور علم محیط اور علم غیب حاصل ہے اس کے بارے میں علامہ برقعی فرماتے ہیں ما کان اور ما یکون کا علم کامل اور علم محیط اللہ تعالی کا خاصہ ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں **وان اللہ بکل شیء علیم** اور اللہ تعالی علم غیب کے ساتھ منفرد ہیں چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے **عالم الغیب والشھادة الکبیر المتعال** دوسری جگہ فرمایا **قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون** چونکہ شیعہ کتابوں میں بہت سی روایات ہیں جن میں صراحت ہے کہ ائمہ اہل بیت عالم الغب تھے چنانچہ وہ روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

جو احادیث قرآن کریم کے متعارض اور خلاف ہیں ان کو ایک اسلامی کتاب میں کیسے روایت کر دیا گیا؟ کیا ان احادیث کے راوی اتنے جاہل تھے یا ان کا مقصد کوئی اور تھا (کسر الصنم ص ۱۰۹)

☆......علامہ برقعی اور امور تکوینیہ میں تصرف......شیعہ کہتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت کو

امور تکوینیہ میں تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہے علامہ برقعی نے ایک کتاب درسی از ولایت لکھی جس میں ثابت کیا کہ امور تکوینیہ میں تصرف کرنا اللہ تعالی کا خاصہ ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں اور جن روایات میں ہی کہ ائمہ اہل بیت بھی امور تکوینیہ میں تصرف کرتے ہیں یہ من گھڑت ہیں ائمہ اہل بیت کا یہ مذہب نہیں ہوسکتا۔

☆......علامہ برقعی اور امام کا منصوص ہونا......شیعہ کا عقیدہ ہے کہ امام منصوص من اللہ ہوتا ہے اور امامت نص سے ثابت ہوتی ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امامت اور قیادت عقلاء اور اہل حل وعقد کے انتخاب سے ہوتی ہے (کسر الصنم ص ۲۳۴) یعنی امام کیلئے نص کا ہونا ضروری نہیں بلکہ شوری جس کا انتخاب کرلے وہی امام اور قائد ہے۔ شروع زمانہ میں ایسے ہی طریقہ تھا لیکن دو تین صدیوں بعد جب ائمہ اہل بیت کے نام پر روایات گھڑی گئیں تو اس وقت ایسی روایات بھی گھڑی گئیں کہ امام کیلئے نص کا ہونا ضروری ہے (کسر الصنم ۳۴۶)

☆......علامہ برقعی اور صحابہ......شیعہ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اکثر صحابہ بلکہ تین چار کے سوا سب صحابہ نعوذ باللہ مرتد ہوگئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں منافق تھے۔ اس کے بارے میں علامہ برقعی فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں بہت سی آیات ہیں جو صحابہ کرام کی تعریف پر دلالت کرتی ہیں ان کے بعد شیعہ امامیہ صحابہ کرام کے بارے میں جو طعن وتشنیع کرتے ہیں اس کا قبول کرنا ممکن نہیں ہے مثلاً اللہ تعالی کا ارشاد ہے

والسبقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا

الانهار خلدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم (التوبۃ ١٠٠)

الذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا فى سبيل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند الله واولئك هم الفائزون (التوبۃ ٢٠)

والذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا فى سبيل الله والذين آووا ونصروا اولئك هم المؤمنون حقا لهم مغفرة ورزق كريم (الانفال ٧٤)

لقد تاب الله على النبى والمهاجرين والانصار الذين اتبعوه فى ساعة العسرة من بعد ما كاد يزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم انه بهم رؤف رحيم (التوبۃ ١١٧)

لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما فى قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا (الفتح ١٨)

محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا سيماهم فى وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم فى التوراة ومثلهم فى الانجيل كزرع اخرج شطاه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات منهم مغفرة واجرا عظيما (الفتح ٢٩)

علامہ برقعی ان آیات کے بعد سوال کرتے ہیں کہ کیا یہی مہاجرین وانصار صحابہ کرام تھے جن سے اللہ راضی اور خوش ہو گیا تھا اور ان سے ہمیشہ کی جنت اور عظیم کامیابی کا وعدہ کر لیا تھا کیا انھوں نے حضرت علیؓ کا حق غصب کر لیا تھا؟ کیا نعوذ باللہ

اللہ تعالی کو علم نہیں تھا کہ یہ لوگ عنقریب ایسا کریں گے اس کے باوجود ان کو چھوڑے رکھا انھوں نے مضبوط حکومتیں کیں؟ جب وہ کفار و مرتدین تھے تو یہ آیات جو مہاجرین وانصار کی تعریف کرتی ہیں ان کا تعلق کن کے ساتھ ہے؟ کیا یہ مہاجرین وانصار صحابہ جن کی اللہ تعالی نے تعریف کی ہے کیا یہ سارے کے سارے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں فوت ہو گئے تھے یا یہ لوگ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے ڈر گئے تھے؟

علامہ برقعی سوال کرتے ہیں کہ ہمیں بتاؤ کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا لشکر ان مہاجرین اور انصار کے علاوہ کیا تھا؟ کیا حضرت ابوبکرؓ کی فوج میں یہی ایرانی سفاک تھے یا انھوں نے باہر سے کوئی فوج منگوائی تھی؟ یا نعوذ باللہ انھوں نے مہاجرین اور انصار کو بھاری رشوتیں دے کر خرید لیا تھا؟ یا حضرت ابوبکرؓ کا مدینہ میں کوئی بڑا قبیلہ تھا؟

اس لیے یہ بہت بعید ہے کہ اللہ تعالی مہاجرین اور انصار کی اس حد تک تعریف کرے اور ان سے جنتوں، مغفرتوں اور کامیابیوں کے وعدے کرے اور اللہ تعالی کو معلوم ہی نہ ہو کہ یہ لوگ بعد میں مرتد ہو جائیں گے اور حضرت علیؓ کا حق چھین لیں گے۔ (کسر الصنم ص ٢١٦، ٢١٧)

علامہ برقعی کہتے ہیں صحابہ ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے انھوں نے اپنا رشتہ دار، وطن اور گھر بار چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی...... رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی جانوں اپنے مالوں سے جہاد کیا حتی کہ سخت گرمی میں بھی نکل کھڑے ہوئے جیسا کہ قرآن میں ہے......، حج میں بھی آپ کے ساتھ سفر کیا......، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد دین کی نشر و اشاعت کیلئے لشکروں کی صورت میں دنیا میں پھیل گئے ،......رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؓ خلفاء کے مشیر اور معاون

رہے...... یہ سب تاریخی حقائق ہیں جن کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا ان تاریخی حقائق کے ہوتے ہوئے کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ (کسر الصنم ص ۲۲۱)

☆......علامہ برقعی اور خرافات ......دین اسلام عقل وفطرت کے موافق ہے اور خرافات سے دور ہے شیعہ مذہب میں خرافات داخل کرنے والے وہ کذاب اور غالی راوی ہیں جن پر ائمہ اہل بیت نے لعنت کی ہے اور ان کو گمراہ اور کافر وفاسق قرار دیا ہے علامہ برقعی فرماتے ہیں دین اسلام میں خرافات نہیں ہیں لیکن شیعہ مذہب خرافات سے بھرا ہوا ہے اور یہ خرافات اسلام میں ائمہ اہل بیت کے نام سے داخل کی گئی ہیں ہم جانتے ہیں ان خرافات کو عقلمند اور علماء قبول نہیں کرتے بلکہ یہ ان کی نفرت کا سبب ہے اور یہ اکثر خرافات ان جھوٹے راویوں کی طرف سے آئی ہیں جنھوں نے ائمہ اہل بیت کے نام پر حدیثیں گھڑی ہیں اس لیے اسلام کو ان خرافات سے پاک کرنا ضروری ہے (کسر الصنم ۳۹)

چند ایک خرافات کی علامہ برقعی نے نشاندہی بھی کی ہے مثلاً

حضرت علی بسم اللہ کی باء کے نقطہ سے نکلے ہیں

امام کبھی جنبی نہیں ہوتا اور نہ اس کو جمائی آتی ہے اور وہ پیچھے سے ایسے دیکھتا ہے جیسے آگے سے دیکھتا ہے

نبی کریم ﷺ نے ابو طالب کے پستانوں سے دودھ پیا تھا (الکافی ج ا ص ۴۴۸)

انبیاء کی بیٹیوں کو حیض نہیں آتا وغیرہ

اس قسم کی خرافات شیعہ لوگوں کے عقلوں پر جم چکی ہیں اور ان کے دلوں میں گھر کر چکی

ہیں اس پر علامہ برقعی نے کئی واقعات لکھے ہیں کہ ہوتا کچھ ہے اور یہ اپنی ان خرافات اور غلط عقائد ونظریات اور کمزور اعتقادی اور غلو کی وجہ سے کیا سے کیا کچھ سمجھ لیتے ہیں

علامہ برقعی یا امام صاحب الزمان

علامہ برقعی فرماتے ہیں کہ میری عمر تقریبا پینتیس سال تھی سردیوں کا موسم تھا میں نے شیراز کی طرف سفر کیا اور غروف آفتاب کے وقت ہم شیراز اور اصفہان کے درمیان ایک شہر ’’آبادہ‘‘ ہے وہاں پہنچے سخت سردی کی وجہ سے لوگ چائے پینے کیلئے ہوٹل چلے گئے میں نے نماز پڑھنے کیلئے مسجد کا پوچھا تو لوگوں نے میری راہنمائی کی چنانچہ میں مسجد گیا اور وہاں جا کر نماز پڑھی اس مسجد میں لوگوں کی کافی تعداد تھی وہ چائے پی چکے تھے اور خطیب کا انتظار کر رہے تھے خطیب ابھی نہیں پہنچا تھا چنانچہ میں نے موقع کو غنیمت جانا اور منبر پر چڑھ کر کچھ اسلامی حقائق بیان کیے تو وہ میری کلام پر بہت خوش ہوئے چونکہ مجھے ڈر تھا کہ گاڑی کہیں چل نہ پڑے اس لیے میں نے کلام کو مختصر کیا اور جب میں مسجد سے باہر نکل کر روڈ پر اپنی گاڑی کے قریب گیا تو سارے مسافر گاڑی میں موجود تھے اور میرا انتظار کر رہے تھے وہ کہنے لگے سید صاحب آپ نے کافی دیر کردی بس جیسے ہی میں گاڑی پر سوار ہوا گاڑی چل پڑی۔

اور مسجد میں یہ صورت حال تھی کہ لوگ چونکہ میرے اس بیان پر کافی خوش تھے اس لیے وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس خطیب کا اکرام اور مہمان نوازی کرنا چاہیے تا کہ ان کے ارشادات سے مزید مستفید ہو سکیں چنانچہ وہ سڑک پر اور مسجد کے اردگرد مجھے تلاش کرنے لگے جب میں ان کو نہ ملا تو ان میں سے بعض کہنے لگے کہ ہائے ہماری ہلاکت یہ تو یقیناً امام زمان تھے ہم ان سے جاہل رہے اور ان کی قدر نہ کر سکے وہ ہم سے چلے گئے کاش کہ ہم ان کو روک لیتے اور اس سے مدد اور برکت طلب کرتے

چنانچہ وہ رونے لگ گئے اور ماتم شروع کردیا سینہ اور رخساروں کو پیٹنے لگے اور آہستہ آہستہ یہ خبر شیراز بھی پہنچ گئی اور لوگ مجلسوں میں آپس میں باتیں کرنے لگے کہ امام زمان آبادہ شہر میں آئے تھے اور کچھ وعظ ونصیحت کر کے چلے گئے لیکن میں خاموش رہا اور حق ظاہر کرنے پر جرات نہ کرسکا (کسر الصنم ص۲۵۰،۳۱۹،۳۲۰)

یہ اونٹنی شیعہ تھی

علامہ برقعی ایک دوسرا واقعہ نقل کرتے ہیں یہ سمجھانے کیلئے کہ شیعہ لوگوں کی عقلوں پر خرافات کے کتنے اثرات پڑ چکے ہیں وہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خراسان میں روڈ کے اوپر کسی نے اونٹنی چھوڑ دی چنانچہ وہ چلتے چلتے امام رضا کی مزار کے صحن میں آ گئی تو لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور شور شروع کر دیا کہ یہ اونٹنی امام رضا کی زیارت کرنے آئی ہے چنانچہ بطور تبرک کے اس کے بال کاٹنے لگے اور اس کو اس قدر تکلیف دی یہاں تک کہ وہ مرگئی اس کے بعد شیعہ مذہب کا ایک مجتہد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ اس معجزہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں ایک اونٹنی زیارت کرنے آ گئی ہے کیا اب بھی تو اس کا انکار کرے گا؟ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ اونٹنی تو بذات خود آ گئی ہے دوسری اونٹنیاں کیوں نہیں آتیں؟ وہ مجتہد کہنے لگا یہ اونٹنی شیعہ تھی باقی اونٹنیاں سنی ہیں۔ (کسر الصنم ج ا ص ۳۰۹)

خمینی نے مجھے خاص مشن کیلئے پاکستان بھیجا تھا

سرگذشت......حضرت مولانا سید امیر رضا شاہ قمی

سید امیر رضا شاہ رافضی مذہب کے عالم تھے جنہوں نے پانچ سال تک ابتدائی تعلیم جامعہ المنتظر لاہور سے حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کیلئے قم یونیورسٹی ایران میں داخل ہوئے۔ وہاں بارہ سال بعد رافضی مذہب کی سب سے بڑی ڈگری حاصل کر کے مجتہد بن گئے چند سال قم یونیورسٹی ایران میں بطور استاذ خدمات سرانجام دیں ایران کے رافضی انقلاب کے بعد خاص مقصد کیلئے انہیں پاکستان بھیجا گیا۔ پاکستان میں انہوں نے رافضی رہنما علامہ عارف الحسینی کے ساتھ مل کر اتحاد بین المسلمین کے نام سے رافضی انقلاب کا راستہ ہموار کرنے کے مشن پر کام کیا۔ عارف الحسینی کے قتل کی ایف آئی آر میں بطور گواہ ان کا نام درج ہے۔ ہدایت کی روشنی پانے کے بعد انہوں نے اپنے انٹرویو میں بہت سے راز افشا کیے، ایران کی رافضی حکومت کے خفیہ عزائم سے پردہ اٹھایا۔ اور آیت اللہ خمینی کا اصل روپ ظاہر کر دیا۔ اور ورطہ حیرت میں ڈال دینے والے حقائق بیان کیے اور دل ہلا دینے والی داستانیں صفحہ قرطاس پر رقم کر کے مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے مشن کی سچائیاں روز روشن کی طرح عیاں کر دی ہیں۔

آیئے......! ذرا ان کی زبانی اس روداد کی تفصیل سنیئے......

اپنا تعارف......اپنی زبانی

میرا تعلق رافضی مذہب کے پیروکار انتہائی مالدار خاندان سے ہے جو کہ جامعہ عارف الحسینی مدینہ کالونی پشاور کے پہلو میں آباد ہے۔ میرے والد محترم سید نور احمد شاہ مالدار تجارت پیشہ آدمی تھے۔ میری پیدائش ۱۹۵۴ء کو پشاور میں ہوئی۔ پرائمری تک تعلیم رسالدار پرائمری سکول امام بارگاہ سے حاصل کی۔ اس دور کے بہت بڑے رافضی ذاکر و عالم سید نجم الحسن کراروی (جو کتاب ''چودہ ستارے'' اور ''بہتر تارے'' کے مؤلف ہیں) کے ساتھ والد صاحب کی خاصی عقیدت تھی۔ والد صاحب نے اس دور میں امام بارگاہ کی تعمیر کیلئے پانچ لاکھ روپے کی خطیر رقم بطور چندہ ان کو عنایت کی تو علامہ کراروی نے میرے والد صاحب سے کہا کہ آپ اس بچے کو رافضی مذہب کی تعلیم دلائیں تو میرے والد صاحب مجھے رافضی عالم بنانے پر تیار ہو گئے۔

جامعہ المنتظر لاہور میں داخلہ

علامہ نجم الحسن کراروی نے ۱۹۶۷ء میں (جس وقت میری عمر ۱۳ سال تھی) مجھے جامعہ المنتظر لاہور میں داخل کرادیا۔ لاہور سے میں نے پانچ سال تک ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ میری ذہانت اور تعلیم میں دلچسپی دیکھتے ہوئے اساتذہ نے میرے والد محترم کو مجھے اعلیٰ تعلیم کیلئے قم یونیورسٹی ایران بھیجنے کا مشورہ دیا۔

ایران کے اندر قم یونیورسٹی میں داخلہ

۱۹۷۲ء میں (جب میری عمر اٹھارہ سال تھی) مجھے اعلیٰ تعلیم کیلئے قم یونیورسٹی ایران میں داخل کرادیا گیا۔

ایران کے حالات

اس وقت ایران میں رضا شاہ پہلوی کی بادشاہت تھی شاہ ایران کے دور میں مذہبی راہنماؤں کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں تھی ......ظلم و جبر کا دور دورہ تھا آزادی اظہار کا تصور بھی گناہ تھا......ایران کی عوام شاہی غلامی کی زندگی گذارنے پر مجبور تھی......جو عالم شاہ کے ظلم کی نشاندہی کرتا اس کو جیل میں ڈال دیا جاتا......حکومت کی مخالفت کی بناء پر درجنوں علماء کو اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھونے پڑے......حوزہ علمیہ ایران کے استاذ آیت اللہ خمینی بھی کئی دوسرے رافضی عالموں کی طرح بادشاہ کی حکومت کی مخالفت کی پاداش میں فرانس میں جلاوطنی کی زندگی گذار رہے تھے۔

شاہ کے خلاف تحریک کے آغاز میں کوئی مذہبی عنصر شامل نہ تھا بلکہ یہ تحریک خالص شاہ کے ظلم و جبر کے خلاف شروع ہوئی جس میں رافضی، سنی، عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ مت سمیت تمام مذاہب کے پیروکار شامل تھے آہستہ آہستہ اس تحریک کا رخ ''لا رافضیہ ولا سنیہ، اسلامیہ اسلامیہ'' جیسے خوش نما نعرہ کی طرف موڑ دیا گیا اسلامی انقلاب برپا کرنے کے نام پر لوگ اپنی جان، مال، اولاد تک قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کے خلاف انقلابی تحریک کے پس منظر میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ دوسری جنگ عظیم ۱۹۴۵ء سے ۱۹۷۵ء تک شہنشاہیت کے عروج کا دور تھا اس دور میں جو اصلاحات ہوئیں انہیں سفید انقلاب کے نام سے جانا جاتا ہے اس انقلاب کے درج ذیل اٹھارہ اصول وقت کے ساتھ ساتھ مرتب ہوتے گئے یہی انقلابی اصول شاہ کے گلے میں پھندا بن گئے۔

سفید انقلاب کے اٹھارہ اُصول

۱	زمین اس کی جو کاشت کرتا ہے۔
۲	جنگلوں اور چراگاہوں کو قومی ملکیت میں لینا۔
۳	سرکاری کارخانوں کو فرضی ناموں سے شاہی خاندان کے افراد کی تحویل میں دینا۔
۴	خواتین کیلئے انتخابات میں رائے دہی کا اعلان۔
۵	تعلیم بالغاں کے نام پر فحاشی کا فروغ۔
۶	دیہات میں نرسوں کے ساتھ مردوں کی مخلوط تعیناتی۔
۷	تعمیر وترقی کے نام پر شاہ کی اقرباء پروری۔
۸	دیہات میں پنچائتی نظام کے ذریعے حکومتی جاسوسی۔
۹	پانی کی بہم رسانی کے نام پر لوگوں کو بے گھر کرنا۔
۱۰	تعمیر وترقی کے نام پر امریکی مداخلت قائم کرنا۔
۱۱	اصلاحی تعلیمی نظام کے نام پر غیر مسلم افکار کو فروغ دینا۔
۱۲	ملٹی نیشنل کمپنیوں کی بہتات۔
۱۳	مہنگائی اور بے روزگاری کے خاتمے کے نام پر غیر اسلامی سرگرمیوں کی ترویج۔
۱۴	امریکی ذہنی غلامی کیلئے آٹھ سال کے بچوں کیلئے انگریزی کی لازمی اور مفت تعلیم۔
۱۵	امریکی این جی اوز کی طرف سے ضرورت مند ماؤں اور نومولود بچوں کیلئے مفت خوراک کا نظام۔

۱۶	سوشل سکیورٹی کے نام پر تمام ایرانیوں پر حکومتی کنٹرول۔
۱۷	زمین، مکان کیلئے قرضوں کے نام پر سودی نظام کی ترویج۔
۱۸	رشوت بدعنوانی اور بے ایمانی کے نام پر امریکی افسران کو بھاری معاوضے کے ساتھ حکومتی شعبوں پر مسلط کرنا۔

شاہ کے خلاف تحریک

اگرچہ اس سفید انقلاب نے ایران کو مادی ترقی اور خوشحالی میں آگے بڑھایا ،لیکن ایرانی عوام عیش پرستی، فحاشی میں بری طرح پھنس کر قحبہ خانوں کے دلدادہ ہو چکے تھے......اسلام سے بیزاری کھلے عام دیکھنے میں آنے لگی...... پورے ملک میں امریکی تسلط کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہونے لگیں......ملک کے اندر نصاب ہٹنا شروع ہوگیا......اور لاقانونیت نے ڈیرے ڈال دیے......ایران کی عوام حکومتی ظلم و جبر کی چکی میں بری طرح پسنے لگی......ایسے وقت میں حکومت کے خلاف ذرا سی بات کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا......یہی وہ وقت تھا جب شاہی حکومت کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز عوام کے دل کی آواز بن گئی......ایران کا پورا مذہبی طبقہ شاہ کی ظالمانہ حکومت کا شدید مخالف تھا......جو عالم حکومت پر تنقید کرتا اسے جیل میں ڈال دیا جاتا اور طرح طرح کی اذیتیں دے کر ہلاک کر دیا جاتا تھا......شاہ ایران نے حکومت کی مخالفت کے جرم میں بڑے بڑے دیگر علماء کی طرح رافضی پیشوا آیت اللہ خمینی کو بھی جلاوطن کر دیا......شاہ کی حکومت کے خلاف منظم جدوجہد کے دوران وہ فرانس میں جلاوطنی کی زندگی گذار رہے تھے ......انہوں نے فرانس، روس اور دیگر امریکہ مخالف حکومتوں کے تعاون سے شاہ کے خلاف تحریک کو کنٹرول کیا۔

تحریک کی کامیابی

میں اس وقت قم یونیورسٹی کا طالب علم تھا اس تحریک میں ہماری یونیورسٹی کے طلبہ نے بھرپور جدوجہد کی یہ تحریک کیا ایک طوفان تھا جس نے چند ہی دنوں میں شاہ کا غرور ملیا میٹ کر کے رکھ دیا۔ ہر مذہب، مسلک اور ہر طبقہ کے لوگ اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے امریکہ کی پوری طاقت شاہ کو بچانے میں کامیاب نہ ہوسکی اور یہ تحریک کامیاب ہوگئی۔

خمینی کی آمد

تحریک کی کامیابی کے بعد خمینی کی فرانس سے آمد کا اعلان ہوا تو پورے ایران میں جشن کا سماں تھا ہر شخص خمینی کو اپنا رہبر اور نجات دہندہ سمجھ رہا تھا اہل سنت کی تمام آبادی حتی کہ تمام غیر مسلم بھی خمینی کو مسیحا کے روپ میں دیکھ رہے تھے یکم فروری ۱۹۷۹ء کو خمینی ایران ایئر پورٹ پر اترا تو لاکھوں لوگ اس کا دیدار کرنے کیلئے بے چین تھے خمینی کے ساتھ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ خمینی جس کار میں سوار ہوا اس کو ہماری یونیورسٹی کے طالب علموں کے ایک گروپ نے سروں پر اٹھالیا خمینی کی کار اٹھانے والوں میں خود میں بھی شامل تھا ہم نے لمبے فاصلے تک کار کو سروں پر اٹھائے رکھا شاہ کے خلاف تحریک کی کامیابی اور خمینی کی ایران آمد کے بعد اس تحریک کو انقلاب کا نام دے دیا گیا بعد میں سنیوں کو پیچھے کر کے یہ تحریک خالص رافضی انقلاب کے روپ میں ظاہر ہوگئی۔

ایرانی انقلاب کے بعد اہل سنت کی حالت زار

ایران میں رافضی انقلاب کے بعد اہل سنت کی حالت زار سے متعلق سوال

پر امیر رضا قمی نے فرمایا:

ایران میں رافضی انقلاب سے پیشتر طہران میں اہل سنت کی ایک مسجد ہوا کرتی تھی جسے شاہی مسجد کہا جاتا تھا اس مسجد میں دیگر مسلم ممالک کے سفراء نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے اس مسجد کا پیش امام ایک مصری عالم تھا جس کا نام مجھے یاد نہیں آرہا وہ امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا۔ خمینی نے اقتدار سنبھالنے کے بعد پہلا حکم یہ جاری کیا کہ یہ مسجد چونکہ اہل بیت کے ساتھ بغض رکھنے والوں کی ہے اس لیے یہ مسجد فوری طور پر مسمار کر دی جائے اس حکم کے بعد صرف ایک رات میں ہی یہ مسجد ملیا میٹ کر دی گئی ملک بھر کے تمام سنی علماء کو پابند کر دیا گیا کہ جلسے اور جلوس تمہارے لیے ممنوع قرار دے دیے گئے ہیں۔ خطبات جمعہ کے لئے لاؤڈ اسپیکر پر پابندی لگادی گئی جبکہ رافضیوں کے امام باڑے اس پابندی سے مستثنیٰ رہے جب سنیوں کی طرف سے اس پابندی کی وجہ دریافت کی گئی تو انہیں بتایا گیا کہ ایران میں چونکہ رافضیوں کی کثرت ہے اس وجہ سے سنیوں کے خطبات لاؤڈ اسپیکر پر دینے سے رافضیوں کی دل آزاری ہوتی ہے اس لئے تمہیں لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کی اجازت نہیں ہے۔

حکومتی عہدوں سے محرومی

ایران کی فوج میں تمام سنی افسران کو گرفتار کر کے مختلف جیلوں میں اذیتیں دے دے کر قتل کر دیا گیا بیوروکریسی کے بڑے بڑے سنی افسران کو خمینی کے حکم نامہ کے تحت بغیر کسی عدالت میں پیش کیے قتل کر دیا گیا ایران کے آئین میں واضح طور پر یہ شق داخل کی گئی کہ کوئی سنی شخص کسی اعلیٰ حکومتی عہدے حتی کہ کسی تھانے کا ایس ایچ او

تک بننے کا اہل نہیں ہوگا ایران کے آئین میں اپنی مرضی سے ردو بدل کر کے اہل سنت کی تمام آبادی کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم کردیا گیا۔

درس قرآن پر پابندی

رافضی انقلاب سے پہلے شاہ ایران نے تیس فیصد اہل سنت کو مکمل حقوق دیے ہوئے تھے زاہدان شہر کے مولانا عبدالعزیز جو دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے ریڈیو اسٹیشن زاہدان سے فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں درس قرآن دیتے تھے اُردو پروگرام شام چھ بجے پاکستان میں بھی سنا جاتا تھا رافضی انقلاب کے بعد خمینی نے یہ پروگرام بند کرادیا۔

متعہ کا رواج

شاہ نے رافضیوں کا لذت بخش متعہ قانونی طور پر بند کیا ہوا تھا شاہ ایران رافضی علماء اور عوام کو کہتا تھا کہ میں نے تمہارے لئے ''گمرک'' (چکلے) بنادیے ہیں رقم دے کر اپنی خواہشات پوری کریں لیکن اسلام کے نام پر متعہ (زنا) نہ کریں۔حکومت کو پتہ چلتا کہ کسی رافضی عالم نے متعہ کیا ہے تو اسے تین سال کیلئے جیل میں بند کردیا جاتا تھا شاہ کے جانے کے بعد خمینی نے گمرکوں کو بند کروا کر متعہ گھر عام کردیا۔

امیر رضا کی خمینی سے ملاقات

آیت اللہ خمینی سے ملاقات کے سوال پر امیر رضا قمی نے فرمایا:

اس وقت میرے لیے خمینی کا درجہ ایک نائب امام کا تھا اس لیے خمینی کے ساتھ انتہائی درجہ کی عقیدت کی وجہ سے ملاقات کا شرف ہمارے لیے کائنات کی سب

سے بڑی نعمت تھی میں نے ایران میں اپنے قیام کے دوران خمینی سے ۳۵ بار ملاقات کی ان ملاقاتوں میں بعض خارجی امور سے متعلق مشاورت کی ملاقاتیں تھیں۔

خمینی کے عزائم

انقلاب کی کامیابی کے بعد خمینی کے عزائم کے متعلق سوال کے جواب میں امیر رضا قمی نے فرمایا: خمینی نے ایران کے اندر مکمل طور پر حکومتی گرفت کے بعد پوری دنیا میں رافضی انقلاب برآمد کرنے کیلئے بھرپور مہم شروع کردی اس مقصد کیلئے پہلے مرحلے میں پوری دنیا کے تمام ممالک خصوصاً مسلمان ملکوں میں موجودہ رافضی آبادی کو متحرک کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔دوسرے مرحلے کا آغاز رافضی آبادی کی بیداری کے بعد ہونا تھا جس کے تحت رافضی آبادی کو مکمل طور پر مسلح کر کے مسلمان ملکوں کی حکومتوں پر مکمل کنٹرول حاصل کرنا تھا۔

تکمیل عزائم کی کوششیں

پہلے مرحلے کے آغاز کے طور پر دیگر ملکوں کی طرح پاکستان اور ہندوستان سے رافضی علماء کو بھی ایران بلایا اور انہیں پاکستان میں رافضی انقلاب برپا کرنے کا مشن سونپا گیا۔

۱۹۷۹ء میں ایران کے رافضی انقلاب سے پہلے پاکستان میں رافضیوں کے پاس کوئی سیاسی قیادت یا جماعت موجود نہ تھی اور نہ ہی کسی رافضی نے کبھی پاکستان میں رافضی انقلاب کے بارے میں سوچا تھا۔خمینی کی دعوت پر پاکستان کے رافضی علماء کا وفد ایران پہنچا وہاں تین دن تک اجلاس ہوتا رہا اس وقت میں بھی اس اجلاس میں

شریک رہا اجلاس کے آخری دن خمینی نے خود پاکستان کیلئے مفتی جعفر حسین کو قائد ملت جعفریہ پاکستان نامزد کیا اور انہیں کروڑوں روپے کے فنڈز کے ساتھ پاکستان میں رافضی انقلاب کا راستہ ہموار کرنے کا مشن دے کر روانہ کیا پاکستان پہنچنے کے بعد مفتی جعفر حسین نے غریب عوام، دینی جماعتوں اور رافضی علماء کو لاکھوں روپے تقسیم کر کے متحرک کر دیا۔ ایران کی حکومت کی طرف سے تمام رقم صرف رافضیوں کیلئے ہی مخصوص نہ تھی بلکہ بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث علماء کیلئے بھی خصوصی فنڈ کا اہتمام کیا گیا تھا خاص طور پر جماعت اسلامی کیلئے ایک خطیر رقم مخصوص کی گئی تھی اس وقت میری موجودگی میں اس رقم میں سے تقریباً نصف رقم کے خرد برد کے انکشافات بھی ہوئے تھے لیکن اسے حکومت کی طرف سے نظر انداز کر دیا گیا۔ پاکستان میں مفتی جعفر حسین نے تمام رافضیوں کو اکٹھا کر کے جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں اسلام آباد کا گھیراؤ کر لیا اور اپنے مطالبات ڈنڈے کے زور پر منظور کروائے۔ ایرانی حکومت نے سفارت خانوں کے ذریعے رافضیوں کو مسلح کرنے کیلئے اسلحہ اور کمانڈوز روانہ کیے پاکستان میں رافضی انقلاب برپا کرنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا گیا۔

سپاہِ صحابہؓ کا سدراہ بننا

مولانا حقنواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد کے سوال پر امیر رضاقتی نے فرمایا۔

۱۹۸۵ء میں مولانا حقنواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ایرانی عزائم کو بھانپ کر سپاہِ صحابہؓ کے نام سے جماعت قائم کی تو اس جماعت کی بازگشت ایرانی

حکومت کے اعلیٰ حلقوں میں سنی گئی، شروع شروع میں مولانا حقنواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی آواز کو زیادہ اہمیت نہ دی گئی لیکن جب سپاہِ صحابہؓ کافی پھیلنے لگی تو ایران کے مذہبی حلقوں میں زبردست تشویش کی لہر دوڑ گئی کیونکہ مولانا حقنواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد سے ایران کی سنی عوام میں بھی واضح طور پر بیداری محسوس کی جانے لگی تھی۔

سید امیر رضاقتی کی پاکستان آمد

قائد ملت جعفریہ مفتی جعفر حسین کی وفات کے بعد مولانا عارف حسین الحسینی آف پاراچنار کو تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا قائد مقرر کیا گیا انہوں نے اپنی نامزدگی کے بعد پشاور شہر میں اپنی جماعت کا بہت بڑا اسکیرٹریٹ قائم کیا جس میں عارف حسینی کے نام سے ایک بہت بڑے مدرسے کا پروگرام بھی شامل تھا، عارف حسینی چونکہ پاراچنار کا رہنے والا تھا اسے پشتو زبان سے زیادہ واقفیت نہ تھی انہوں نے ملت جعفریہ کا پیغام عام پٹھانوں کے پاس پہنچانے کیلئے کسی پشتون عالم کی ضرورت محسوس کی اس مقصد کیلئے اس نے علامہ خمینی کو ایک خط لکھا کہ ہمارے پاس پشتو جاننے والا عالم بھیجا جائے۔

میں اس وقت قم یونیورسٹی میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہا تھا عارف حسینی کی ڈیمانڈ پوری کرنے کیلئے میرا نام تجویز کیا گیا فوری طور پر مجھے تین دن کی خاص تربیت دے کر پشاور کیلئے روانہ کر دیا گیا۔۔ میری خاص تربیت میں یہ بات سب سے اہم تھی کہ میں پٹھان قوم کے اندر رافضی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کی جدوجہد کروں اور پٹھان قوم کے بچے چونکہ ابتداء سے ہی اسلحہ وغیرہ سے آشنا ہوتے ہیں اس لئے خاص کر پٹھان نوجوانوں کو مسلح جدوجہد میں شامل کرنے کیلئے مجھے خاص

حکم دیا تھا۔ اس وقت ۱۹۸۴ء میں مجھے پندرہ ہزار روپے ایرانی حکومت اور دس ہزار روپے عارف حسینی کی طرف سے بطور تنخواہ دینے کا حکم ہوا۔ میرے مشن میں پٹھان قوم کے دیہاتوں خاص طور پر قریہ قریہ جا کر ایرانی انقلاب کے فوائد بیان کرنا اور امام خمینی کو عالم اسلام کا سب سے بڑا رہبر اور نجات دہندہ ثابت کرنا شامل تھا۔

اتحاد بین المسلمین قائم کرنے کا مشورہ

پشتون علاقے کے دیہاتوں کا دورہ کرنے کے بعد میں نے عارف حسینی کو مشورہ دیا کہ آپ ہر جگہ اہل بیت کی بات کرتے ہیں پاکستان میں چونکہ سنی اکثریت ہے پاکستان کے لوگ اہل بیت کے نام پر زیادہ متحرک نہیں ہو رہے جب ہم خمینی کے ہمراہ اہل بیت کا ذکر کرتے ہیں تو لوگ ہمیں رافضی جان کر ہماری بات توجہ سے نہیں سن رہے، میں نے مشورہ دیا کہ ان لوگوں کو کوئی ایسا نعرہ دیا جائے جس کی طرف عام لوگوں کی بھی توجہ ہو جائے انھوں نے مجھ سے پوچھا تو پھر کیا نعرہ ہونا چاہئے میں نے کہا کہ اگر آپ فقہ جعفریہ کی بات کریں گے تو لوگ توجہ نہیں دیں گے، اگر آپ ایرانی انقلاب پاکستان میں برپا کرنا چاہتے ہیں تو پھر فقہ جعفریہ کا نام استعمال نہ کریں بلکہ ایسا نام ہو جو سب کے لئے یکساں ہو تو ہم نے غور و خوض کے بعد اتحاد بین المسلمین کے نام سے تنظیم قائم کی، میں نے کہا آپ تقیہ کر کے جسکی وجہ سے آپ کو بے شمار ثواب بھی حاصل ہو گا اس تنظیم کے زیر اہتمام قرآن وسنت کے عنوان سے پورے ملک میں کانفرنس کا اھتمام کریں اس سے سنی عوام بھی آپ کی بات غور سے سنے گی میری اس تجویز کو بہت پسند کیا گیا اور اس پر عملدر آمد کرتے ہوئے پورے ملک کے اندر قرآن وسنت کے نام سے

کانفرنس کا پروگرام ترتیب دیا گیا جن میں ایرانی انقلاب اور خمینی کو عالم اسلام کے سب سے بڑے رہبر کے طور پر پیش کرنا تھا جسکے تحت بڑی بڑی قرآن وسنت کانفرنسیں لاہور، کراچی، بھکر، ڈیرہ اسماعیل خان، ملتان، کوئٹہ اور پشاور میں منعقد ہوئیں۔

کانفرنسوں کے فوائد

ان کانفرنسوں کے نتائج پر غور کرنے کیلئے ہمارا اجلاس ہوا تو اس اجلاس میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ان کانفرنسوں کے بے شمار فوائد سامنے آگئے ہیں اس سے جہاں سنی آبادی بہت زیادہ متاثر ہوئی ہے وہاں پر ملت جعفریہ کو پوری طرح منظّم کرنے میں بہت زیادہ مدد ملی ہے، ان کانفرنسوں کا سب سے زیادہ اور فوری فائدہ (کالعدم) سپاہ صحابہ کی یلغار کے آگے بند باندھنے میں بڑی مدد ملی، ان کانفرنسوں کی کامیابی کے بعد پاکستان کے بیوروکریسی اور فوج کے بڑے بڑے رافضی افسران نے علامہ عارف حسینی کو نہ صرف مبارک بادیں دیں بلکہ حیران کن مثبت نتائج سے بھی آگاہ کیا۔

جماعت اسلامی کی حمایت

ان کانفرنسوں کے بعد روپے پیسے کے لالچ میں بہت سی سنی تنظیمیں اور سنی علماء حتی کہ جماعت اسلامی کی پوری قیادت خمینی انقلاب اور امام خمینی کی زبردست حامی بن کر میدان مین آگئی اور جماعت اسلامی خمینی انقلاب کو پاکستان کے اندر درآمد کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہوگئی، پاکستان کی غیر رافضی جماعتوں اور غیر رافضی مکاتب فکر کے علماء سے رابطہ کیلئے مجھے ذمہ داری سونپی گئی اس سلسلہ میں نے ایک وفد کی صورت میں جماعت اسلامی کے مرکزی راہنما سید اسعد

گیلانی سے منصورہ میں ملاقات کی اور علامہ عارف حسینی کا پیغام پہنچایا۔

پہلی فرصت کے اندر میں سید اسعد گیلانی کو ایک اعلیٰ قیادتی وفد کے ساتھ اپنے خرچے پر ایران لے گیا وہاں آیت اللہ خمینی کے علاوہ دیگر اعلیٰ انقلابی راہنماؤں سے ملاقاتیں ہوئیں سید اسعد گیلانی کو ایرانی انقلاب اور عالم اسلام کے سب سے بڑے رہبر خمینی کے موضوع پر کتاب لکھنے کا کہا گیا تو سید اسعد گیلانی نے پہلے مرحلہ میں آیت اللہ خمینی کی کتاب (ولایت فقیہ) کا اردو ترجمہ کر کے جماعت اسلامی کی طرف سے شائع کرنے کی حامی بھر لی اس مقصد کے لئے سید اسعد گیلانی کو ابتدائی کام شروع کرنے کے لئے میری موجودگی میں علامہ عارف الحسینی کے ذریعہ دس لاکھ روپے ادا کیے گئے اس وقت جماعت اسلامی کے راھنماؤں نے مودودی کی کتاب (خلافت وملوکیت) کا فارسی ترجمہ کر کے ایرانی حکومت کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کرنے پر ایران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا آپ کے قائد خمینی ہمارے قائد اور ہمارے قائد مودودی آپ کے قائد ہیں۔

حضرت علیؓ دنیا وآخرت کے مالک ہیں

خلافت راشدہ: اتنی آسائشوں دولت شہرت کے باوجود کس چیز نے آپ کو شیعہ مذھب چھوڑنے پر مجبور کیا؟

سید امیر رضا شاہ قمی مدظلہ:...... ظاہر بات ہے کہ دنیائے شیعیت میں آنکھ کھولی انھی میں پیدا ہوا دولت، عزت، شہرت ہر چیز میسر تھی اور شیعہ مذھب کی تعلیم وتہذیب سے آراستہ ہو کر اپنا آبائی مذھب جسم وجان سے زیادہ عزیز اور گراں قدر تھا اپنے

مذھب اور مسلک کو تبدیل کرنا اور کرانا کسی مجبوری کے تحت نہیں ہوا کرتا البتہ شیعہ مذھب مجبوری کی بناء پر اپنایا نہیں بلکہ چند ماہ یا سال اور کچھ دنوں کے لئے تقیہ اختیار کر کے چھوڑا جا سکتا ہے کیونکہ شیعوں کے نزدیک اس میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں بلکہ ان کے مذھب میں باعث ثواب اور قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے تبدیل مذھب یا دوسروں لفظوں میں ہدایت سے ہمکنار ہونا قرآن وسنت کی روشنی میں یہ طاقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے، حصولِ ھدایت کا اختیار کسی نبی الانبیاء اور اولیاء اللہ کو بھی حاصل نہیں اور نہ ہی یہ کسبی چیز ہے جو انسان محنت ومشقت سے کام لے کر حاصل کرنے کی کوشش وکاوش کرے، البتہ قرآن وسنت کی پاکیزہ تعلیمات میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آیات الٰہی رجوح الی اللہ میلان قلبی کا داعیہ انسان کو ضرور چاہیے، اللہ رب العزت کا یہ عام قانون ہے کہ وہ اپنی ہدایت کا راستہ کسی انسان پر ٹھونستے نہیں ہے نہ ہی وہ زبردستی اور جبری عمل سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ الایہ، ترجمہ: کیا ہم تم پر کوئی لازم کرنے والے ہیں جس کو تم نا پسند کرتے ہو دوسری آیات میں ارشاد گرامی ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ دین اسلام میں کوئی جبر وزبردستی نہیں ہے شیعہ مذھب کی اس وقت 72 تفسیریں ہیں جو عربی و فارسی پر مشتمل ہیں یہ سب کی سب میرے پاس موجود ہیں یہ تمام تفسیریں مجھے ایران سے مفت ملی ہیں مذکورہ 72 تفسیروں کی روشنی میں مختصراً آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کائنات کے تمام شیعوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ مشکل کشا اور حاجت روا ہے، اولاد دینے والا ہے، رزق دینے والا ہے، تنگی وفراخی نفع ونقصان کا مالک حضرت علیؓ ہے۔ جتنے امور اس دنیا میں پیش آنے والے

ہیں ان تمام امور کو حل کرنے والا حضرت علیؓ ہے۔ گو شیعہ تعلیمات میں مذکورہ بالا عقیدہ رکھنا ہر شیعہ پر واجب اور فرض عین ہے اس کے ساتھ یہ بات بھی ان کے بنیادی عقائد میں شامل ہے کہ ''حضرت علیؓ کے پاس امور حل کرنے کی چابی موجود ہے'' دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ کے جو اوصاف تھے وہ تمام حضرت علیؓ کو سپرد کردیے گئے اور حضرت علیؓ کو دنیا کا خالق مالک بنا دیا گیا۔ باقی رہ گئی آخرت کی بات کہ آخرت جو ہمیشہ رہنے والی جگہ ہے اس آخرت کے مقام کا اختیار کس کو سونپا گیا؟ یعنی دنیا کا حاجت روا مشکل کشا تو حضرت علیؓ ہے اور آخرت کا حاجت روا مشکل کشا کون ہے؟ یہاں پر شیعہ لوگ شش و پنج میں مبتلا تھے بعد میں اس شش و پنج سے نکلنے کا ایک راستہ ڈھونڈ لیا پھر اس کو خود ساختہ روایات کی فیکٹری میں ڈھال کر ایک سانچہ تیار کرلیا کہ جناب رسول ﷺ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ'' **يَا عَلِيُّ أَنْتَ قَسِيمُ النَّارِ وَالْجَنَّةِ**'' ترجمہ اے علیؓ جنت اور دوزخ کا تو مالک اور تقسیم کرنے والا ہے'' مذکورہ خود ساختہ حدیث کا مطلب واضح ہے کہ حضرت علی دنیا کے بھی مالک ہیں اور آخرت کے بھی۔ موجودہ شیعہ کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں نظر نہیں آ سکتا اور نہ ہی آخرت میں نظر آئے گا اگر آخرت میں نظر آئے گا تو حضرت علیؓ کی شکل میں نظر آئے گا یعنی خود خدا علیؓ ہوگا (**نعوذ باللہ من ھذہ العقیدۃ السیئۃ**) اگر اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علیؓ کو جنت اور دوزخ کا اختیار دے دیا تو خود اللہ اور رسول کہاں گئے؟ سوچنے کی بات یہ ہے کہ شیعوں نے اللہ اور رسول کو پس پردہ کر کے کہاں پہنچا دیا ہے اور علیؓ کو آگے کر کے کہاں پہنچانا چاہتے ہیں۔ دنیائے شیعت کا آج بھی یہی عقیدہ ہے کہ علی علی کرو دنیا و آخرت میں بیڑہ پار ہو جائے گا اس کے ساتھ

شیعوں کا ایک یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم حضرت علیؓ پر نازل ہونا تھا لیکن جبرئیل نے غلطی سے اس کے بھائی حضرت محمد ﷺ پر نازل کردیا چلو یہ دونوں تو ان کی آپس کی بات تھی نبوت و رسالت میں دونوں شریک تھے لیکن حضرت علیؓ تو دنیا آخرت میں مشکل کشا اور حاجت روا ہے شیعہ مذہب چھوڑنے سے پہلے حضرت علیؓ کے بارے میں میرا بھی یہی عقیدہ تھا لیکن اب اس عقیدے کے بارے میں سوچتا ہوں تو بہت حیران ہوتا ہوں کہ ان لوگوں کی عقل کہاں گئی۔

ایک تفسیر نے کایا پلٹ دی

بات دور نکل گئی میں دراصل شیعہ مذہب چھوڑنے کی کہانی بیان کر رہا تھا کہ میں جامعہ عارف الحسینی پشاور میں بیٹھا ہوا تھا شیعہ مذہب کی محبوب ترین تفسیر ''المیزان فی تفسیر القرآن'' ''مفسر رئیس المجتہدین محمد حسین طباطبائی کا مطالعہ کر رہا تھا جہاں کہیں قرآن کریم میں **عَلِيًّا** کبیرًا یا **وھو العلی العظیم**'' کا ذکر آیا وہاں شیعہ مفسرین اس سے حضرت علیؓ مراد لیتے ہیں لیکن پہلی ایک واحد تفسیر محمد حسین طباطبائی نے کی ہے جس نے کھل کر دوسری اکہتر تفسیروں کی مخالفت کی ہے وہ لکھتا ہے **وھو العلی العظیم لا علی کما یقولون او یکتبون** کہ اس سے حضرت علیؓ ہرگز ہرگز مراد نہیں ہے جس طرح ہمارے ذاکرین اور حجۃ الاسلام و مجتہدین اس جملہ سے حضرت علیؓ مراد لیتے ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ اس مراد اللہ تعالیٰ ہی ہیں، جونہی میری نظر اس جملہ پر پڑی میری قلبی کیفیت بڑی غضبناک صورت میں ظاہر ہوگئی، اس وقت میرے دل نے چاہا کہ اس تفسیر کو کسی کھڈ میں پھینک دوں، کیونکہ یہ بات سراسر میرے اور ملت

شیعہ کے عقیدے کے خلاف تھی، کچھ دیر گزرنے کے بعد میرے دل کی کیفیت پلٹ آئی اور اس بات پر آمادہ ہوگئی کہ شاید یہ بات تقیہ کرتے ہوئے لکھ دی گئی ہو اب میں نے سوچا کہ اس کا معنی تو یہی بنتا ہے مگر سیاق وسباق تمام اگلی پچھلی عبارتوں کو ملا کر ممکن ہے اس کا مفہوم، مفہومِ مخالف بنتا ہو پھر میں نے نئے سرے سے شوق وذوق کے ساتھ مذکورہ جملوں پر نظر دوڑائی، چند بار مطالعہ کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ معنی اور مفہوم میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ معنی اور مفہوم دونوں یکساں ہیں کہ **وھو العلی العظیم** سے مراد اللہ ہی ہے حضرت علیؓ ہرگز مراد نہیں ہیں پھر آگے وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' اے شیعو: اگر تمہارا دعویٰ یہی ہے کہ قیامت کے روز حضرت علیؓ مشکل کشا اور حاجت روا ہے اور جنت اور دوزخ تقسیم کرنے والا ہے تو پھر اس آیت کریمہ کا کیا بنے گا جو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا **لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ**؟ آج کے دن حاجت روا، مشکل کشا کون ہے؟ اس روز تمہارے بنائے ہوئے خود ساختہ مشکل کشا، حاجت روا خاموش ہوں گے، بولنے کی طاقت کسی کے پاس نہ ہوگی بلکہ سب کو سانپ سونگھ گیا ہوگا اور جواب یہی ہوگا **لله الواحد القهار** آج کا مشکل کشا حاجت روا صرف اور صرف اکیلا اللہ قہار ہی ہوگا۔

محمد طبا طبائی یہ تمام باتیں لکھنے کے بعد وسیلہ کے بارے میں جا کر پھنس گیا کہ علیؓ کو پکارنا مدد خدا ہے جب مذکورہ جملہ میں نے چند بار پڑھ لیا تو میرے دل کی دنیا بدل چکی تھی کیونکہ پہلے والے عقیدے میں شک آگیا تھا اور جس عقیدے میں شک آجائے وہ عقیدہ عقیدہ ہی نہیں رہتا اپنے سابقہ عقیدے میں شک آجانے کے بعد حق حاصل کرنے کیلئے میں نے تحقیق شروع کی۔

بریلوی علماء سے رابطہ اوران کا مایوس کن جواب

سب سے پہلے میں نے علماء اہل سنت سے رابطہ قائم کیا لیکن یاد رہے کہ اس وقت میرے اور دیگر شیعہ کے نزدیک اہل سنت صرف اور صرف بریلوی طبقہ ہی کو تصور کرتے تھے دیوبندیوں کو ہم وہابی کہتے تھے چنانچہ میں نے علماء بریلوی کے ساتھ تحقیق کی خاطر رابطہ کیا مگر آگے سے بریلوی علماء کہہ دیتے'' شاہ صاحب آپ تو الحمدللہ اہل بیت عظام کو مانتے ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں...... آپ بھی پنجتن پاک کو مانتے ہیں ہم بھی پنجتن پاک کو مانتے ہیں...... آپ بھی اہل بیت کو مشکل کشا، حاجت روا مانتے ہیں ہم بھی ان کو مشکل کشا حاجت روا مانتے ہیں...... آپ بھی اہل بیت کو عالم الغیب مانتے ہیں، ہم بھی ان کو عالم الغیب مانتے ہیں...... آپ بھی اہل بیت کو نور مانتے ہیں ہم بھی ان کو نور مانتے ہیں...... آپ بھی اہل بیت کو حاضر ناظر مانتے ہیں ہم بھی ان کو حاضر ناضر مانتے ہیں...... آپ بھی نعرہ حیدری لگاتے ہیں ہم بھی لگاتے ہیں...... آپ بھی یاعلی مدد کہتے ہیں ہم بھی کہتے ہیں...... آپ کے مذہب تشیع میں اور ہمارے مذہب میں کوئی خاص فرق نہیں، انیس بیس کا فرق ہے مگر شاہ جی ایک بات یاد رکھیں کہ دیوبندی وہابیوں سے بچ کر رہیں''

جب میں بریلوی علماء سے اس طرح کی باتیں سنتا تھا پریشانی کے سوا مجھے حاصل نہ ہوتا کیونکہ جس چیز کی مجھے تڑپ تھی وہ کچھ حاصل نہ ہوتی تھی، اس وقت مجھے سمجھ آیا کہ پیسہ بولتا ہے کیونکہ خمینی کی طرف سے بریلوی علماء کو تنخواہ تین، چار ہزار حسب مرتبہ ملتی تھی کہ'' شیعہ سنی بھائی بھائی تیسری قوم کہاں سے آئی'' کا نعرہ لگائیں اور جوان

کے پاس تحقیق کیلئے آئے ان کو یہی کہیں تم ٹھیک ہو، اس لیے میں کہتا ہوں ''شیعہ ہے نمبرون، یہ ہیں نمبر ٹو کَاَنَّہٗ ھُوَ'' بعد میں ھدایت کا سبب اللہ تعالیٰ نے بنا ہی دیا۔

دیوبندی عالم سے رابطہ اوران کی فیصلہ کن راہنمائی

ایک دیوبندی عالم مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور متواتر دس ماہ بحث مباحثہ جاری رہا مسئلہ امامت وخلافت، مسئلہ ولایت اور وصایت، مسئلہ متعہ، تقیہ، بداء، اور دیگر مابہ الامتیاز مسائل جو مابین شیعہ وسنی واقع ہیں تمام میں بحث و مباحثہ ہوا مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ جو اب فوت ہو چکے ہیں اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے انھوں نے ہر موضوع پر میری بہترین راہنمائی فرمائی، مجھے حق بات اس انداز میں سمجھائی کہ اسلام کی حقیقی نورانیت میرے قلب وجگر میں اترتی چلی گئی اور بالآخر میں نے 1995ء میں شیعت سے تائب ہو کر حقیقی اسلام قبول کرلیا ''اللہ تعالیٰ مجھے استقامت نصیب فرمائے آمین''۔

شیعہ کو پیغام:

اس موقع پر میں پوری شیعہ قوم سے عرض کروگا کہ وہ حب علیؓ کے خول سے نکل کر اسلام کے حقیقی پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں جب اسلام کا حقیقی پیغام آپ کے دل میں اترے گا تو ھدایت کا نور آپ کیلئے سکون اطمینان کا باعث بنے گا۔

دیوبندی عالم مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ کا تعارف

حضرت مولانا محمود الحسن دارالعوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے فارغ التحصیل تھے اور الحمد للہ انھیں عربی، فارسی زبان پر خوب عبور حاصل تھا۔ مولانا عبدالعزیز زاہدانی ایرانی جو

دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے انھوں نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک والوں کو خط لکھا کہ یہاں زاہدان شہر میں ایک باصلاحیت مدرس چاہیے جو عربی فارسی کو اچھی طرح سے جانتے ہوں یہ ایران میں خمینی کی آمد سے پہلے کی بات ہے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی صوابدید پر مولانا محمود الحسن کا انتخاب عمل میں آیا انھوں نے زاہدان شہر میں پانچ سال تک پڑھایا اس دوران مولانا محمود الحسن صاحب شیعہ مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے اور مذہب شیعہ سے مکمل شناسائی حاصل کرلی جب خمینی انقلاب آیا تو خمینی نے قانون نافذ کیا کہ امامیہ مذہب جعفری کے برعکس جو یہاں ایران میں خارجی اساتذہ ہیں وہ ایران سے فوراً نکل جائیں چنانچہ محترم اساتذی مولانا محمود الحسن بھی خمینی قانون کی زد میں آگئے اور ایران کو خیرباد کہہ کر پاکستان آگئے۔

مصائب کا سامنا

خلافت راشدہ:......شیعہ مذہب چھوڑنے کے بعد آپ کو کن کن مشکلات و مصائب سے گزرنا پڑا؟

مولانا امیر رضا شاہ قمی:......سب سے بڑی دکھ کی بات ہی یہ ہوتی ہے کہ انسان جب اپنا مذہب تبدیل کرتا ہے تو وہ اپنے عزیز واقارب سے مکمل علیحدگی اختیار کرلیتا ہے آگے پیچھے تمام رشتے ختم ہوجاتے ہیں اس سے بڑی اذیت کیا ہوسکتی ہے، میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا اپنے والدین بہن بھائی اور دیگر رشتہ داروں سے تعلقات منقطع ہوگئے اپنی جاگیر اپنی کوٹھی سے محروم ہونا پڑا تین دفعہ قاتلانہ حملے ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے تا حال مجھے حفظ وامان میں رکھا ہے۔

تنظیم اہل سنت کے ساتھ وابستگی

خلافت راشدہ:......شیعہ مذہب چھوڑنے کے بعد آپ نے کس پلیٹ فارم سے کام کا آغاز کیا؟

مولانا سید امیر شاہ قمی:......پہلے پہل تو حالات اجازت نہیں دیتے تھے کہ کسی پلیٹ فارم سے آغاز کیا جائے، قاتلانہ حملوں کے بارے میں جب اخبارات میں بیانات آ گئے تو اس وقت مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ مناظر اسلام مولانا یوسف رحمانی رحمہ اللہ اور دیگر علماء نے میرے ساتھ ملاقات کر کے یہ تاکید فرمائی کہ آپ ذرا خاموشی اور مصلحت پسندی سے کام لیں، انھوں میری بہت حوصلہ افزائی فرمائی علماء کرام کے حکم کے مطابق میں چار پانچ سال گوشہ تنہائی میں چلا گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ خفیہ تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا الحمد اللہ میں اس وقت پاکستان میں مختلف مقامات پر دوسرے ساتھیوں سے مل کر مختلف شہروں اور گاؤں میں 350 کے قریب شیعہ کو مسلمان کر چکا ہوں یہ (نوٹ یہ 2004ء کی بات ہے دسمبر 2007ء میں راقم نے فون پر پوچھا تو کہا کے 1250 شیعوں نے مذہب اہل سنت قبول کر لیا ہے الحمد اللہ اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ) بعد میں حضرت مولانا محمد عمر فاروق تونسوی مدظلہ جو علماء مناظر اسلام عبدالستار تونسوی کے فرزند ارجمند ہیں وہ پشاور میں آتے رہتے تھے اور ہماری ملاقات ہوتی رہتی تھی انھوں نے ایک دفعہ عظمت قرآن کانفرنس پر تقریر کروانے کے لئے ڈیرہ غازی خان بلا لیا میں نے تقریر کی اور علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ نے میری تقریر کا ایک ایک لفظ سنا، علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ نے تنظیم اہل سنت کے تمام مبلغین کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ شاہ جی

کو اپنی تنظیم اھل سنت میں شامل ہونے کی دعوت ضرور دیں، شاہ جی کی تقریر علامہ سید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ کی طرح ہے چنانچہ تمام مبلغین تنظیم اھل سنت پاکستان نے مجھے شمولیت کی دعوت دی اور میں نے تبلیغی سلسلہ کا آغاز تنظیم اھلسنت پاکستان سے کیا، چھ سات سال سے اسی تنظیم سے وابستہ چلا آ رہا ہوں۔

لکل فرعون موسیٰ

خلافت راشدہ:......کالعدم سپاہ صحابہؓ کے پروگرام اور مشن سے کب اور کیسے واقف ہوئے؟

سید امیر رضا شاہ کاظمی:......کالعدم سپاہ صحابہ سے واقفیت تو اسی وقت ہوئی جب اس کی بنیاد ۱۹۸۵ء میں رکھی گئی ظاہر بات ہے کہ شیعوں کا اصل مشن صحابہ رسول کی دشمنی عداوت اور تبرا بازی پر مبنی ہے میرے دل میں صحابہ کرامؓ کی بہت زیادہ نفرت موجود تھی اس وقت ایک داعیہ پیدا ہوا تھا کہ کائنات میں کون سا ایسا نعوذ باللہ بدبخت اور غلیظ ترین آدمی پیدا ہوا ہے جو صحابہؓ کے دفاع اور تحفظ کا مشن چلائے مجھے کیا پتہ تھا کہ آئندہ میں اس قافلہ حق کا ساتھی بننے والا ہوں بطور اختصار یہ بات کہتا ہوں کہ اگر اس وقت سپاہ صحابہ کی تنظیم وجود میں نہ آتی تو پاکستان ایرانی بل بوتے پر فقہ جعفری کا سٹیٹ بن جاتا لیکن عربی کا مقولہ مشہور ہے ''لکل فرعون موسیٰ'' ہر فرعونِ وقت کیلئے موسیٰ جیسے آدمی پیدا ہوتے ہیں۔

توحید مستحکم ہوگئی

خلافت راشدہ:......علامہ حقنواز شہید رحمہ اللہ کا مشن یا ان کی تقریر آپ نے پہلی

مرتبہ سنی تو آپ کے تاثرات کیا تھے؟

سید امیر رضا شاہ کاظمی:.......جس طرح میں نے بتلایا کہ علامہ حقنواز شہید پہلے مجھے مبغوض لگتے تھے لیکن جب اہل السنّت والجماعت میں آ کر قرآن وسنت کی روشنی میں صحابہ کا مقام معلوم ہوا پھر دل نے انگڑائی لی اور یہ محسوس کیا کہ یا اللہ اگر جھنگوی شہید رحمہ اللہ سے ایک ملاقات ہوجاتی تو کیا اچھا ہوتا لیکن وہ مجھے ہدایت کی روشنی ملنے سے پہلے ہی اس دارفانی کو خیر باد کہہ چکے تھے میں حقنواز شہید کی تقریر سننے کی تاب نہیں رکھ سکتا تھا لیکن جب تحقیق کی طلب اور ضرورت پیش آئی تو ''اللہ کون ہے؟'' والی کیسٹ سنی تو میری توحید مستحکم اور دل مطمئن ہوگیا۔

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمہ اللہ عظیم شخصیت تھے

خلافت راشدہ:......علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ سے آپ کی ملاقات کب ہوئی اور آپ نے ان کو کیسے پایا؟

سید امیر رضا شاہ کاظمی:......غالباً ۱۹۹۵ء میں شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں کالعدم سپاہ صحابہؓ کی طرف سے ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمہ اللہ نے شرکت فرمائی جبکہ اس وقت مولانا نواز بلوچ سپاہ صحابہ پنجاب کے صدر تھے اور مولانا حافظ قاری عبدالبصیر برھانی بدخشانی کے ذریعہ سے جامع مسجد صدیقیہ رسول پورہ میں ملاقات ہوئی علامہ شہید نے مجھے سپاہ صحابہ میں شمولیت کی دعوت دی تھی لیکن اس وقت میرے حالات سازگار نہیں تھے البتہ علامہ شہید سے گفتگو میں محسوس ہوا کہ علامہ شہید ایک عظیم شخصیت نابغہ روزگار اور مورخ اسلام ہیں علامہ شہید کی تقریر و

تحریر دونوں میں حق گوئی للّٰہیت اور خلوص کے چشمے ابلتے تھے۔

مولانا اعظم طارق شہید سے ملاقات اور اعلان شمولیت

خلافت راشدہ:......مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کے ساتھ آپ کی ملاقات کب اور کیسے ہوئی اور آپ نے انھیں کیسے پایا اور کالعدم ملت اسلامیہ میں کب شامل ہوئے؟

سید امیر رضا شاہ کاظمی:......مولانا اعظم طارق شہید کے ساتھ پہلی ملاقات بمقام دائرہ دین پناہ تحصیل کوٹ ادو میں 20 اگست 2000ء قرار پائی تھی ایک بڑی کانفرنس بنام عظمت قرآن کانفرنس جس میں ہم دونوں مدعو تھے لیکن کچھ وجوہات کی وجہ سے وہ ملاقات بھی نہ ہوسکی، قابل ذکر بات یہ ہے کہ وارث الشھداء قاری عبدالبصیر برہانی بدخشانی کی قربانیاں کسی سے مخفی نہیں ہے اس نے 1999ء میں ضلع صوابی بمقام جلبی شہدائے سپاہ صحابہ جذبہ جہاد کانفرنس 17 کو منعقد کروائی اس کانفرنس میں بھی مجھے دعوت دی گئی تھی جبکہ اس وقت علامہ حیدری مدظلہ اور اعظم طارق شہید دونوں جیل کی سلاخوں میں بند تھے اس کانفرنس میں سپاہ صحابہ کے نمائندے بالخصوص خلیفہ عبدالقیوم مدظلہ سے لے کر مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی تک تمام قائدین سپاہ صحابہؓ نے شرکت فرمائی تھی اس وقت قاری عبدالبصیر برہانی نے مجھے بھی سپاہ صحابہؓ میں شمولیت کی دعوت دی تھی لیکن حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے میں نے معذرت کرلی بعد میں سپاہ صحابہ پر پابندی لگ گئی اور جب ملت اسلامیہ بن گئی تو قاری عبدالبصیر برہانی وفود کی شکل میں پانچ مرتبہ میرے گھر آئے تو ملت اسلامیہ میں شامل ہونے کی حامی بھرلی ایک شرط کے ساتھ کہ مولانا اعظم طارق شہید کی ملاقات

میرے ساتھ کروائیں چنانچہ قاری عبدالبصیر برہانی نے فوراً مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ سے رابطہ کیا مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ نے قاری عبدالبصیر برہانی سے فرمایا کہ شاہ صاحب اگر زحمت فرمائیں تو یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء قصہ خوانی بازار پشاور شہر میں ''نفاذ شریعت'' کانفرنس میں تشریف لائیں تو قمی صاحب سے باضابطہ بات چیت ہو جائے گی چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا میں نے بھی نفاذ شریعت کانفرنس میں تقریر کی اور مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی اور بڑے اخلاص سے فرمایا ''شاہ جی! جس طرح شیعہ کے گھروندے آپ جانتے ہیں ہم اتنا نہیں جانتے آپ آ گئے ہوں گے جس قسم کی خدمت ہم سے ہو سکی ہم کر گزریں گے ملت اسلامیہ کے سپاہی اور جانباز آپ کے ساتھ ہوں گے'' میں نے پہلی مرتبہ پیکر اخلاص کی باتیں سنیں تو نہایت متاثر ہوا اور اسی دن سے میں نے عزم کیا کہ حضرت مولانا اعظم طارق کی طرح میں بھی صحابہؓ کا جان نثار اور سپاہی بنوں گا مگر تقدیر کا فیصلہ کہ مولانا اعظم طارق ۱۶ اکتوبر کو تحفظ ناموس صحابہ کی خاطر ہم سے جدا ہو گئے ۱۷ اکتوبر کو میں نے احتجاجی جلوس نکالا اور مجھے گرفتار کر لیا گیا صوبہ سرحد بالخصوص پشاور شہر کی ملت اسلامیہ کے قائدین کی پرزور مذمت و مطالبہ پر مجھے رہائی نصیب ہوئی، رہائی کے بعد میں سیدھا جھنگ تعزیت کیلئے چلا گیا بعد میں ملت اسلامیہ کے ایم پی اے نڈر اور جرات مند سپاہی مولانا ابراہیم قاسمی نے ۱۸ اکتوبر کو احتجاجی جلسہ پشاور شہر میں کرایا اور اسی احتجاجی جلسہ میں باضابطہ طور پر میں نے اعلان شمولیت کیا۔

شیعہ مذہب یہودیت کے مترادف ہے

خلافت راشدہ:......آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ شیعہ مذہب میں گزارا تو آپ نے شیعہ مذہب کو کیسا پایا؟

سید امیر رضا شاہ کاظمی:......گندے اور برے اعمال جو شیعہ مذہب میں انجام دیے جاتے ہیں وہ کسی اور مذہب میں نہیں، شیعہ مذہب دوسرے لفظوں میں یہودیت کے مترادف ہے دنیا میں اگر شیعیت بڑھتی ہے تو اس کا واحد راستہ متعہ کا عمل ہے کیونکہ زنا تو حرام ہے لیکن شیعہ مذہب میں متعہ کی صورت میں زنا کرنا حلال جائز اور باعث ثواب ہے۔

قرآن مجید کے بارے میں شیعی نظریات

خلافت راشدہ:......قرآن مجید کے بارے میں شیعہ کے اصل نظریات کیا ہے؟

سید امیر رضا شاہ کاظمی:......قرآن مجید کو شیعہ مذہب میں کوئی مقام حاصل نہیں ہے بلکہ شیعہ مذہب قرآن کریم سے انکاری ہے ان کی دو ہزار روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مذکورہ قرآن مجید جو مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے یا ان کے گھروں اور مسجدوں میں موجود ہے شیعہ کے نزدیک اصلی اور حقیقی نہیں بلکہ اصل قرآن مجید ان کا بارہواں امام امام مہدی غار میں اپنے ساتھ لے گیا ہے ان کا قرآن تو امام مہدی لے گیا ہے اور وہ دشمنی ہم سے کر رہے ہیں عجیب بات ہے کہ شیعہ لوگوں کو ہدایت کی ضرورت نہیں تھی۔ شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیتیں جہاں کہیں صحابہ کرام کی مدح اور منقبت ایمان اور دخول جنت کے بارے میں آتی ہیں یہ تحریف ہوئی ہے یہ سنیوں نے اپنی طرف سے قرآن کریم میں داخل کی ہیں۔

ختم نبوت کے بارے میں عقیدہ

خلافت راشدہ:......آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے بارے میں شیعہ مذہب کیا کہتا ہے؟

سید امیر رضا شاہ کاظمی:......شیعہ مذہب میں مسئلہ امامت ایسا مسئلہ ہے جو ختم نبوت سے انکار پرمبنی ہے اگر شیعہ لوگ نبی کریم ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرتے تو امامت کا مسئلہ کھڑا نہ کرتے وہ کہتے ہیں بلکہ ان کی اپنی احادیث ہیں **الامامة افضل من النبوة** کہ امامت نبوت سے افضل ہوتی ہے شیعہ مذہب میں نبوت کو خاص اہمیت نہیں دی جاتی۔

بارہ اماموں کا مقام

خلافت راشدہ:......شیعہ مذہب میں بارہ اماموں کا مقام کیا؟

سید امیر رضا شاہ کاظمی:......مفترض الطاعۃ یعنی بارہ اماموں کی اطاعت فرض ہے وہ نبیوں کی طرح معصوم ہوتے ہیں بلکہ تمام انبیاء کرام سے افضل دنیا و آخرت میں مشکل کشا، حاجت روا، بیڑا پار کرنے والے، عالم الغیب ہیں۔

صحابہ کرامؓ وخلفاء راشدینؓ کے بارے شیعی نظریات

خلافت راشدہ:......صحابہ کرامؓ خصوصاً خلفاء راشدینؓ کے بارے میں شیعہ نظریہ کی وضاحت فرمائیں؟

سید امیر رضا شاہ کاظمی:......شیعوں کے مذھی اصول پانچ ہیں اور ارکان دس ہیں ان دس ارکانوں میں ایک رکن اس بات پرمبنی ہے جسے وہ اپنی اصطلاح میں تبرا کہتے

ہیں، تبرا کا معنی ہے بیزاری اور براءت اختیار کرنا اور نفرت کا اظہار کرنا یہی رکن مخصوص ہے صحابہ کرامؓ کے لئے جو بھی مذہب شیعہ رکھتے ہیں وہ صحابہ کرامؓ سے نفرت ضرور کرتے ہیں جو نفرت و بیزاری کا اعلان نہیں کرتا وہ ہرگز شیعہ نہیں ہے خلفاء راشدین میں ابوبکرؓ ،عمرؓ،عثمانؓ وعلیؓ چاروں آتے ہیں لیکن شیعہ لوگ تین سے انکاری ہیں جب وہ اپنا کلمہ پڑھتے ہیں **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَّلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْل** یعنی تیسرا جزء مستقل طور پر حضرت علیؓ کی خلافت کیلئے ہے انھیں تو مانتے ہیں مگر سابقہ تینوں خلفاء راشدین کو نہیں مانتے۔

ایرانی حکومت کے اقدامات

خلافت راشدہ:......ایرانی حکومت شیعہ مذہب کے پرچار کیلئے کیا اقدامات کررہی ہے۔

سید امیر رضا شاہ کاظمی:......ایرانی حکومت شیعہ عوام اور علماء کو روپے دیتی ہے لٹریچر ان سے چھپوا کر شیعہ مذہب کی اشاعت کرتی ہے اور کراتی ہے پاکستان کی تمام مجلس عزا ایرانی حکومت کے بل بوتے پر ہوتی ہیں۔

خلافت راشدہ:......کالعدم سپاہ صحابہ کے قائدین کی شہادتوں میں ایرانی حکومت کا کیا ہاتھ ہے؟

سید امیر رضا شاہ:......مولانا حقنواز جھنگوی شہید سے لے کر جتنی شہادتیں واقع ہوئی ہیں ان میں ایرانی حکومت کا مستقل ہاتھ ہے اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے جب مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ نے بارہویں امام کا آپریشن کیا تو ایرانی حکومت نے ان کو واجب القتل قرار دے دیا۔

اہل سنت کے نام پیغام

خلافت راشدہ:...... پوری دنیا کے اہل سنت کے نام کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

سید امیر رضا شاہ:...... اہل السنّت والجماعت قرآن وسنت کی روشنی میں جناب محمد ﷺ کی حقیقی اور ہدایت یافتہ جماعت ہے اور شیعہ مذہب کائنات میں غلیظ ترین مذہب ہے اس سے بچ کر رہیں اس کے خلاف بھرپور جدوجہد کی ضرورت ہے اور اہل السنّت والجماعت کے پلیٹ فارم سے دنیا میں جتنے ادیان باطلہ ہیں ان تمام کو شکست دے سکتے ہیں۔

ملت اسلامیہ کے کارکنوں کے نام پیغام

خلافت راشدہ:...... کالعدم سپاہ صحابہ وملت اسلامیہ کے قائدین اور کارکنوں کے نام آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

سید امیر رضا شاہ:...... ہمارے قائدین اور کارکنوں نے صحابہ کرامؓ کی خاطر اپنی عزیز جانیں قربان کیں ہم بھی یہی راستہ اختیار کر کے جھنگوی مشن کو عام کرنے کے لئے میدان عمل میں اتریں اور شیعیت کے خلاف دعوت کو جاری رکھ کر قائدین وکارکنوں کی قربانیاں ضائع نہ ہونے دیں اور نہ ہی ان کے پاکیزہ مشن کے ساتھ سودا بازی کریں اللہ کو حاضر ناضر جان کر خلوص دل سے احقاق حق وسنت اور ابطال باطل وشیعیت کا کام جاری وساری رکھیں یہی سچا اور کھرا راستہ ہے اگر آج ہم نے ناموس صحابہؓ کے تحفظ کی جدوجہد سے روگردانی کی تو کل آنے والی نسلیں ہمارا گریبان پکڑیں گی۔

(ماخوذ ماہنامہ خلافت راشدہ مارچ اپریل ۲۰۰۴ء)

آخری گذارش

بندہ نے چند علماء ومجتہدین اور ذاکروں کے حالات اس جلد میں قلمبند کیے ہیں اگر قارئین نے اس کاوش کو پسند کیا اور بندہ کی حوصلہ افزائی کی تو انشاء اللہ اس سلسلہ کی دوسری وتیسری جلدیں بھی منظر عام پر آسکیں گے کیونکہ اس کتاب میں مذکور حضرات کے علاوہ بھی عام لوگوں سے قطع نظر کئی علماء ومجتہدین کے حالات بندہ کے سامنے ہیں۔ اگر اس سے کسی بھائی کو فائدہ پہنچے یا کسی کو ہدایت ملے تو بندہ کو اس پر ضرور مطلع کرے۔ نیز اگر کسی کے پاس ایسے کسی خوش نصیب کے حالات ہوں جو شیعہ مذہب کی تاریکی سے نکل کر اہل السنّت مذہب کی روشنی میں داخل ہوا ہو تو ان کو قلمبند کر کے بندہ تک پہنچا دے۔ ان شاء اللہ اس کو اگلی جلد میں شامل کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالی اس کاوش کو قبول کر کے بندہ اور دوسرے مسلمانوں کیلئے ذریعہ اطمینان ووسیلہ پختگی ایمان اور گمراہوں کیلئے ذریعہ ہدایت بنائے۔

آمین ثم آمین

محمد اسماعیل میلسوی

فاضل جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

یادداشت

اندھیروں سے روشنی تک